

مجلة البرمجيات



مصلح موعود نمبر

شماره ۱۲

اطلبوا العدل

خلا

صدر انجمن

ظہیر

رجہ نمبر

تالی نمبر

جلد ۴ مجلۃ الجامعہ نمبر ۲

فہرست مضامین

۵	۱	اداریہ
۸	۲	پیشگوئی مصلح موعود
۹	۳	حضرت مصلح موعودؑ کے بارہ میں انبیاء سابقہ و
		صلی و امت کی بشارات
۲۱	۴	حضرت مصلح موعودؑ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ
		کے الہامات و کشف و روایہ و تحریرات
۶۴	۵	حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی نظری حضرت
		مصلح موعودؑ کا مقام
۷۵	۶	حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی خدمت میں سیدنا
		المصلح الموعودؑ کے خطوط (غیر مطبوعہ)
۸۱	۷	میں ہی پیشگوئی مصلح موعودؑ کا مصداق ہوں
۹۳	۸	سیدنا المصلح الموعودؑ کا جلسہ ہفت روزہ میں اپنے دعویٰ کے متعلق پرشکوہ اعلان
۱۱۴	۹	جلسائے مصلح موعودؑ لاہور، لکھنؤ اور دہلی میں حضرت مصلح موعودؑ کے پرشکوہ اعلانات
۱۲۴	۱۰	حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ ایک صاحب طرز فکر
		مصنف کی حیثیت سے -
۱۳۴	۱۱	حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کی ایک غیر مطبوعہ نظم

”حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا“

جناب مرزا عبدالحی صاحب ایڈووکیٹ

یاد محسوس

اظہار تشکر

مجلۃ الجامعہ کے اس شمارے کے مضامین کی تیاری میں عزیزم مرزا
غلام احمد صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا خصوصی حصہ ہے جزاۃ اللہ
احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ انکی سعی کو مشکور بنائے۔ آمین۔
(سید داؤد احمد)

اطلبہ

صد

داخلہ

درجہ

کتابی

جامعہ احمدیہ کا علمی و ادبی رسالہ

سمیع الدین شاہ
جامعہ احمدیہ لاہور
ضلع جھنگ

مجلۃ الجامعۃ

(نمبر ۱)

سید داؤد احمد

(مکمل)

ملک سیف الرحمن

(مصلح موعود قاری)

مطبع ضیاء اسلام پریس



قیمت سالانہ پچھڑ روپے

قیمت صغیر نمبر ۱ روپے

اطلبوا

خ

صدر

داخلہ نمبر

درجہ نمبر

کتابی نمبر

فقہ کہنا شروع کیا اور وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد پھر پہلے سے بھی زیادہ خطرناک راستہ آیا اور پہلے سے بھی زیادہ بھیانک شکلیں نظر آنے لگیں تھیں کہ بعض سرگے ہوئے جن کے ساتھ دھڑنہ تھے ہوا میں معلق ہوئے سامنے آئے اور طرح طرح کی شکلیں بناتے اور منہ چراتے۔ مجھے غصہ آتا۔ لیکن معاشرہ کی نصیحت یا آجائی اور میں پہلے سے بھی بلند آواز سے ”خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ“ کہنے لگتا اور پھر وہ نگارہ بدل جاتا یہاں تک کہ سب بتائیں ”دور ہو گئیں اور میں منزل مقصود پر خیریت سے پہنچ گیا۔“

یہ ایک پیشی خبری تھی اور پھر جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے تو سب پہلی مشکل جو آپ کے سامنے آئی وہ بعض افراد کی مخالفت تھی۔ آپ کو اس بات سے طبعاً گھبراہٹ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم جماعت میں کسی قسم کا اختلاف پیدا ہو۔ اور وہ جنہوں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر کام کیا ہے ان سے کوئی کسی وجہ سے جماعت کی برکات سے محروم ہو جائے۔ یہ لوگ جو آج خلافت کا انکار کر رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں سب سے آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کی باتیں سنی تھیں۔ آپ کا دامن اور میں فرمایا کہ جانتا ہوں بعض اوقات خلافت کے ایک مضبوط اور مستحکم تر قلعہ کے اندر عیسیت کیسے محفوظ ہو گئی تھی ان لوگوں کی علیحدگی اپنے جسم کے ٹوٹے الگ کرنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ لیکن دوسری مخالفت نظام خلافت کو قائم و دائم رکھنے کا سوال تھا جو جماعتی اتحاد کی جان اور آپ کے عقیدہ کے مطابق عین اسلام تھا اور یہ لوگ اس بنیادی اور مذہبی عقیدہ کے خلاف کوشاں تھے اور اس کی بڑی کاشٹیں میں سے تھیں۔ تاہم جماعت کے اصرار کی بناء پر جب حالات و واقعات نے خلافت کا بوجھ آپ کے کندھوں پر ڈال دیا تو آپ نے پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ ان فرائض کی بجا آوری کے لئے کمر بستہ باندھ دی جو اس اہم عہدہ پر ممکن ہونے کی وجہ سے آپ پر عائد ہوتے تھے۔ سب سے پہلا مسئلہ جماعتی اتحاد کو قائم رکھنے اور اس کے اعتماد کو بجا کرنے کا تھا۔ بعض با اثر عناصر کی مخالفت کی وجہ سے آپ کا یہ فکر بے جا نہ تھا کہ جماعت کا سوال ان لوگوں کے وسیعہ پر پکینڈا سے نہیں مٹاؤں گے جو جائے۔ اس لئے عام احمدیوں کے سامنے اصل حالات کی وضاحت و فتنہ کا اہم ترین اور فوری تقاضا تھا تاکہ جماعت کے ان دھماکوں کو منتشر ہونے سے بچا جاسکے اور ایک مضبوط دوسری کی صورت میں ان کو متحد رکھا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان پیغمبر و مومنین کو سب سابق مخالفت کی خوبصورت مالا میں پورے رہنے کا شرف حاصل رہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اس اہم کام کی طرف توجہ دی۔ آپ کے ارشاد کے ماتحت اخباروں، رسالوں اور اشتہاروں کے ذریعہ اصل صورت حال کی وضاحت کی گئی۔ اس کے علاوہ جماعت کے صاحبِ علم بزرگوں کو ملکہ کے چاروں طرف میں دیا گیا تاکہ وہ بیرونی جماعتوں کے سامنے صورتِ مسئلہ کی وضاحت کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم بتا کر اختلافی مسائل کی تحقیقت سے ان کو آگاہ کریں۔ یہ کام مشکل بھی تھا اور خطرناک بھی یہ ایک قسم کی رستہ کشی کا نظارہ پیش کرتا تھا۔ بے نیاز اثر کے مقابل میں خواص اور مولانا کریم پرتو گھلنے لگی معرکے جیسے۔ اہل حق کو چہ پیہر اور باشت بالشت کے سامنے روحانی اور علیٰ تنگ لڑنا پڑی۔ یہ دن بہت ہی عجیب و غریب تھے۔ اہل حق اور اہل تفریق کی روحانی جنگ یہ نگارہ جیسے جیسے

اطلع
صد
داخلہ
درجہ
کتاب

اپنے تقویٰ اور خوف کے مطابق روحانی اور علمی ہتھیار استعمال کئے گئے وہ دیکھنے اور سننے والوں کو کبھی نہیں بھولی سکتے یہاں ہر شخص احمدی جو حق سے بجا ہوا اور اپنے علم اور روحانی استعداد کے مطابق دلائلِ حق کی تلاش میں دن رات ایک کئے ہوئے تھا وہاں اپنے باغی کو بھولنے والے کئے گئے عہد کو توڑنے والے حق کو مٹانے اور ذاتی اقتدار کیلئے پاؤں لانے کی کوشش کرنا لے جو پورا رہے تھے وہ بھی ناقابلِ فراموش واقعہ تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے چھوٹے پیمانہ پر ملکی وحی حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں باغی عناصر نے پیدا کر دیے تھے۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے مقابل میں باطل نے شکست کھائی اور چند ماہ شربِ روز کی محنت اور جہد کے بعد وہ مطلق خدائے اپنے خلیفہ برحق کو فتح میں عطا ہوئی۔

ان ابتدائی کوششوں کے بعد اپنے خلافت کے استحکام کے سلسلے میں علیٰ عملی تاریخ اور واقعاتی غرض ہر لحاظ سے اس مسئلہ کو کھول کھول کر بیان فرمادیا۔ ضرورتِ خلافت، منصبِ خلافت، خلافت اور صدرِ جماعتی احادیث، انتخاب و انعقاد، کیا خلافت کا لفظ جائز ہے۔ خلافت کب تک، خلیفہ کی اطاعت اور جماعت غرض ہر پہلو کو آپ نے مختلف مواقع پر واضح اور میں فرمایا کہ جانتا ہوں بعض اوقات خلافت کے ایک مضبوط اور مستحکم تر قلعہ کے اندر عیسیت کیسے محفوظ ہو گئی تھی ان لوگوں کی علیحدگی اپنے جسم کے ٹوٹے الگ کرنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ لیکن دوسری مخالفت نظام خلافت کو قائم و دائم رکھنے کا سوال تھا جو جماعتی اتحاد کی جان اور آپ کے عقیدہ کے مطابق عین اسلام تھا اور یہ لوگ اس بنیادی اور مذہبی عقیدہ کے خلاف کوشاں تھے اور اس کی بڑی کاشٹیں میں سے تھیں۔ تاہم جماعت کے اصرار کی بناء پر جب حالات و واقعات نے خلافت کا بوجھ آپ کے کندھوں پر ڈال دیا تو آپ نے پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ ان فرائض کی بجا آوری کے لئے کمر بستہ باندھ دی جو اس اہم عہدہ پر ممکن ہونے کی وجہ سے آپ پر عائد ہوتے تھے۔ سب سے پہلا مسئلہ جماعتی اتحاد کو قائم رکھنے اور اس کے اعتماد کو بجا کرنے کا تھا۔ بعض با اثر عناصر کی مخالفت کی وجہ سے آپ کا یہ فکر بے جا نہ تھا کہ جماعت کا سوال ان لوگوں کے وسیعہ پر پکینڈا سے نہیں مٹاؤں گے جو جائے۔ اس لئے عام احمدیوں کے سامنے اصل حالات کی وضاحت و فتنہ کا اہم ترین اور فوری تقاضا تھا تاکہ جماعت کے ان دھماکوں کو منتشر ہونے سے بچا جاسکے اور ایک مضبوط دوسری کی صورت میں ان کو متحد رکھا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان پیغمبر و مومنین کو سب سابق مخالفت کی خوبصورت مالا میں پورے رہنے کا شرف حاصل رہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اس اہم کام کی طرف توجہ دی۔ آپ کے ارشاد کے ماتحت اخباروں، رسالوں اور اشتہاروں کے ذریعہ اصل صورت حال کی وضاحت کی گئی۔ اس کے علاوہ جماعت کے صاحبِ علم بزرگوں کو ملکہ کے چاروں طرف میں دیا گیا تاکہ وہ بیرونی جماعتوں کے سامنے صورتِ مسئلہ کی وضاحت کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم بتا کر اختلافی مسائل کی تحقیقت سے ان کو آگاہ کریں۔ یہ کام مشکل بھی تھا اور خطرناک بھی یہ ایک قسم کی رستہ کشی کا نظارہ پیش کرتا تھا۔ بے نیاز اثر کے مقابل میں خواص اور مولانا کریم پرتو گھلنے لگی معرکے جیسے۔ اہل حق کو چہ پیہر اور باشت بالشت کے سامنے روحانی اور علیٰ تنگ لڑنا پڑی۔ یہ دن بہت ہی عجیب و غریب تھے۔ اہل حق اور اہل تفریق کی روحانی جنگ یہ نگارہ جیسے جیسے

اداریہ

حضرت مصلح موعودؑ اور استحکام خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت عظیم الشان اور بلند مقام جس کی ایک دلکش جھلک آپ مجلہ کے آئندہ صفحات میں دیکھیں گے۔ اس کا اظہار آپ کے ایک اہم کارنامہ جماعت میں خلافت حقہ اسلامیہ کی وضاحت اور استحکام پر ہے۔ جن حالات میں آپ خلیفہ منتخب ہوئے وہ کئی لحاظ سے انتہائی نازک اور سخت مشکلات سے پُر تھے۔ بے پناہ دُور داریاں، کمزور صحت، شدید مخالفت اور سخت محنت، ایسے حالات میں مفوضہ فرائض سے باصبر و ہمدردی برآ ہونا اور اصل مقصد سے توجہ ہٹانے والی مختلف النوع الجھنوں سے اپنا دامن بچا کر چلنا۔ یہ کارنامہ خداوند تعالیٰ کی خاص نعمت کے بغیر ممکن نہ تھا۔ یہ نصرت کیسے حاصل ہو؟ اس کا طریق کیا ہو؟ اس کے متعلق کافی عرصہ پہلے بذریعہ ردیا آپ کو بتا دیا گیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں جب آپ شہدائی قیام فرماتے اپنے ایک ردیا دیکھا جس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے ایک موقع پر فرمایا :-

”میں نے دیکھا کہ کوئی بہت بڑا اور اہم کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے راستہ میں مشکلات کے پہاڑ ہیں۔ میں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی پر جانا چاہتا ہوں۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ نہیں پتہ ہے اسی کام کی تکمیل کے راستہ میں بہت سی روکاوٹیں ہیں۔ یہ راستہ بڑا خطرناک ہے اسی میں بڑے مصائب اور ڈراؤنے نشانے ہیں۔ ایسا نہ ہو تم ان سے متاثر ہو جاؤ اور منزل پر پہنچنے سے رہ جاؤ اور پھر کہا کہ میں تمہیں ایسا طریق بتاؤں جس سے تم محفوظ رہو۔ میں نے کہا ہاں بتاؤ۔ اسی پر اس نے کہا کہ بہت بھیاں تک نظر سے ہوں گے مگر تم ادھر ادھر نہ دیکھنا اور نہ ان کی طرف توجہ ہونا۔ ”خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ“ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ چلے جانا۔ ان بھیاں تک آؤ اور ان کی غرض یہ ہوگی کہ تم ان کی طرف توجہ نہ ہو جاؤ۔ اگر تم ان کی طرف توجہ ہو گے تو اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہ جاؤ گے۔ اس لئے اپنے کام میں لگ جاؤ۔ چنانچہ میں جب چلا تو میں نے دیکھا کہ نہایت اندھیرا اور گھٹا جنگل تھا اور ڈر اور خوف کے بہت سے سامان جمع تھے اور جنگل بالکل سنسان تھا۔ جب میں ایک خاص مقام پر پہنچا جو بہت ہی بھیاں تک تھا تو بعض لوگ آئے اور مجھے تنگ کرنا شروع کیا تب مجھے متخیال آیا کہ فرشتہ نے مجھے کہا تھا کہ ”خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ“ کہتے ہوئے چلے جانا۔ اس پر میں نے ذرا بلند آواز سے یہ

- | | | | |
|----|---|---|-----|
| ۱۳ | ہمارے محسن آقا۔ سیدنا محمد رضی اللہ عنہ | مولانا برکات احمد راجپوری مرحوم | ۱۵۰ |
| ۱۴ | سیدنا ابن الموعود کے علم لدنی کے اثرات | مولوی محمد اسد اللہ کاشمیری مرقی سلسلہ طہاٹ | ۱۵۸ |
| ۱۵ | حضرت مصلح موعودؑ کے حسن و احسان کی ایمان افروز یادیں۔ | | ۱۶۳ |
| ۱۶ | الہامات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ | | ۱۸۵ |
| ۱۷ | حضرت مصلح موعودؑ کے ردیاء و کشوف | | ۲۰۱ |

اطلس

خ

صدر

داخلہ نمبر

درجہ نمبر

کتابی نمبر

انتظار اور امید کی یہ کیفیت ان خبروں کے زیر اثر پیدا ہوئی ہے جو ان اقام کے بزرگ مامورین نے اسے
پیر و دل کو آخری زمانے کے ایک مامور کے متعلق درج نہیں اور جس کے قبل کر لینے کی ہدایت کی تھی۔ دراصل
تمام خبریں ایک ہی روحانی وجود کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس کو اس زمانے کی اصلاح اور مذہب سکالوں
کے لئے خدا کی طرف سے ماموریت کی خدمت پہنچائی جاتی مقدّر تھی۔ اس مامور کے متعلق اس کثرت
خدائی نشیوں میں خبروں کے پلے پلے جاننے کی وجہ اس مامور کی عظمت اور اس کے روحانی مرتبہ کی بلند
ہے۔ چونکہ اس موعود نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اور آپ کی متابعت میں آپ
نیابت کے لئے تمام انبیاء و رسل اللہ کی جمیع صفات سے منصف ہو کر اور خود ان سب کے لباس میں ملبوس اور ان
کے رنگ میں رنگین ہو کر آنا تھا اس لئے خدا کی صفت کے مطابق اس کے طور کی خبر بھی دنیا کی اس
سے ہی تمام روحانی وجودوں کی طرف سے دی جاتی رہی ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ زمانہ حاضر کے لئے قدیم
کتاب مقدسہ میں پائی جانے والی ان پیشگوئیوں کے مصداق اس زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد
قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ عالمیہ کی حالت بارگاہ ہے۔ جن کا نزول ہندوؤں کے لئے بطور کرشن
ہو دیوں اور علیہ یاجوں کے لئے بطور مسیح اور مسلمانوں کے لئے بطور مسیح و مہدی ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس
موعود نبی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جہاں اور بہت سے نشانیات اور معجزات آپ کی گواہی میں حاضر فرمائے
ہیں۔ وہاں ایک نشان جو خاص نشان اور اہمیت کا حامل ہے وہ اس مسیح کی اولاد کے بارے میں بشارت
ہے۔ چنانچہ جہاں قدیم روش توں میں اس موعود نبی کی بعثت کی خبریں دی گئی ہیں وہاں ان صفت سابقہ میں اس کی
اولاد کے بارے میں بھی خاص خبریں دی گئی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس کی اولاد میں ایک ایسے شخص کی پیدائش
کی خبر ملتی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت اس موعود کی تائید اور اس کے جاری کردہ سلسلہ کی خدمت
اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دین کی احیاء اور اصلاح
خلق کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتا رہے گا۔ جیسا کہ ان صفات کے مطالعہ سے ثابت ہو جائے گا۔ مسیح
موعود اور محمدی سعود علیہ السلام کے یہ خاص فرزند جن کے لئے انبیاء سابقہ اور اولیائے امت اپنے
اپنے وقت میں پیشگوئی فرماتے رہے ہیں حضرت مرزا بشیر الدین محمود و احمد خلیفہ مسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں
خدائی بشارت کے سلسلہ میں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ کی مشقت
ہے کہ اس کی طرف سے صورت اس صورت میں کسی مامور کو اولاد کی بشارت دی جاتی ہے۔ جب اس موعود
اولاد کا ایک اور صالح ہونا مقدر ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں سے فرماتے ہیں :
”إِنَّ اللَّهَ لَا يُبَشِّرُ الْأَنْبِيَاءَ وَلَا الْأَوْلِيَاءَ إِلَّا إِذَا مَتَّعَهُمُ اللَّهُ الْعَالَمِينَ“۔
”خدا تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو اولاد کی بشارت صرف اسی صورت میں دیتا ہے جب
نیک اور صالح اولاد کی ولادت مقدر ہو۔“

لے : آئینہ کائنات مسدوم حصہ ۵ - حاشیہ ۵

پس جیسا کہ امام احمد علیہ السلام نے سابقین کی زبان مبارک سے اس زمانے کے موعود کے ایک لڑکے
کی پیدائش کی صحت خبر دینا ہی اپنی ذات میں اس بات کی ضمانت ہے کہ اس لڑکے کا غیر معمولی صلاحیتوں
ہونا اور عالم روحانی میں عظیم نشان مرتبہ پر فائز ہونا مقدر تھا۔ لیکن یہ ایک عجیب امر ہے کہ ان قدیم
نشیوں میں نہ صرف یہ کہ اس موعود بیٹے کی پیدائش کی خبریں دی گئی ہیں بلکہ اس کی مختلف النوع صلاحیتوں
کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اور ان عظیم روحانی انکشافات کا ذکر بھی ان پیشگوئیوں میں
کیا جاتا ہے۔ جو اس عظیم المرتبہ مصلح کے ذریعے اس زمانے میں رونما ہونے لگے۔
(۱) اس موعود فرزند کے متعلق حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے علاوہ جن کا ذکر
سابقہ میں آئے گا۔ قدیم روحانی صحیفوں میں بھی خبریں دی گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمدنی کی
پیشگوئی کے تذکرہ میں یہودی شریعت کی بنیادی کتاب طالعہ میں لکھا ہے :
”یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی مسیح (ص) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے
کو ملے گی۔ اس زمانے کے ثبوت میں یسعیاہ باب ۴۴ کی آیت ۴ کو پیش کیا جاتا ہے۔ جس
میں کہا گیا ہے : وہ اندر نہ ہوگا۔ اور بہت نہ رہے گا۔ جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم
نہ کرے۔“
(۲) بائبل کی دوسری پیشگوئی جس میں مصلح الموعود کے بارے میں خبریں دی گئی ہیں۔ انجیل متی میں
کہا ہے : ”ہمارا آخری زمانے کی نشانیوں اور مسیح کی آمدنی کے موعود پر واقع ہونے والے آسمانی
انکشافات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے :
”اس وقت آسمان کی بادشاہی ان دنوں کناریوں کی مانند ہوگی۔ جو اپنی مشعلیں لے کر دوہا کے
استقبال کو نکلیں۔ ان میں پانچ بے وقت اور پانچ عقل مند تھیں۔ جو بے وقت تھیں
انہوں نے اپنی مشعلیں تو لے لیں۔ مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا۔ مگر عقلمندوں نے اپنی مشعلوں
کے ساتھ اپنی کپڑوں میں تیل بھی لے لیا۔ اور جب دوہا نے دیر لگائی تو سب اگٹھنے لگیں۔
اور رو گئیں۔ آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دوہا آگیا ! اس کے استقبال کو نکلو۔ اس وقت
وہ سب کناریاں اٹھ کر اپنی اپنی مشعلیں درست کرنے لگیں اور بے وقتوں نے عقلمندوں سے
کہا کہ اپنے تیل میرے سے کچھ تم کو دے دو۔ کیونکہ ہماری مشعلیں بھی جاتی ہیں عقلمندوں نے
جواب دیا کہ شاید جا رہے ہمارے دروں کے لئے کافی نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ بیچنے والوں
کے پاس جا کر اپنے واسطے مول لے لو۔ جب یہ مول لینے جا رہی تھیں تو وہاں آہٹیا اور

لے : طالعہ مرتبہ جوزف برکلی۔ باب پنجم ص ۳۲ مطبعہ لندن ۱۸۸۵ء

اطلاع

صد

داخلہ نمبر

درجہ نمبر

کتابی

جو تیار تھیں وہ اس کے ساتھ شادی کے جتن میں اندر چلی گئیں۔ اور دوا ترہ چند ہو گیا۔ پھر وہ باقی کنواریاں بھی آئیں۔ اور کہنے لگیں اسے خداوند! اسے خداوند! ہمارے لئے دروازہ کھول دے۔ اس نے جواب میں کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں تم کو نہیں جانتا کہ حضرت اعلیٰ الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا شیار پور بنارس ۲۰ فروری ۱۹۲۷ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے اپنی ایک روایت بیان کی جو حضور نے اسی سال ۵۰ ہجری کی درمیانی رات کو دیکھی تھی۔ حضور فرماتے ہیں:

”میں نے ان سے کہا۔ میں وہی ہوں جن کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ یہ دراصل انجیل کی ایک پیشگوئی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو بعض قومیں مجھ پر ایمان لائیں گی اور بعض انکار کر دیں گی۔“

اس قبیل میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس امر کی طوطا اشارہ فرمایا ہے کہ ”جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو کچھ قومیں جو ہوشیار رہیں گی۔ وہ مجھے مانیں گی۔ لیکن کچھ اپنی غفلت کی وجہ سے مجھے ماننے سے محروم رہ جائیں گی۔ پس اس پیشگوئی کی طوطا اشارہ کہتے ہوئے دویا کی حالت میں میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ میں ہوں۔ جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ میں ہوں جس کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں انتظار کر رہی تھیں۔ تو کچھ نوجوان عورتیں جو سات یا نو ہیں اور جو کتنا سہمہ پر بیٹھی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھیں۔ ان الفاظ کے سمجھنے ہی دوڑتے ہوئے میری طرف آئیں۔ اور انہوں نے میرے ارد گرد گھیر ڈال لیا اور کہا۔ ہاں ہاں تم سچ کہتے ہو۔ ہم انیس سو سال سے تمہارا انتظار کر رہی تھیں۔“

پھر اسی تقریر میں حضور فرماتے ہیں:

”میں آج اسی واحد اور توہا خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے قبضہ تصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو روایا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے۔ اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی ہیں۔“

۱۔ انجیل متی باب ۲۵۔ آیت ۱۳۔ ۲۔ مصلح موعودؑ نے ۱۹ جنوری ۱۹۵۶ء

اصل

ص

داخلہ

درجہ

کتابی

(۳) یا مثیل کی ان پیشگوئیوں کے بعد ہم زرتشت علیہ السلام (مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار قبل ایران میں گذرے ہیں) کی بڑی واضح پیشگوئی درج کرتے ہیں۔ یہ پیشگوئی زرتشتی مذہب کے صحیفہ دساتیر میں دین زرتشت کے مجدد مساسان اول نے تحریر کی ہے۔ اس پیشگوئی میں زرتشت علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دیتے ہیں۔ نیز ایک فارسی الاصل نبی کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے آپ کی اولاد میں خلافت و پیشوائی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہل پیشگوئی پہلو زبان میں ہے۔ جس کو زرتشتی صحاب نے فارسی میں ڈھلا ہے۔

”چون چشمن کار ما کند تا تائریاں مردے پیدا شود۔ کہ از پیروان او بیم و تمنت و کشت و دایمن ہمہ بر او دقتند و شوند سرکشان زیر دستاں بنند۔ بجائے پیکر گاہ و آتشکدہ خانہ آباد سے پیکر شدہ نمازروں۔“

”دوازستماند جائے آتشکدہ ہائے مدائن و گرد پائے آل دتوس و بیغ و جالائے بزرگ۔ دایمن جمرایشان مردے باشند سخور و سخن اور ہم چھیدہ۔“

”چون ہزار سال تادی آئین را گذرد چنان شود آں آئین از جدائی ما کہ اگر بایمن گرمانند نداشت۔ در آفتد دریم و کند خاک پرستی و زہر ہر زہدائی و دشمنی در آں ہزاروں شود۔ پس شما یا ہمد خوبی را اگر ماند یکدم از ہمیں خرج انگیزیم از کسان تو کہے دایمن و آب تو بہ نور سامن و پیغمبری و پیشوائی از فرزندان تو برگیریم۔“

”جب ایران، ایسے کام کریں گے تو عربوں میں ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کے ماننے والوں کے ہاتھوں سے ایران کا تاج و تخت و سلطنت اور قانون سب درہم برہم ہو جائے گا۔ اور سرکش مغلوب ہو جائیں گے اور وہ بیکدہ یا آتشکدہ کے بجائے خانہ آباد کویتوں سے پاک کر کے اس کی طوطا اشارہ میں ایک مرد پیدا ہوگا۔“

”اور وہ (نبی عربی کے پیرو) آتشکدوں کی جگہوں پر اور مدائن اور اس کے فلاحی علاقے اور دتوس و بیغ اور ان کے مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیں گے۔ اور وہ شائع بہت سخور ہو گا اور اس کا کلام چھیدہ۔“

”پھر شریعت عربی پر ہزار سال گذر جائیں گے تو قزاقوں سے دین الیسا ہو جائے گا کہ اگر اسے خود شائع کے سامنے پیش کیا جائے۔ تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا۔“

اور ان کے اندر اشتقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے۔ جب الیسا ہو گا تو تمہیں خوفنہری ہو کہ اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو تیرے لوگوں میں سے زارسی الاصل، ایک

شخص کو کھڑا کروں گا۔ جو تیری گمشدہ عزت و اکبر و اہلس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ بغیر پیغمبری و پیشہ انبی زنبوت و خلافت (تیری نسل سے نہیں اٹھائے گا۔“
پہلی گوی مندرجہ بالا کے آخری فقرہ کہ ”پیغمبری و پیشہ انبی فرزندان تو برگیرم“ میں یہ اشارہ ہے کہ آخری زمانے کا موعود جب آئے گا تو اس کی اولاد اس کی جانشین ہوگی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”دوسرا طریق انزال رحمت کا ار سال مرسلین و پیغمبرین و انہم و خلفائے تا ان کی انتقاد بدلت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے غم و پرانیے نہیں بنا کر نجات پائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعے سے یہ دونوں حق نمود میں آجائیں۔“
(۴) ان تمام پیشگوئیوں سے زیادہ اہم وہ پیشگوئیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں مسیح کی بعثت ثانی اور اس کی موعود اولاد کے بارے میں ملتی ہیں۔ ان میں بڑی وضاحت کے ساتھ آخری زمانے میں مسیح کے آنے اور اس کو خدا کی طرف سے مبارک و طیب اولاد دیئے جانے کا ذکر ہے۔“

احادیث نبوی کے مستند و صحیح ترین مجموعہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں :
”مَنْ جَلَسَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَانَدَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْحَجَّةِ وَفِيهِ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ - قَالَ قُلْتُ مَنْ هُم يَا رَسُولَ اللَّهِ -
قُلْتُ يُلَاحِظُهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلَامَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلَامَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الْشُّرْيَا لَنَالَهُ رَجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ“

ترجمہ: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ پر سورۃ حجہ نازل ہوئی۔ اور اس میں یہ آیت بھی تھی و آخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں۔ میں نے آپ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہوں گے۔ حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تین بار دربارت کیا۔ پھر کہتے ہیں :

اور ہم میں سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ حضور نے سلمان پر ہاتھ رکھا اور فرمایا : اگر ایمان خریا پر بھی چلا جائے تو ان میں سے ایک شخص یا چند اشخاص اسے پالیں گے۔“
امت محمدیہ کے اکثر علماء نے اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ آخری زمانے میں اسلام

کے احیاء کے لئے مسیح کا آنا مقدر ہے۔ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس مسیح کے مشن کی تکمیل اور اس کے مذہب کی اشاعت کے لئے خدا تعالیٰ اس کے خاندان اور اولاد میں سے بعض اور جو بھی کھڑا کرے گا۔ جو اس کے نقش قدم پر چل کر اس کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔
(۵) مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

”يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ“
”حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے۔ اور ان کو اولاد دی جائے گی۔“

اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :
”قد اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المسيح الموعود سيتزوج و يولد له ففى هذا الاشارة الى ان الله يوتيه ولدًا صالحًا يشابه اباها ولا يأبى اجدادًا ويكون من عباد الله المكرمين“

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر لیا کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا۔ جو نبی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے موزون بندوں میں سے ہوگا۔“

ایک اور مقام پر اسی پیشگوئی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :
”یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خیر آچکی ہے۔“

جس طرح خدا تعالیٰ نے قدیم انبیاء کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری زمانے کے مہمور اور اس کے موعود فرزند کے بارے میں خبر دی تھی۔ اسی طرح امت محمدیہ کے مجددین اور علماء کو بھی اس مہمور کی آمد اور اس کے عظیم فرزند کی خبر دی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ روحہ قیومیہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کشف کا ذکر ہے :

”لے منکوتہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام لے آئینہ کمالیہ اسلام“

”حقیقۃ الوحی“

”لے بخاری۔ کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ حجہ۔ زیر تہمیت :
و آخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ -

”لے مہمور مشہور صفحہ ۱۹۔

۶) ”ایک دن حضرت سید عبدالقادر جیلانی کسی جنگل میں مراقبہ فرماتے ہوئے بیٹھ تھے۔ ناگہان آسمان سے ایک عظیم نور ظاہر ہوا۔ جس سے تمام عالم نورانی ہو گیا۔ یہ نور ساعت و ساعۃ بڑھتا گیا۔ اور روشن ہوتا گیا۔ اس سے امت مرحومہ کے اولین و آخرین اولیاء نے روشنی حاصل کی۔ حضرت نے قائل فرمایا کہ اس مثال میں کس صاحب کمال کا وجود یا جو مشاہدہ کر آیا گیا ہے۔ القادر ہوا کہ اس نور کا صاحب تمام امت کے اولیاء و اولین و آخرین سے افضل تر ہے۔ چنانچہ سال بعد نور فواہد پر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرنے لگا۔ جو اس کی صحبت سے فیضیاب ہو گا۔ وہ سعادت مند ہو گا۔ اس کے فرزند اور شریف بارگاہِ احیاء کے صدوشینوں میں سے ہیں۔“ ۱

۷) اسی طرح حضرت شہناہ نعمت اللہ صاحب دلی نے بھی اس آخری زمانے کے مامور کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ امت مسلمہ کے مشہور صاحب کشف و الہام بزرگ گزرے ہیں۔ چنانچہ آپ کے درجات اور مراتب کا ذکر کرتے ہوئے ”اربعین فی احوال المہدیین“ میں تحریر ہے: ”نعمت اللہ دلی کہ موصاحب باطن و آزادلیائے کامل و رہندوستان مشہور اند۔ وطنے او نشان در اطراف دلی است۔ زمانہ نشان پانصد و شصت ہجری است۔ دیوان او معلوم ہے شود۔“ ۲

کہ ”نعمت اللہ دلی جو مرد صاحب باطن بزرگ تھے اور ہندوستان کے اولیائے کاملین میں سے مشہور ہیں۔ آپ کا وطن دلی کے مقبالت میں تھا۔ آپ کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۵۶۰ ہجری کے قریب ہوئے ہیں۔“

آپ نے آخری زمانہ میں مسیح کی آمدن کی پیشگوئی منظوم کلام میں فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں قدرت کرو گارے بنیم حالت روزگارے بنیم از نجوم ایں سخن نمی گویم بلکہ از کردگارے بنیم ” یعنی جو کچھ میں ان آیات میں لکھوں گا۔ وہ متجانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھ کو وحیِ تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے۔“

غیر تسع سال چوں گرفت احوال لہو العجب کا دوبارے بنیم یعنی بارہ سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔ مطلب یہ کہ

۱۔ حدیقہ حمزہ در ترجمہ و تفسیر قیومیہ صفحہ ۳۲۔

۲۔ اربعین فی احوال المہدیین۔ المرقم ۲۵۔ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ مہری گنج کلکتہ

تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں آئے گا۔ اور عجب انگیزاتیں ظہور میں آئیں گی۔ اور ہجرت کے بارہ سو سال گزرنے کے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک کام ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔“

گرد آئینہ ضمیر جہاں گرد و رنگ و تبارے بنیم یعنی تیرھویں صدی سے دنیا سے صلاح و تقویٰ اٹھ جائے گی۔ فتنوں کی گرد اٹھے گی۔ گناہوں کا رنگ تر تری کرے گا۔ اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلے گا۔ یعنی عام صلواتیں پھیل جائیں گی۔ فقر و غنا بڑھ جائے گا۔ اور محبت اور ہمدردی اٹھ جائے گی۔ مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہیے۔“

ظلمت ظلم ظالمان دیار بے حد و بے شمارے بنیم ”یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا اٹھا کر پہنچ جائے گا۔ اور حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور ایک شریک شریک پر ظلم کرے گا اور ایسے لوگ کم ہوں گے جو عدل پر قائم رہیں۔“

جنگ و آشوب فتنہ و بیدار در میان و کنارے بنیم ”یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اٹھیں گے اور جنگ ہو گا اور ظلم ہو گا۔“

بندہ را خواہدیش ہے بنیم خواہد را بندہ دارے بنیم ”یعنی ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواہد بندہ اور بندہ خواہد ہو جائے گا یعنی امیر کے فقیر اور فقیر کے امیر بن جائے گا۔“

سکہ فو زمند بر رخ زر در ہش کم عیارے بنیم ”یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہے گی۔ اور نیا سکہ چلے گا۔ جو کم عیار ہو گا۔ اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں ظہور میں آ جائے گا۔“

بعض اشجار بوستان جہاں بے ہمار و شمارے بنیم ”یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے۔“

غم خور آئینہ من درین تشویش خرمی وصل یارے بنیم ”یعنی اس تشویش اور فتنے کے زمانے میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے۔ مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصل یار کی

خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالیٰ رحمت کے ساتھ تو جو کرے گا۔
 چوں کہ مسلمان بچپن بگڑتے شمسِ خوش ہمارے بینم
 ”یعنی جب کہ مسلمان بچپن ملا رہے ہیں کہ جب تیز ہوں صدی کا موسم خزاں گزر جائے گا۔
 تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب ہمارا نکلے گا۔ یعنی مجدد وقت کا ظہور ہوگا۔“
 دُور اوچوں شود تمام بکام
 پسر کشن یاہ گارے بینم
 ”یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا۔ تو اس کے نمود پر اس
 کا لڑکا یا لڑکھارہ جائے گا۔“

ان اشعار میں مسیح موعود اور جہدی مسعود کے ظہور سے قبل کے انقلابات کا نقشہ کھینچا گیا ہے پھر مسیح موعود کے زمانے اور نام کی تعیین کی گئی ہے۔
 ا ح م د سے خدانام نام آن نامارے بینم
 اور واضح طور پر پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کے بعد اس کا ایک خاص بھائی
 اس کا جانشین ہوگا۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
 دُور اوچوں شود تمام بکام پسر کشن یاہ گارے بینم
 کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں :

”یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا یا لڑکھارہ کے نمود پر
 ہوگا۔ اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔
 یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک دوا کے واسطے میں کی گئی تھی۔“
 (۸) اٹھویں پیشگوئی حضرت امام بیگی بن عقیب کی ہے۔ آپ پانچویں صدی ہجری میں بلند پایہ جنگ
 گزرے ہیں۔ آپ نے اپنی نظم میں آخری زمانے میں نمودار ہونے والے انقلابات کا ذکر کرتے ہوئے
 موعود علیہ السلام کی پشت اور آپ کے موعود فرزند کی پیدائش کی خبر دی ہے۔
 آپ فرماتے ہیں :

دینت من الاسوار بحیب محال
 و یظهر فی السماء عظیم نجیم
 فتکذلک دلائل الانشراح حقا
 مستلک السواحل والفتلال
 و اسباب سیظہا مقال
 لہ زنب کشل الدبحر العالی

لہ نشان آسمانی صفر ۱۳

فتکذلک دلائل المجدی حقا
 و یحصی الغیب سراحته
 ویاتی بالبراہین اللہا قی
 و یسلط الشمام بلا قتال
 و یحمود سیظہ بعد هذا
 تطیع لہ حصون الشام جمعا
 و یتفق مالہ فی کل حال

میں نے اسرار سے عجیب حالات و اسباب مطالعہ کئے ہیں جن کو میں اپنے اس کلام میں ظاہر
 کرتا ہوں۔ آسمان پر ایک بہت بڑا ستارہ ظاہر ہوگا۔ جس کی دم سوا کی طرح بلند ہوگی۔
 یہ نشان فرشتوں کے غلبہ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ جو اس زمانے میں دریاؤں کے ساحلوں
 اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک کے ملک ہو جائیں گے اور یہ علامات اس بات کی دلیل ہوں گے
 کہ صدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ وہ تمام شہروں کا مالک ہو جائے گا۔ پہاڑوں میں رہنے والے
 وحشی اس سے محبت رکھیں گے اور شہروں کے باشندے اس کی اطاعت قبول کریں گے۔
 وہ کفر اور ضلالت کو دنیا سے نابود کر دے گا۔ اور اپنے ساتھ اپنے زبردست دلائل اور براین
 لے کر آئے گا کہ ان لوگوں کے کمال کا اعتراف کرنا پڑے گا۔“

”پھر

و یحمود سیظہ بعد هذا
 تطیع لہ حصون الشام جمعا
 و یتفق مالہ فی کل حال !

”اس کے بعد موعود ظاہر ہوگا جو کہ تمام کو بغیر جنگ کے فتح کرے گا۔ تمام کے قلعے اس
 کی اطاعت قبول کریں گے۔ اور وہ اپنے مال کو بے حساب اور ہر حالت میں خرچ کرنا رہے گا۔“
 حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس عظیم فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کے بارے
 میں اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

”میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے۔ جس کا نام محمد ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے
 کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا
 ہوا یہ پایا کہ ”محمد“۔“

حضرت امام بیگی بن عقیب کی پیشگوئی کے آخری دو اشعار میں تمام کی فتح کا تذکرہ ہے۔

اس پیشگوئی کا ٹھکانہ اس طرح ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر بیٹھنے کے دس سال بعد ۱۹۰۱ء میں شام جانے، وہاں کے علماء کو پیغام حق پہنچانے اور وہاں مشن کھولنے کی تلقین کی۔ اس امر کی تائید کہ حضرت امام علی بن عقیلؑ کی اس پیشگوئی کی منہ جہاں تشریح درست ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے بھی جوتی ہے۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں :-

”وقد اشیر فی بعض الاحادیث ان المسیح الموعود دالہ جبال المہود ان فی بعض البلاد الشرقیة یعنی فی مملک الہند ثم یدافع المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق“۔
”کہ بعض احادیث میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا کہ مسیح موعود اور وہاں مہود کسی مشرقی ملک میں ظاہر ہوں گے۔ پھر مسیح موعود یا ان کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرتا ہوا جائے گا۔“

سید محمد احمد قاسم
استاذ المجامعہ

حضرت مصلح موعودؑ کے بارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل کثوث و ثرا اور تحریک

جزء اول

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت دی گئی کہ ایک مبارک خاتون آپ کے عقد میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ آپ کو دین اسلام کی حمایت کیلئے ایک مبارک خاندان اور نسل عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-
”ایک دفعہ جس کو قریبا ایکس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا : اَشْكُرُ لِعَسْمٰی۔
”اَنتِ تَحْمِلِیْ حَبْلَیْ جَبْرَیْلَ الَّذِیْ یُؤْتِیْ کُلَّ حَقٍّ عَظِیْمٍ۔ تو مجھ، میری نعمت کا شکر کر۔ تو نے میری خدمت کو کیا۔ آج تو حظِ عظیم کا مالک ہے۔“

ربا بن احمد صفحہ ۵۵۸

اسی کی تائید میں وہ الہام ہے جو ربا بن احمد کے صفحہ ۴۹۲ء حاشیہ دوم اور

صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے :

”اَزَدْتُ اَنْ اَسْخِیْطَ اَدَمَ بِلَا اَدَمَ اَسْخِیْطَ اَنْتَ وَرَدَّوْکَ الْحَقَّةَ.....
”یا اَحْسَنُ اَسْخِیْطَ اَنْتَ وَرَدَّوْکَ الْحَقَّةَ۔ دیکھو ربا بن احمد کے صفحہ ۴۹۲ء و ۴۹۶ء۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اے آدم جس سے نئے سرے اسلام کے نوروں کی بنیاد پڑے گی یعنی ایک عظیم الشان تجدید ہوگی اور مجھ کو کائنات ظاہر ہوں گے۔ اور فیج اعوج کے زمانہ کی غلطیاں اور غلط تقدیریں کاٹ کر پھینک دی جائیں گی اور ایک نئی جماعت اسلام کی حمایت کے لئے اس سے قائم ہوگی۔ تو میری اپنی ندر کے بہشت میں داخل ہو۔ اسی لحاظ سے الہام میں میل نام آدم رکھا گیا کیونکہ خدا تعالیٰ

جانتا تھا کہ نئے معارف اور نئے حقائق اور نئی زمین اور نیا آسمان اور نئے نشان ہوں گے۔ اور نیز یہ کہ محمد سے ایک نیا خاندان شریعت ہوگا۔ سو اس نے ایک نئے خاندان کے لئے مجھے اس الہام میں ایک نئی پیروی کا وعدہ دیا۔ اور اس الہام میں اشارہ کیا کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی اور تو اس کے لئے مبارک ہوگا اور میری طرح اس سے مجھے پاک اولاد دی جائے گی۔

(ترتیب القلوب صفحہ ۱۶۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۲۸۸)

”قریباً اٹھارہ برس سے یہ ایک پیشگوئی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصَّهْرَ وَالنَّسَبَ، ترجمہ: وہ خدا سچا خدا ہے۔ جس نے تمہاری دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو پیغمبر تھے کیا۔ اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا۔ جو فارسی خاندان اور سادات سے جو ان مرکب ہے۔ اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے۔ اندیشہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو رنٹی مٹی بنی جس میں سے ایک شیخ عادل علی اور میاں جان محمد اہل بعض دوسرے دوست ہیں۔ اور ایسا ہی ہندوؤں میں سے شرمپت اور ملا مال کھتریان ساکنان قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی۔ اور جیسا کہ لکھا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور شہور خاندان سیادت میں میری شادی ہو گئی اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے۔ جو مشناہیر کا ہر سادات دہلی میں سے ہے۔ جن کو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے اور اب تک اس جاگیر میں سے تقسیم ہو کر اس خاندان کے تمام لوگ جو خواجہ میر درد کے ورثہ ہیں اپنے اپنے جتنے پاتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ یہ خاندان دہلوی جس سے دامادی کا مجھے تعلق ہے صرف اسی وجہ سے فضیلت نہیں رکھتا کہ وہ اہل بیت اور سندی سادات ہیں بلکہ اس وجہ سے بھی فضیلت رکھتا ہے کہ یہ لوگ دختر زادہ خواجہ میر درد ہیں اور دہلی میں یہ خاندان سلطنت چغتائیہ کے زمانہ میں اپنی صحت نسب اور اور شہرت خاندان سیادت اور نجابت اور حرارت میں ایسا مشہور رہا ہے کہ اسی عظمت اور شہرت اور بزرگی خاندان سیادت کی وجہ سے بعض لوگوں نے ان کو لڑکیاں دیں جیسا کہ ریاست لودھو کا خاندان۔ غرض یہ خاندان اپنی ذاتی خوبیوں اور نجابتوں کی وجہ سے اور نیز خواجہ میر درد کی دختر زادگان ہونے کے باعث سے ایسی عظمت کی نگاہ سے دہلی میں دیکھا جاتا ہے کہ گویا دہلی سے مراد انہی عزیزوں کا وجود تھا۔“

سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو سبکی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے پسند کیا کہ

اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لادے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نور دل کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دامادی کا نام شہر یا لودھو تھا۔ اسی طرح میری بی بی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تعلق کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہانوں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے۔ کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی غصی ہوتی ہے۔ سو اس میں وہ پیشگوئی غصی ہے جس کی تصریح برائین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ صفحہ ۵۵۷ میں موجود ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے:

صَبَحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ دَعَا لَیْ نَادِ حَیْثُ لَکَ یَنْقَطِعُ اِبْرَآءُکَ وَیَبْدُکَ ذَٰلِکَ لِقَابُکَ جَالِیْہِمْ وَ اُحْیَیْہِمْ بِالْصِّدْقِ اِنَّہَا الصِّدْقُ لَیْقُصُّ ذَٰلِکَ وَقَالَ لَوَ اَلَاتِ حَبِیْتُ مَنَاصِ۔ میں اپنی چمکا روکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نفاذ سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک مذہب یا چہرہ دینا ہے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے قبول کرے گا۔ اور بڑے نور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اور عربی الاسام کا ترجمہ یہ ہے کہ تمام پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو بڑی برکتوں والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتھ زیادہ کیا۔ اب ایسا ہوگا کہ آئندہ تیرے باپ دادا کا ذکر منقطع کیا جائے گا۔ اور ابتدا خاندان کا تجھ سے ہوگا۔ مجھے رعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتھ تو اسے صدیق نام دیا گیا۔ نصرت تیرے شامل حال ہوئی۔ اور دشمنوں نے کہا۔ اب گریٹ کی جگہ نہیں۔ اور اور الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اپنی قدرت کے نشان دکھاؤں گا۔ اور ایک چمک پیدا ہوگی۔ جیسا کہ بجلی سے آسمان کے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس چمک سے میں لوگوں کو دکھلاؤں گا۔ کہ تو سچا ہے۔ اور دنیا کے قبول نہ کیا۔ تو کیا حیرت کہ میں اپنا قبول کرنا لوگوں پر ظاہر کر دوں گا۔ اور جیسا کہ سخت حملوں کے ساتھ تکذیب ہوئی۔ ایسا ہی سخت حملوں کے ساتھ میں تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔ غرض اس جگہ عربی الہام میں جیسا کہ نصرت کا لفظ واقع ہے۔ اسی طرح میری خاندان کا نام نصرت جہاں بیگم رکھا گیا۔ جس سے یہ معنی ہیں کہ جہان کو قائمہ پہنچانے کے لئے آسمان سے نصرت شامل حال ہوگی۔ اور اور الہام جو ابھی لکھا گیا ہے ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ الہام بہ جر دیتا ہے۔ کہ ایک وہ وقت آتا ہے جو سخت تکذیب ہوگی۔ اور سخت امانت اور تحقیر ہوگی۔ تب خدا کی حیرت جو شش میں آئے گی۔ اور جیسا کہ سختی کے ساتھ تکذیب ہوگی۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ سخت حملوں کے ساتھ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ سچائی کا ثبوت دے گا۔ اور اس کتاب کو

چراغ کرہر ایک منصف معلوم کرے گا کہ یہ پیشگوئی کیسی صدق کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور الہام مذکور بالا یعنی یہ الہام کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصَّهْرَ وَالنَّسَبَ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدایا

نے مجھے میرا ایک بچہ اور ہر ایک طرف سے خاندانی حمایت کا شرف بخشا ہے۔ کیا میرا بانی خاندان اور کیا ہمارا دی کے رشتہ کا خاندان دونوں برگزیدہ ہیں۔ یعنی جس جگہ تعلق دامادی کا مہا ہے۔ وہ بھی شریف خاندان سادات ہے۔ اور تمہارا بانی خاندان بھی جو بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے مرکب ہے۔ خدا کے نزدیک شرف اور مرتبت رکھتا ہے۔“

(تزیان القلوب صفحہ ۱۴۷-۱۵۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حق صفحہ ۴۲۳ میں فرماتے ہیں:-
”ایک مرتبہ مسجد میں بوقت عصر یہ الہام ہوا کہ میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا۔ اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہ ہوگی۔ اس میں یہ ایک فارسی فقرہ بھی ہے :-

ہرچہ باندہ نوعہ سے راہمہ سامان کم - و آنچه مطلوب تھا باشد عطا آں کنم
اور الہامات میں یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ قوم کے شریف اور عالی خاندان ہوں گے۔ چنانچہ ایک الہام میں تھا کہ خدا نے تمہیں اچھے خاندان میں پیدا کیا اور پھر اچھے خاندان سے دامادی کا تعلق بخشا۔ سو قبل از غور یہ تمام الہام لالہ شریعت کو سنایا گیا۔ پھر بخوبی اسے معلوم ہے کہ بغیر ظاہری تلاش اور محنت کے محض خدا تعالیٰ کی طرف سے قریب نگر آئی۔ یعنی نہایت نجیب اور شریف اور عالی نسب سید سیدی جو خواجه میر درد صاحب مرحوم دہلوی کے روشن خاندان کی یادگار ہیں جن کے علاوہ خاندان کو دیکھ کر بعض نوآئوں نے انہیں لوگیاں دی تھیں۔ جیسے نواب امین الدین خان دلا بزرگوار نواب علاء الدین خاں صاحب دہلی ریاست نوابوں کی لڑکی میرزا نواب صاحب خشر اس عاجز کے بڑے بھائی کو بیاہی گئی۔ ایسے بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا۔ اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیار کی مکان ذخیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے ہم پہنچائے۔ کہ ایک ذرہ بھی شک نہ کرنا پڑا۔ اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورا کئے چلا جاتا ہے۔“

رشتہ حق صفحہ ۴۳ (۴۴)

”اس جگہ یہ عجیب نکتہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ سادات کی اولاد کو کثرت سے دیا میں بڑھاؤں تو ایک شریف عورت فارسی الاصل کو یعنی شریعت کو ان کی دادی بنایا اور اس سے اہل بیت اور فارسی خاندان کے خون کو یا ہم ملا دیا۔ اور ایسا ہی اس جگہ بھی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ اس عاجز کو دنیا کی اصلاح کے لئے پیدا کرے۔ اور بہت سی اولاد اور ذریت خیر سے دنیا میں پھیلاوے جیسا کہ اس کے الہام میں ہے جو میرزا بن احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں درج ہے

تو پھر دوبارہ اس نے فارسی خاندان اور سادات کے خون کو یا ہم ملا دیا۔ اور پھر میری اولاد کے لئے تیسری مرتبہ ان دونوں خاندان کو ملا دیا۔ صحت فرمائی یہ رہا کہ عینی خاندان کے قائم کرنے کے وقت مرد یعنی حسینؑ اولاد فاطمہ میں سے تھا۔ اور اس جگہ عورت یعنی میری بیوی اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے ہے یعنی سیدہ ہے جس کا نام بجائے شہرہ بالو کے نصرت جہاں بیگم ہے۔“

(تزیان القلوب حاشیہ صفحہ ۲۸)

”تخلیج سولہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے شیخ حاد علی اور لالہ شریعت کھتری مسکن قادیان اور لالہ ملا دلا کھتری مسکن قادیان اور جان محمد مرحوم مسکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی۔ کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کرے گا۔ اور وہ قوم کے سید ہوں گے اور اس میں میری کو خدا مبارک کرے گا اور اس سے اولاد ہوگی۔“

لے ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادت اللہ اسی طرح پودا لگ رہی ہے کہ بعض بزرگ دایاں ہمارے شریف سادات کی لوگیاں تھیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت وہ کشف برابین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جس میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرا مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نادر مرغان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہوا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے الہام مندرجہ برابین احمدیہ صفحہ ۴۹۰ میں یہ بشارت دی تھی۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ ذاک تجلّیٰ ذک و ذینک و ایاک و ذینک و ذینک۔ یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے میری بزرگی کو زیادہ کیا۔ اب سے میرے باپ دادا سے کا ذکر منقطع ہوگا۔ اور اہل خاندان کا تجھ سے کیا جائے گا۔ یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا۔ ایسا ہی تو بھی ہو گا کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ برابین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ میں یہ الہام ہے : سلام علی ابراہیم صافینا و نجینا و ذین العظیم۔ نصرت دفا بذلک و الخیر و اذین مقام ابراہیم صلی۔ یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اس کو غم سے نجات دی۔ ہم ہی اس بات سے خاص ہیں۔ پس اگر تم مقام اسطفا و چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکھو۔ جو ابراہیم یعنی اس عاجز کا مقام ہے۔“

(تزیان القلوب حاشیہ صفحہ ۴۷)

اور یہ خواب ان ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی۔ اور باوجود گوشہ نشینی اور تنہا دنیا کے اہتمامات انہی سے دل سخت نا کارہ تھا۔ اور عیال داری کے بوجھ سے طبیعت منفرد تھی۔ تو اس حالت پر ملامت کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا تھا :

ہرچہ یائد تو عمر سے راہمہ سماں گنم

یعنی اس شادی میں مجھے کچھ فائدہ نہیں کہنا چاہیے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا۔ سو قسم ہے اس ذات کی جس سے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے مطابق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا۔ اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا۔ جیسا کہ اس نے میری کی اور کوئی والد پوری پرورش داری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اس نے میری رکھی اور جیسا کہ اس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا۔ **يَا آدَمُ اَنْتَ وَ ذَوْجُكَ الْجَنَّةُ**۔ البیسا ہی وہ بچا لایا۔ مہارکش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اس نے میرے لئے خانی نہ رکھی اور خانہ داری کی حمايت کے لئے کوئی انتظام اس نے میرے نزدیک نہ آنے دیا۔“

(ترجمانی القلوب صفحہ ۴۳-۴۲-۴۵)

”خدا نے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری ہمیشہ کوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشکشگاریاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیشکشگاریاں کہ میں نے ان میں برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمریوں کا۔ اور محفلوں کے ہر ایک الزام سے مجھے بری کرنا گا۔ اور تجھ ایک بڑا خاندان بناؤں گا۔ اور تجھ سے ایک عظیم الشان انسان پیدا ہوگا۔ اور تیرے تابعین دنیا بھر پائے گی۔“

(ترجمانی القلوب صفحہ ۴۲)

”اکثر الہامات میرے پیشکشگاریوں سے ہوتے ہیں۔ اور دشمنوں کے بدادادوں کا میں جو ایسا ہے۔ مثلاً چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ مجھ پر تعجبی حملہ ہو گیا۔ اس لئے پہلے ہی سے اس نے مجھے تحفظ کر کے فرمایا۔ **حَدَّثَنَا اَوْ تَرَىٰ عَلَيْنَا فَنَنْتَهِ اَوْ تَرَىٰ فَنَنْتَهِ**۔ یعنی تیری عمر بڑھائی کی ہوگی یا دوچار کم یا چند سال زیادہ۔ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھ سکے۔“

اور یہ الہام تقریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ البیسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص منقطع النسل رہ کر نابود ہو جائے۔ تا نازل کی نظر میں یہ بھی ایک نشان ہوا۔ لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں خبر دے دی۔ کہ **يَنْقُطُ عَمَّا اَنْتَ وَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ**۔ یعنی تیرے بزرگوں کی پہلی نسلیں منقطع ہو جائیں گی اور ان کے ذکر کا کوئی نام و نشان نہ رہے گا۔ اور خدا تجھ سے ایک بنیاد ڈالے گا۔ اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی۔ اسی مناسبت سے خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا جیسا کہ فرمایا **وَسَلِّمْ عَلٰى اِبْرٰهٖمَ اَیْمٰنًا فَاَتٰہُ اَلْحَمْدُ وَ اَلْبَرَکَاتُ وَ اَلْطَّیْبَاتُ وَ اَلْبَرَکَاتُ وَ اَلْطَّیْبَاتُ**۔ یعنی سلام ہے ابراہیم پر یعنی اس عاجز پر۔ ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیر دی کرتے ہو تم اپنی نافرمانی ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ۔ یعنی پیروی کرنا نجات پائو۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اسے میرے خدا مجھے کیلا مت چھوڑو اور تو بہتر وارث ہے اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ خدا کیلئے نہیں چھوڑے گا۔ اور ابراہیم کی طرح کثرت النسل کرے گا۔ اور تیرے اس نسل سے برکت پائے گی۔ (ترجمانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۱۸ تا ۴۲۰ شائع کردہ الشریعۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ریلو)

”چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ مجھ پر تعجبی حملہ ہو گیا۔ اس لئے پہلے ہی سے اس نے مجھے تحفظ کر کے فرمایا۔ **حَدَّثَنَا اَوْ تَرَىٰ عَلَيْنَا فَنَنْتَهِ اَوْ تَرَىٰ فَنَنْتَهِ**۔ یعنی تیری عمر بڑھائی کی ہوگی یا دوچار کم یا چند سال زیادہ۔ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھ سکے۔ اور یہ الہام تقریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔“

(اربعین صفحہ ۳۶ شائع کردہ الشریعۃ الاسلامیہ)

”**اَنْتَ لَکَیْ فَاَتٰہُ اَلْحَمْدُ وَ اَلْبَرَکَاتُ وَ اَلْطَّیْبَاتُ**۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔ ترجمہ: میرا شک کہ تو تعمیر فرما کر پائے گا۔ یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس کھاج کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا جس سے بعض تعالیٰ چارہ دے پیدا ہوئے اور بعد اس لئے میری پیروی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی مال ہے جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ میری سادات کی قوم میں سے ہوگی۔ اسی کے مطابق دوسرا الہام ہے اور وہ یہ ہے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصَّغَرُ وَ الْکِبَرُ**۔ یعنی وہ خدا جس نے باعتبار رشتہ دامادی اور باعتبار نسب تمہیں عزت بخشی۔“

(ترجمانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۲۲) (نزدل مسیح)

”سوجھنا کہ وعدہ دیا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا تعالیٰ نے چار لوگوں کا یہ لہجہ الہاماً ۲۲ فوراً ۱۸۸۶ء میں وعدہ دیا۔ اور پھر ہر ایک پیسہ کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے پیدا ہونے کے بارہ میں وعدہ دیا اور جیسا کہ میں پہلے اس سے لکھ چکا ہوں یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے کہ اس نے ہر چار لوگوں کے پیدا ہونے کا اس وقت وعدہ دیا جبکہ ان میں سے ایک بھی موجود نہ تھا“ (ترقیاتی افکار)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکتوب مورخہ ۲۷ جون ۱۸۸۹ء بنام مسیح عبد الرحمن صاحب مدراسی فرماتے ہیں :

”قریباً چودہ برس کا عمر صبر گزار رہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میری اس بیوی کو جو تھا لڑکا پیدا ہوا ہے اور تین پہلے موجود ہیں۔ اور یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ اس لپسر چارم کا حقیقہ برزور دشتیہ یعنی پیر کو ہوا ہے اور جس وقت یہ خواب دیکھی تھی اس وقت ایک لڑکا بھی نہ تھا۔ یعنی کوئی بھی نہیں تھا۔ اور خواب میں دیکھا تھا کہ اس بیوی سے میرے چار لڑکے ہیں اور چاروں میری نظر کے سامنے موجود ہیں اور چھوٹے لڑکے کا حقیقہ پیر کو ہوا ہے۔ اب جبکہ یہ لڑکا یعنی مبارک احمد پیدا ہوا تو وہ خواب بھول گئے اور حقیقہ انوار کے دن مقرر ہوا۔ لیکن خدائی قدرت ہے کہ اس قدر بارش ہوئی کہ انوار میں حقیقہ کا سامان نہ ہو سکا۔ اور ہر طرت سے حارج پیش آئے۔ ناچار پیر کے دن حقیقہ قرار پایا۔ پھر ساتھ یاد آ گیا کہ قریباً چودہ برس گذر گئے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہو گا۔ اور اس کا حقیقہ پیر کے دن ہو گا۔ تب وہ منظر اب ایک خوشی کے ساتھ تبدیل ہو گیا۔ کہ کیونکر خدا تعالیٰ نے اپنی بات کو پورا کیا۔ اور ہم سب اندر لگا رہے تھے کہ حقیقہ انوار کے دن ہو گا۔ مگر کچھ بھی پیش نہ گئی اور حقیقہ پیر کو ہوا۔ یہ پیشگوئی بڑی بھاری تھی۔ کہ اس چودہ برس کے حصہ میں یہ پیشگوئی کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے اور پھر چارم کا حقیقہ پیر کے دن ہو گا۔ انسان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس مدت تک چار لڑکے پیدا ہو سکیں نہ بھی رہیں۔ یہ خدا کے کام ہیں۔ مگنافسوس کہ ہماری ذمہ دیکھتی ہے۔ پھر آکھ بزرگ کہتی ہے۔“

(تذکرہ نبی المشرقین صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڈ ویہ میں تحریر فرماتے ہیں :-
 ”ایسا ہی پیشگوئی کے مطابق میرے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوئے اور پسر چارم کی
 پیدائش تک پیشگوئی کے مطابق عبدالحق غزنوی زندہ رہا۔ اس میں کیسی قدرت الہی پائی جاتی ہے“
 (تحفہ گولڈ ویہ صفحہ ۳۷ مطبوعہ الشریک الاسلامیہ رولہ)
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”وَرَأَى اللَّهُ بُشْرَةَ فِي وَجْهِ ابْنَتَيْ نَبِيِّنَا لَيْسَةَ حَتَّى يَلْعَنَ عَدُوَّهُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ وَأَنْبَأَنِي بِهِمْ قَبِيلٌ وَجُودُهُمْ بِالْإِلْهَامِ فَاسْتَعْتِ هَذِهِ الْأَنْبَاءُ قَبِيلَ ظُهُورِهَا فِي الْخَبَائِصِ وَالْعُطَامِ وَأَسْتَعِدُّ تَشْلُوكَ تِلْكَ الْأَشْتِهَارَاتِ ثُمَّ تُسْرَدُونَ بِهَا عَاقِلِينَ مِنَ النَّصِيحَاتِ“
(انجام آفتم)

” پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں سہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آئے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سب سے اشتهار میں صریح پیشگوئی محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارہ میں شائع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کی طرح کئی رتوں کا اشتهار سب سے رنگ کے درقوں پر ہے اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اس کی نیز ایک سفید اشتهار میں موجود ہے جو سب سے اشتهار کے نین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور بشیریت جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے۔ اید دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے۔ کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہے۔“

ان فرزندان گرامی کے متعلق حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری

بھی عطا کی گئی۔ چنانچہ الہام ہوا :
 "تَرَىٰ نَسْلًا يَجْعِدُ أَتْبَاعَ الْقَمَرِ"
 (تذکرہ صفحہ ۲۸۶)

حضرت ائمہ المؤمنینؑ فرماتے فرمایا :-

”سیرتِ شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ قاریانِ عظمیٰ کے چکر واپس دہلی گئی۔ نوان ایام میں حضرت سید محمد علیہ السلام نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں تمہارے عذاب میں تمہارے نین جوان لڑکے دیکھ رہی ہوں۔“

درمینه المهدی حصه اول روایت نمبر ۹۹۹.

”صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :
 ”ایک گھنٹہ پہلے ہوگا۔ تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف آگے رکھے پڑھتی ہیں۔
 جب یہ آیت پڑھی کہ من یطع اللہ وارسول فاولئک مع الذین اقم اللہ علیہم من
 التبتیین والمصلحین والشہداء والمصلحین وحسن اولئک رفیعاً جب اولئک
 پڑھا تو مسعودی سامنے آکر اٹھا۔ پھر دوبارہ اولئک پڑھا تو بشیر اٹھا۔ پھر

شرعیہ آگیا۔ پھر فرمایا جو پہلے بنے پہلے ہے۔

تذکرۃ الہدیٰ عنہ عنہ پیر راج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے منظوم کلام میں اپنی اولاد خصوصاً ان فرزند ان مہارک کے خدائے تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور خاص جذبہ بات و فکر کا اظہار فرمایا ہے امدان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور ان کے لئے دردادہ سونے بھری ہوئی دعائیں مانگی ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

ۛ

”کیونکہ ہوشگر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آگیا سنا دیا اندھ کو
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا دل دیکھ کر یہ احسان تیری شائش گایا
صد شکر ہے خدا یا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
ہوشگر تیرا کیا نکرا ہے میرے بندہ پور تو نے مجھے دیئے ہیں یہ تین تیرے چاکر
تیرا ہوں میں سرسبز تو میرا رب اکبر
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارماں تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قراں
اے میرے رب عین کیونکہ ہوشگر احسان
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا

پھر فرماتے ہیں:

”سب کام تو بنائے رکھ کے بھی تجھ سے پائے سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
تو نے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
یہ تین جو پسر ہیں تجھ سے ہی یہ شر ہیں یہ میرے بار و بر ہیں تیرے قلام در ہیں
تو سچے وعدوں والا حکم کہاں کہہ رہیں
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا

دانی

دور

کس

کران کو نیک قسمت نے ان کو دین دولت کران کی خود حفاظت بہان پر تیری رحمت
دے رشتہ دار ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
اے میرے بندہ پرور کران کو نیک اختر رتبہ میں ہوں یہ برتر از بخش تاج و انفسر
تو ہے جہاں رہبر تیرا نہیں ہے مہسر
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
شیطان سے دور رکھنا اپنے حضور رکھو جاں پُر زور رکھو دل پُر سرور رکھو
ان پر میں نیرے قرباں رحمت ضرور رکھو
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
میری دعائیں ساری کر یو قبول باری میں جاؤں تیرے واری کہ تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
فحش جگر ہے میرا چھو بندہ تیرا مجھے اس کو عمر دولت کہو دہر اندھیرا
دن ہوں مراد دل دے پُر نور جو سویرا
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
اس کے ہیں دو برادران کو بھی دکھئے خوشتر تیرا بشیر احمد تیرا شریعت انفسر
کہ فضل سب پہ یکسر رحمت سے کہ معطر
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
یہ تیروں تیرے بندے رکھو نہ انکو گندے کران سے دُور یا سب دُنیا کے سائے چھندے
چینگے رہیں ہمیشہ کر یو نہ ان کو مسندے
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
اے میرے دل کے پیارے لے بہان مجھے کران کے نام روشن پیچہ کہ ہیں سدا سے
یہ فضل کہ کہ ہودیں نیکو گہرے سارے
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا
اے میرے دل کے جانی لے شاعر و دہ جانی کہ ایسی جہاں ان کا نہ مہر دے ثانی
دے بخت جاودانی ادھن آسمانی
یہ روز کہ مبارک شہنشاہ من گزرا

میں میرے پیارے باری میری غائبات ماری رحمت ان کو کھانا پین تیرے لئے کے داری
اپنی پناہ میں رکھو گھر یہ میری نادری
یہ روز کو مبارک شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی
اسے واحد بگاد اسے حقائق زمانہ میری دعا میں من سے اور عرض چاکر انہ
تیرے پیرونیوں دیں کے ستر پناہ
یہ روز کو مبارک شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی
فکروں سے دل حزین ہے جان رو سے قرین جو صبر کی غمی طاقت مجھ میں وہ اب نہیں ہے
میرے ہر روز کے دور رکھنا اور رب العالی ہے
یہ روز کو مبارک شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی
اقبال کو پڑھنا اب فضل لے کے آنا ہر رنج سے بچانا دکھ کو رو سے چھڑانا
خود میرے کام آنا یا رب نہ آؤ مانا
یہ روز کو مبارک شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی
یہ تینوں تیرے چاکر ہو دیں جہاں کے جبر یہ ہادی جہاں ہوں۔ یہ ہو دیں نور کیسر
یہ مرجع شہاں ہوں۔ یہ ہو دیں ہر اند
یہ روز کو مبارک شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی
اہل وقار ہو دیں۔ فہر دیار ہو دیں حق پر شاہ ہو دیں مولیٰ کے یار ہو دیں
ہا ہرگ و بار ہو دیں۔ اک سے ہزار ہو دیں
یہ روز کو مبارک شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

حضور علیہ السلام اپنی ایک اور نظم میں فرماتے ہیں :

خدا نے چار لڑکے اور یہ دختر عطا کی پس یہ احساں ہے مرا سر
یہ کیا احساں ہے تیرا پسندہ پرور کروں کس منہ سے شکر اسے میرے دادہ
اگر میرا مال ہوجاے کسمن ودا تو پھر بھی شکر ہے اسکاں سے باہر
کہ کیا اڈر کر تو ان سے ہر شتر رجا یا نیک کر۔ اور چھپرہ معمر
پڑھا جس نے اس پر بھی کرم کر۔ جزا دے دین اور دنیا میں بہتر
رو تعلیم اک کو نے بیتا دی
شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

دیئے ہیں تو نے مجھ کو چار فرزند اگرچہ مجھ کو بس تجھ سے ہے پیوند
بنا ان کو نیکو کار و خود مست کرم سے ان پہ کراؤ بدی پسند
ہدایت کہ انہیں میرے خداوند کہے تو فقیں کام آوے نہ کچھ پسند
تو خود کہہ پہ در شراے میرے اخوند دد تیرے ہیں پناہی عمر نا پسند
یہ سب تیرا کرم ہے میرے ہادی

شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بجا ہے نبیاں جاتی نہیں بخدمد حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے رک گیا ہے وہ سب سے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب حسن ہے تو بجز الا عادی

شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

نجات ان کو عطا کر گندگی سے برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے بچانا اے خدا ! بد آمدگی سے

وہ ہوں میری طرح دین کے منادی

شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

عیال کر ان کی پیشانی پہ انبال نہ آوے ان کے گھر کسٹ مہر وصال
بچانا ان کو ہر قسم سے ہر حال نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پال

یہ امید ہے دل نے بیتا دی

شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

دعا کرتا ہوں اسے میرے بچانہ نہ آوے ان پہ رنجوں کا تھانہ
نہ چھوڑیں وہ تیرا یہ استانہ مرے مولیٰ انہیں ہر دم بچانا

یہ اشدید ہے لے میرے ہادی

شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا نصیبت کا الم کا بے بسی کا
یہ ہوئیں دیکھ لوں لغوی سبھی کا جب آوے وقت میری واپسی کا

بشارت کو نے پہلے سے سنا دی

شہنشاہ مکتوبات من یکتا فی

پھر حضور فرماتے ہیں :
 خدا یا تیرے فضل کو کروں یاد بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
 کہا "ہرگز نہیں ہوں گے یہ بریاد" بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں غمشاد
 خبر مجھ کو یہ تو نے یاد دہی
 كُنْ بِحُجَّتِ الَّذِي أَخَذَ مِنَ الْأَعَادِي
 میری اولاد سب تیری عطیہ ہے ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
 یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں یہی ہیں پنج تن جن پر سب ہے
 یہ تیرا فضل ہے میرے ہادی !
 كُنْ بِحُجَّتِ الَّذِي أَخَذَ مِنَ الْأَعَادِي
 دیے تو نے مجھے یہ ہر دہا ہا ہا یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے سب
 دکھایا تو نے وہ اسے لب لباب کہ کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب
 یہ تیرا فضل ہے میرے ہادی
 كُنْ بِحُجَّتِ الَّذِي أَخَذَ مِنَ الْأَعَادِي

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک نظم میں جو حضور نے حضرت ام المومنین زینبؓ سے
 عنہا کی زبان سے خدا تعالیٰ کے شکر اور دعا کے طور پر کہی۔
 فرماتے ہیں :

تو نے اس عاجز کو چار دیوے ہیں لو کہ
 تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا
 پہلا فرزند ہے مسعود مہارک چوتھا
 دونوں کے بیچ بغیر اور فرقیوں تیرا
 تو نے ان چاروں کی پہلے سے بشارت ہی تھی
 تو وہ حاکم ہے کہ ملتا نہیں ستریاں تیرا

پھر فرماتے ہیں :

اس جہاں میں ہے وہ جنت میں ہی ہے یہ رب دہماں
 جو اک پختہ تو گل سے ہے جہاں تیرا
 میری اولاد کو تو ایسی ہی کو دے پیارے
 دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ نمایاں تیرا

مگر دے رزق دے امدادیت وصحت بھی
 سب سے بڑھ کر یہ کہ پانچوں وہ عرفاں تیرا
 اب مجھے زندگی میں ان کی مصیبت نہ دکھا
 بخشش دے میرے گنہ اور جو عصیاں تیرا
 اس جہاں کے نہ بتیں کیڑے یہ کہ فضل ان پر
 ہر کوئی ان میں سے کہلائے مسلمان تیرا
 غیر ممکن ہے کہ تھیرے پاؤں یہ برد
 بات جب جنتی ہے جب سارا دہشتاں تیرا

جز سوم

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک مہارک خاندان اور مہر بیٹوں کی
 بشارت کے ساتھ ساتھ ایک خاص موعود بیٹے کی بھی بشارت دی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دین
 اسلام کی زبردست تائید فرمائے گا۔ اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر نظام پر ہوگا۔ یہ جلیل القدر
 پیش گوئی بڑی وضاحت کے ساتھ سیدنا محمود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے وجود گرامی کے ذریعہ پوری ہوئی۔

پھر موعود کے تعلق اس خاص پیشگوئی سے قبل جو "مصلح موعود" کی پیشگوئی کے نام سے موعود
 ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الودہ فرمایا کہ کچھ عرصہ خلوت میں رہ کر خصوصی عبادات اور
 عبادت میں صحت کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ اس غرض کے لئے
 ہوشیار پور کو انتخاب کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"خداوند کریم جل شانہ نے اس شہر کا نام بنا دیا ہے۔ کہ جس میں کچھ مدت بطور خلوت
 رہنا چاہیئے۔ اور وہ ہوشیار پور ہے۔"

رکعت بام جو دہری رستم علی صاحب تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۱۳۸

در جلد ۳۷ نمبر ۳۷ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے :

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام مشہور ہو چکا ہے۔ بامی الغافریا یا بامی معنی

"ایک مسالہ کی عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی"

(تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۱۳۸)

میاں عبد اللہ صاحب خدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پہلے حضور کا ارادہ چلے کشتی کیلئے سو جان پور
ضلع گورداسپور میں جانے کا تھا۔ مگر بعد میں الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشتی پر شیر پور میں ہوگی۔
(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۹۹ بحوالہ تذکرہ نیا ایلوشین صفحہ ۱۳۸)
۱۸۸۶ء کے اوائل میں ہوشیار پور میں چلے کشتی کے بعد حضور علیہ السلام نے ۲ فروری
۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں مصلح موعود کی پیشگوئی کے الہامی الفاظ
شائع فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے اپنے متعدد اشتہارات و رسائل اور کتب میں اس
موعود بیٹے کی پیشگوئی کا تذکرہ فرمایا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

”خدا نے مجھ کو یکم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے جل شاد و عز امیر تجھ کو اپنے الہام
سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تیرے تجھ سے
مانگا۔ سو میں نے تیری نصرت کا کوٹنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت پر پائے قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے
سفر کو رجو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے (تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور
فرمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ فتح اور غلبہ کی کلید
تجھے ملتی ہے۔ اے منظر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تاہو جو زندگی کے خواباں ہیں۔ موت کے بچے
سے نجات پادیں۔ اور وہ جو قبروں میں دسے پڑے ہیں یا سر آدیں اور تارین اسلام کا شرف اور
کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تاقی اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور اصل اپنی تمام
نخواستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا
وہ یقین لادیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے دو دیوانہ ہیں نہیں لاتے۔ اور خدا اور
خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ نہ کرنا بلکہ مذہب کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں۔ ایک کلی نشانی ہے اور مجرموں کی لاد ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے پشامت ہر ایک جیسے پاک لڑکا
تجھے دیا جائے گا۔ ایک مذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا احسان آتا ہے۔ اس کا نام
عمرو ایل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ جس سے پاک ہے اور وہ
نور اللہ ہے۔ مہا ملک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ
آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت و دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور
روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو تالیوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور
غیر اللہ سے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ تخت و بہن و نسیم ہو گا۔ اور دل کا علیم اور علوم ظاہری و
باطنی سے پڑ گیا جائے گا۔ وہ تین کر چار کر نہ دلا ہو گا۔ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شیعہ
ہے مبارک دو شیعہ۔ فرزند ولید گزنی الرحمن منظم الاول والاخر مظهر الحق والعلاء کات

نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ اور آتا ہے
اور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے طرے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور
خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اس کی رستگاری کا موجب ہو گا
اور زمین کے کنا رو تک شہرت پائے گا۔ اور تو میں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی
لفظ آسمان کی طرے اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پھر آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں :-

”ان الله بشارتي وقال سمعت نضر عاتك ودعائك واراني معطيك ما
سألت مني وانت من المنعنين۔ وما أدراك ما أعطيك آية رحمتي و
فضلي وقربتي وفتح وظهر وسلام عليك۔ أنت من المظفرين۔ إنا بشارتك
بإسلام أسمة عصفور ایل و بشیر ابرئق الشکل ذقیق العقل ومن المعزبين۔
بآتي من السماء والفصل يترك يترك وله وهو كور و مبارک وطيب ومن المطهرين
يفتح المبركات ويعطي المخلوق من الطيبات وينصر الدين۔“

وليس هو ليخرج ويرقى ويعالج كل عليل ومرضى وكان بألقابيه من
الشافين وإشارة آية من آياتي وعلم بتأييداتي ليعلم الذين كن بدوا في معك
بفضلي المبين۔ وليجوز الحق بمجيئهم ويذهب الباطل بظهوره وبقبيل
قدرة ويظهر عظمته ويخلو الدين ويلمع البراهين۔ وليتجوز طلبة الحيات
من الكف موت الايمان والخور۔ واليبيعت اصحاب القبور من القبور۔ وليعلم
الذين كفروا بالله وسؤله وكتابهم لا شهم كالتا على خطا ولتستبين سبيل
المعزبين۔ فليعطى لك غلام ذكي من صلبك وذريته وتلك وتلك وتلك من
عبادنا الوحيين۔ صيف جليل يا نبيك من لدنا ذكي من كل درن وتكبير۔
وشناسي وشناسي وعريب وعابري وعمراسي ومن الطيبين۔“

وهو كلمه الله۔ خلق من كلمات تجيدية وهو كهيم وذهين
وحسين قديم على قانية علما۔ وباطنه حلما۔ وصدرا سلمما۔ وأعطى له
نفس مسيحية وتوكل بالروح الامين۔ يوحى الاشياء۔ فواها لك يا كرم
الاشياء يا نبي فيك اندراج الميا سكين۔ قلنا صالح كرام ذكي ميارك مظهر
الاول والاخر مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء۔ يظهر يظهر

سے نازل ہوا۔“

(تحفہ گو راوی صفحہ ۹۰ مطبوعہ الشریعۃ الاسلامیہ بلوہ)

منقولہ کلام میں فرماتے ہیں :

”بشارت دی کہ ایک بیٹا ہے تیرا جو ہرگز ایک دن محبوب میرا
 کروں گا دوسرا اس مہ سے اندھیرا دکھاؤں گا کہ اک عالم کو کھسیا
 بشارت کیلئے اک دل کی غذا دی
 فَبُشِّرَكَ الَّذِي أَحْضَرْتَ الْأَعْدَى
 مری بہاریت کو تو نے چلا دی مری ہر دم بھی تو نے اٹھا دی
 مری ہر پیشگوئی خود بنا دی تیری تشنہ لعلیٰ بھی دکھا دی
 جو دی ہے مجھ کو وہ کس کو عطا دی
 فَكُنْ بِحَقِّ الَّذِي أَحْضَرْتَ الْأَعْدَى“

اس موعود بیٹے کی بشارت کے متعلق ماہنامہ پیرسراج الحق صاحب لکھتے ہیں کہ
 ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

”خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت لغو و بربادی ہوئے اندازہ تھا
 ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس نذر کو مٹا دے گا۔ باقی جو لکھنے کے لائق
 اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے۔ اور فتنہ پیدا نہیں وہ کٹ جائیں گے۔ اور دنیا میں ایک حشر پیدا ہوگا
 وہ اول الحشر ہوگا۔ اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دور سے پرچہ پھاڑی کریں گے۔ اور ایسا کشت
 و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک
 لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آئے گی اور ان تمام دولت مند تاجروں ملک شام ہوگا۔ عاجز و ناتوان
 اس وقت میرا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدّر رکھا ہے۔ ان
 واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ تم
 اس موعود کو پہچان لینا“
 (ترجمہ المہدی جلد دوم ص ۱۸۵ تذکرہ تیارپالین صفحہ ۷۹۵)

جُزْجِہَام

اشہد ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء کی اشاعت کے بعد جو مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی کے الفاظ
 الفاظ پر مشتمل ہے۔ جن لفین نے وقتاً فوقتاً اس پر اعتراض کیا۔ کہ یہ پیشگوئی جھوٹی تھی۔ چنانچہ

اس اعتبار کی اشاعت کے بعد حضور علیہ السلام کے گھر ایک صاحبزادی پیدا ہوئی۔
 جس کا نام عصمت رکھا گیا۔ اس کی پیدائش پر بہت شور و غوغا کیا گیا۔ کہ یہ
 پیشگوئی جھوٹی تھی۔ حالانکہ پیشگوئی میں کہیں اشارہ بھی نہ تھا کہ اشہد کی
 اشاعت کے بعد پیدا ہونے والا بچہ ہی پیر موعود ہوگا۔ اسی طرح اس کے کچھ
 عرصہ کے بعد حضور کے گھر میں ایک بیٹا ہوا جو لبتیول کے نام سے موعود ہے
 اس بچہ کی خورد سالی میں وفات پر بھی مخالفین نے مسخرہ اور استہزاء کے ساتھ
 ہنگامہ آرائی کی حالانکہ کسی امام میں اس بچہ کو عمر پانچ والا موعود مصلح نہیں قرار دیا گیا تھا۔
 مخالفین کے ان مسلسل اعتراضات کا جواب حضور نے اپنی منفرد تحریرات
 میں دیا۔ ان اعتراضات کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ اس کے روز میں حضور علیہ
 السلام نے جو تحریرات لکھیں ان سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ موعود مصلح حضور
 کا حقیقی و صلیبی بیٹا ہوگا۔ نہ کہ بعض لوگوں کے مفروضات کے مطابق کوئی سیکندریوں
 سال بعد میں آنے والا وجود۔ نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دعویٰ کی ولادت کی مدت
 معین طور پر نو سال کے اندر مقرر کر دی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ایک اشہد اجناب اشہد واجب الاظہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۵ء میں فرماتے ہیں۔

”اس عاجز کے اشہد مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء میں ایک پیشگوئی دوبارہ تو لے ایک
 فرزند صالح ہے۔ جو بصفت مندرجہ اشہد پیدا ہوگا۔ دو شخص سکنت فاریان یعنی حافظ سلطان کشمیری
 و صاحب علی نے رو بہ روز انویسٹ میاں ٹیس الین اور مرزا غلام علی ساکنان فاریان یہ دروغ بے فروغ
 برپا کیا ہے۔ کہ ہماری دانت میں عرصہ دو چھ ماہ سے صاحب لبتیول کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔
 حالانکہ یہ قول نامزدکان کا سرسراقترا اور دروغ و بے اعتبار ہے۔ جس سے
 وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرتا چلے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے اس قول و دروغ کا رد
 واجب سمجھ کر عام اشہد دیتے ہیں کہ ابھی تک ۲۲ مارچ ۱۸۸۵ء ہے۔ ہمارے گھر میں کوئی لڑکا
 نہ ہو چکا ہے۔ دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں
 کہ ایسا لڑکا موجود وعدہ الہی فیہم کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔
 ہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔“

اسی اعتبار کے آخر میں اس پیشگوئی کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
 ”ما سوئی اس کے ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مفہم پیشگوئی کا اگر بظہر بکائی دیکھا جائے۔
 تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے۔ جس کے نشان الہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا۔ اور

اگر تک ہو تو اس قسم کی پیش گوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدا نے کریم اللہ جل شانہ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت و مصلحت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صد بار درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الہی میں دعا کر کے ایک روح واپس لگوا دیا جائے۔ اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا۔ جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ اور پھر با صفت ان سب عقلی و نقلی جرح و قدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا ہے اور پھر دوبارہ اپنے عزیز دل کو دہرے ماتم میں ڈال کر اس جہاں سے رخصت ہو جاتا ہے جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ عملی فائدہ پہنچتا تھا۔ نہ خود اس کو آرام ملتا تھا۔ اور نہ اس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر مسیح علیہ السلام کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آتی۔ تو درحقیقت اس کا آنا نہ اپنا بہرہ لے کر اپنے حق حال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی ذیل یا دنیا پرست کی جو احسن الدنیاں دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و بحسانہ و بکرت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی با برکت روح بھیجے کہ عدد فرمایا۔ جس کی ظاہری اور باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صد بار درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے۔ اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگوائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ سماؤں میں چھپے ہوئے مُرد ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ؟

لے لوگو! میں کیا چیز ہوں اور کیا حقیقت جو کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ درحقیقت میرے پاک مقبرہ پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا بلکہ وہی خاک اس کے سر پر اس کو آنکھوں پر اس کے منہ پر گرا کر اس کو ذلیل و رسوا کرے گی۔ اور ہمارے نبی کریم کی شان و شوکت اس کی عداوت اور اس کے بخل سے کم نہیں ہوگی۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ ظاہر کرے گا۔ کیا تم مجھ کے قریب آفتاب کو ٹکلتے سے روک سکتے ہو۔ ایسے ہی تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب صداقت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا تعالیٰ تمہارے کیوں اور مخلوق کو دہر کرے۔ وَاَسْلَمَ عَلٰی مَنْ اَنْذَرَ الْهَدٰی۔

پھر فرماتے ہیں :-

”بالآخر ہم یہ بھی لکھنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بڑی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اب کی دفعہ لڑکا عطا نہیں کیا کیونکہ اگر وہ اب کی دفعہ ہی پیدا ہوتا ایسے لوگوں پر کیا اثر پڑ سکتا تھا۔ جو پہلے ہی سے یہ کہتے تھے کہ تو لوطی کی رُوسے عمل موجودہ کی علامات سے ایک حکیم آدمی قرار دیا جاتا ہے۔ کہ کیا پیدا ہوگا۔ اور بدلتا کیجیہ کہ پشاور کی اور بعض دیگر مخالف اس عاجز پر یہ الزام رکھتے تھے کہ ان کو فطانت میں جہالت ہے۔ انہوں نے طب کے ذریعہ معلوم کر لیا ہوگا کہ لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ اسی طرح ایک صاحب محمد رمضان نام نے بخانی اخبار ۲۰ مارچ ۱۸۸۶ء میں چھپایا کہ لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دینا جناب اللہ ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور جس نے لوط کا در کس دیکھا ہوگا۔ حاملہ عورت کا قانا دورہ دیکھ کر لڑکا یا لڑکی کا پیدا ہونا ٹھیک ٹھیک بتا سکتا ہے۔ اور بعض مخالف مسلمان یہ بھی کہتے تھے۔ کہ اصل میں ڈیڑھ ماہ یعنی پیش گوئی بیان کرنے سے پہلے لڑکا پیدا ہو چکا ہے جس کو قریب کے طور پر چھپا دکھا ہے۔ اور قریب مشہور کیا جائے گا کہ پیدا ہو گیا۔ سو یہ اچھا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے تو لڈر زید مسعود و موعود کو دوسرے وقت پر ڈال دیا۔ ورنہ اگر اب کی دفعہ ہی پیدا ہو جاتا تو ان منزلیت مذکورہ بالا کا کوئی نصیبہ نہ تھا۔ اب تو لڈر زید مسعود کی بشارت محض غیب ہے نہ کوئی عمل موجود ہے نہ واسطہ کے در کس یا جالیوں کے قواعد حل دانی یا معاوضہ پیش ہو سکیں۔ اور اب کوئی بچہ چھپایا ہوا ہے نہ وہ مدت کے بعد نکال جائے۔ بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں اور یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کس قسم کی اولاد خواہ نخواستہ پیدا ہوگی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی شکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اشتہار ۲۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

”دفعہ ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندر من صاحب مداد ادا دی ہے یہ نگہ جھپٹی کی ہے کہ نو برس کی حد جو سپر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی تخمینہ کی جگہ ہے ایسی لمبی بیعتا ذمہ تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی بیعتا سے گزیر سس سے بھی دو چہ ہوتی ہے۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صریح دلالت انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور خاص آدمی کے لئے پرستش ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا عجیبی آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پھینگوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشتہار شہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الہی میں توجہ کی گئی۔ تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔“

ایسا اور ان شرائط سے کوئی اشتہار اس طرف سے شائع نہیں ہوا۔ اور اگر ہے تو کیوں پیش نہیں کیا حقیقت حال تو یہ ہے کہ آنکھوں کی بینائی کچھ ضرر نہیں کر سکتی بلکہ دلوں کی بینائی جو تعصب کے بغضات سے پیدا ہوتی ہے۔ وہی ضرر کرتی ہے۔

(سمرہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۹)

حضرت سیح موعود علیہ السلام نسیم دعوت صفحہ ۸۱ میں فرماتے ہیں :-
”ان اشتہارات میں جو میرے پر حملہ کرنے کے لئے آریہ صاحبوں نے شائع کئے ہیں۔ میری بعض پیشگوئیوں پر ناگھبی سے بعض اعتراض بھی کر دیئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حال میں یا پہلے لڑکا ہونے کی پیش گوئی کی تھی۔ اور لڑکا کی پیدا ہوئی۔ پس اس قدر جواب کافی ہے کہ اگر وہ کتابوں کو دیکھ کر دیانت کے طریق کو اختیار کرتے تو ایسا اعتراض کبھی نہ کرتے۔ مجھے تو ایسا الزام کوئی یاد نہیں کہ جس کا یہ مضمون ہو۔ کہ اب ضرور بلا فاصلہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر ان کو یاد ہے تو وہ پیش کر دیں۔ ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین ہماری طرف سے جواب کافی ہے۔“

حضرت سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شریعہ بند و محترم کا قول اور اس کا جواب شحہ حق صفحہ ۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں :-

”اقول۔ وہ اشتہار جس میں ہماری طرف سے الہامی یا نشریج کے طور پر اس صحرے لفظ موجود ہیں جو اسی حل میں وہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اس سے ہرگز ہرگز تخلف نہیں کرے گا۔ ضرور اس میں پیدا ہو جائے گا۔ وہی اشتہار ایک جلسہ منعقد کر کے بجا ہری چند مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے پیش کر دینا چاہیے۔ تا ددوغ کو کی سیادہ کوئی سب پر کھل جائے لیکن اگر اشتہار کے پیش ہونے کے بعد اشتہار کی حیات سے یہ بات بداہت ثابت ہوتی ہو کہ شاید وہ لڑکا اب پیدا ہو جائے۔ تو پھر ایسے شرم دروغ کے لئے جو بغلات ہماری تفریح مندرجہ اشتہار کے ناحق بار بار خلق اللہ کو دھوکہ دے۔ صرف لعنت اللہ علیہ کہنا کافی نہیں بلکہ اس کو کسی قدر مراد دینا بھی ضروری ہے۔“

۸ اپریل ۱۸۸۷ء کے اشتہار میں حضور علیہ السلام نے مصلح موعود کے تولد کی میعاد تو برس بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا :-

”آج آٹھ اپریل ۱۸۸۷ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔ یا بالضرور اس کے قریب حل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا

ہے یا وہ کسی اور وقت میں تو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔“
حضور علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق ۱۸۸۷ء کے مصلح موعود علیہ السلام کے گھر ایک فرزند کی ولادت ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے اس موقع پر ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اس پر حضور نے تحریر فرمایا :-
”اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۷ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حل موجود میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حل میں جو قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۴ رجبہ ۱۳۰۷ء مطابق ۱۸۸۷ء میں ان کے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ خالحمد للہ علی ذالک۔“

(اشتہار ۱۸۸۷ء رگست ۱۸۸۷ء)

یہ بچہ جو بشیر اول کے نام سے معروف ہے۔ ۴ نومبر ۱۸۸۷ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اس کی وفات پر محافلین نے نہایت مکر وہ رنگ میں ہنگامہ آرائی کی اور یہ افسر کیا کہ اس بچہ کو الہاماً مصلح موعود قرار دیا گیا تھا مگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حالانکہ حضرت سیح موعود علیہ السلام نے کبھی بھی مصلح موعود کی پیش گوئی کو قطعی رنگ میں اس بچہ پر چسپاں نہیں کیا تھا۔ گوا اپنے اجتہاد کے کبھی کبھی حضور کو یہ خیال آتا رہا کہ شاید یہی بچہ وہ مصلح موعود ہو۔ چنانچہ اس بچہ کی وفات پر حضور نے جو خط حضرت حلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر فرمایا :-

اس میں لکھا :-

”جب بشیر پیدا ہوا تو اس کی پیدائش کے بعد صدمہ و خطوط پنجاب اور ہندوستان سے اس مضمون کے پیچھے کہ آیا یہ لڑکا وہی ہے جس کے ہاتھ پر لوگ ہدایت پائیں گے تو سب کو یہی جواب دیا گیا کہ اس بارہ میں صفائی سے اس تک کوئی الزام نہیں ہوا۔ ہاں گمان غالب ہے کہ یہی ہو۔ کیونکہ اس کی ذاتی ہزگی الہامات میں بیان کی گئی ہے۔ ایسے جوابات کی یہ وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے پھر توفی کے استعداد کی کمالات اس عاجز پر کھول دیئے تھے۔ اور اس بنا پر کہ اسی طور پر گمان کیا گیا تھا کہ غالباً یہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ اس کی ذاتی استعداد اور مصلح موعود ہونے کی حالت جو اس کی پیدائش کے بعد الہامات میں بیان کی گئی۔ مصلح موعود کے برابر بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر تھی مگر چنانچہ اللہ کے بعد کوئی ایسا الزام نہیں ہوا کہ یہی مصلح موعود ہوا و عریانے والا ہے۔“

بشیر اول کی ذاتی استعدادوں کے کمالات کے بارہ میں الہامات کی روشنی میں حضور علیہ السلام

ہمّا لِحَقِّدُنَّ ذَنْبَ۔ الحجۃ نمبر ۲۔ یعنی ہمارا ہی قانون قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی معصیتیں کرتے ہیں اور صبر کرتے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں انہیں پرکھ لی جاتی ہیں۔ جو صبر کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مسلمانین دینیین والہم وادلیا وخلقہ ہے تا ان کی افتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے غمزدہ پر اپنے تئیں مانگ تجاوت پاجائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ عاقل کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں طریق برپا ہو جائیں۔ اول اس نے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو مقرر کیا تا بشیر الصّٰبِرِیْنَ کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشریت کا غمزدہ کر دے۔ سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض بلکہ شریک ہوئے بلکہ فرقہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہر گیا۔ اور انہی ہی اندر ہوت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا۔ اور یہ بات کھلی کھلی الہام الہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو قوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اس کی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہو گی جنہوں نے محض بلکہ اس کی موت سے غم کیا۔ اور اس بے فائدہ کی بے داشت کر گئے۔ جو اس کی موت سے ظہور میں آیا۔ غرض بشیر ہزاروں صابرین و صافقین کے لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا اور اس پاک آنے والے اور پاک جانے والے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گی۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو بھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ اول کی موت سے پہلے۔ ار جولائی ۱۸۸۵ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیش گوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاقل پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر نہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولو العزم ہو گا۔ یحییٰ اللہ ما یشاء۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں ذر سید لوگوں کے پیدا ہونے پر ششکل تھی۔ اور اس عبادت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیش گوئی ہے۔ کہ جو روحانی طور پر خود پر رحمت کا موجب ہوا۔ اور اس کے بعد کی عبادت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

(سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۱۵)

اسی طرح فرماتے ہیں :-

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوب صورت پاک لڑکا قمر ارمان آتا ہے یہ زمان کا لفظ حقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ زمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ کہ چلا جاوے۔ اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو تا تم مقام ہو۔ اور دوسروں کو رخصت کرے۔ اس کا نام زمان نہیں ہو سکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ ”وہ جس سے گناہ سے“ بکلی پاک ہے۔ ”یہ بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر

دلالت کرتی ہے۔ اور یہ دھوکہ کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیش گوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پس مندی کے حق میں ہیں۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیش گوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیں گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور قیصر نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا موعود النّوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو قوت ہو گیا ہے پیدا ہو کہ پھر واپس اٹھایا جاتا۔ کیونکہ یہ سب امر حکمت الہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔ اور بشیر اول جو قوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کے لئے بطور ارباب تھا۔ اس لئے دونوں کا ایک ہی پیش گوئی میں ذکر کیا گیا :-

(سبز اشتہار)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کی وفات کے موقعہ پر بے غلط حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کے نام لکھا۔ اس میں مذکور بالا مقصود کی وضاحت کرتے ہوئے مصلح موعود کے حسن و احسان میں حضور علیہ السلام کے نظیر ہونے کا الہام بھی درج فرمایا۔

چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

”یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مئی ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جو لڑکا ایک لڑکے کی بابت پیش گوئی بھی گئی تھی وہ حقیقت دو لڑکوں کی بابت پیش گوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت کہ ”ترجیح صحت پاک لڑکا تمہارا زمان آتا ہے۔ اس کا نام عنواں اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ جس سے دینی گناہ سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت اس پس مندی کے حق میں ہے اور زمان کا لفظ جو اس کے حق میں استعمال کیا گیا ہے یہ اس کی چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ زمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ کہ چلا جاوے۔ اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔ اور بعد کا وہ فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے۔ اور اخیر تک اس کی تعریف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور اجمالاً سب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے۔ ار جولائی ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیش گوئی شائع ہو چکی ہے۔ کہ لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ جو اولو العزم ہو گا۔ اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بھی وہ فقرہ الہامی کہ انہوں نے کہا ”خیر الا لکی ہے۔ یا جم دوسرے کی راہ نکلیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان کے لئے تشریف لائے۔ تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارہ میں آپ کو الہام سنایا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک اولو العزم پیدا ہو گا۔ یحییٰ اللہ ما یشاء۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ سو اس الہام نے پہلے سے ظاہر کر دیا کہ ایک لڑکا نہیں بلکہ دو ہیں۔ ہاں کسی مدت تک یہی غلطی

بہی کہ لڑکا ایک ہی سمجھا گیا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کی پیش گوئی جو لڑکے کی بابت تھی وہ حقیقت دو پیش گوئیوں پر مشتمل تھی۔ جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں بشیر کی موت سے خود اسام نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔ اگر انہام اس غلطی کو بشیر کی موت سے پہلے رفع نہ کرتا تو ایک جی کہ شبہات پیدا ہونے ممکن تھے۔“

(مکتوب انہام حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ)

اس خط کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ذکر کرتے ہوئے کہ بشیر اولیٰ صلح موعود کے لئے ازباص کے طور پر تھا۔ فرماتے ہیں :-

”اور چونکہ اس پسرتونی کو اس آئینہ دل سے قرآن سے تعلقات شدید تھے۔ اور اس کے وجود کے لئے یہ بطور ارباب خاص تھا۔ اس لئے لکھا نامی عبارت میں جو ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کے اشتہار میں درج تھی ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا کہ گویا ایک ہی کا ذکر ہے۔ ایک انہام میں اس دوسرے فرد نے کا نام بشیر بھی رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر ہمیں دیا جائے گا۔ یہ رہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ وہ اولوا العزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلف مائتہا۔ یہی حقیقت حال ہے جو میں نے آپ کو لکھی۔ وَ اَقْبَضْ اَمْرَی اِلَی اللّٰہِ وَ اَللّٰہُ یَصِیْبُ بِالْعَبَادِ“

جز ہفتم

پس موعود کے مقام اور اس کے ساتھ وابستہ واقعات کے متعلق پیش خیراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہوئیں۔ ان میں سے بعض میں حکمت الہیہ کے تحت اخفا کا ایک پہلو رکھا گیا تھا۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ پس موعود کے زمانہ میں بعض ایسی آفات کا ظہور تھا جن کا نمونہ انسانی تاریخ میں نہ ملتا ہو۔ حکمت الہیہ نے یہ اخفاء اس طور پر رکھا کہ حضور علیہ السلام کے خواب میں پیر منظور محمد صاحب کے ہاں ان کی اہلیہ محمدی بیگم کے بطن سے ایک بیٹے کی خبر دی۔ جو خاص مصفا علیہ سے موصوف اور زلزہ ساعت کے ساتھ مشابہ آفات کے ظہور کا پیش زد ہوگا۔ مگر جیسا کہ بعد کے واقعات سے ثابت ہوا کہ ”منظور محمد“ اور ”محمدی بیگم“ سے مراد پیر صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ نہیں بلکہ حقیقی منظور محمد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا و انسانی اور آل محمد سے تعلق رکھنے والی مبارک خاتون حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اور میاں منظور محمد کے بیٹے سے مراد حضرت سیدنا محمود خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ربہ ۲۳ فروری اور انہام ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے :

”دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کر۔ تہ ہیں کہ اس شخص لڑکے کا کیا نام رکھا جائے۔ تب خواب سے حالت انہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا کہ بشیر اللہ ہے۔“ فرمایا۔ ”کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طاعت اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ بشیر اللہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہوگا۔ جس کا پیدا ہونا موجب خوش حالی اور دولت دی ہو جائے۔ اور یہ بھی قرین تباہی اس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہوگا۔ خدا نے کوئی وقت ظاہر نہیں فرمایا۔ ممکن ہے کہ جلد ہو یا خدا اس میں تاخیر فرمادے۔“ (تذکرہ تیار ایدیشین صفحہ ۵۹۱)

۱۰ جون ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

”بندہ انہام الہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے دو نام ہوں گے۔“

(۱) بشیر اللہ (۲) عالم کیاب

یہ ہر دو نام پیر الہام الہی معلوم ہوئے ہیں۔ اور ان کی تعبیر اور تفہیم یہ ہے

(۱) بشیر اللہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا۔ اور اس کے پیدا ہونے کے بعد یا اس کی ہوش سنبھالنے کے بعد زلزہ عظیمہ کی پیش گوئی اور دوسری پیش گوئی ظہور میں آئیں گی۔ اور گرد و کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا اور عظیم نشان فتح ظہور میں آئے گی۔

(۲) عالم کیاب سے یہ مراد ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد چند ماہ تک باجیب تک وہ اپنی بڑائی بھلائی شہناخت کرے۔ دنیا پر ایک نعمت تباہی آئے گی۔ مگر دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس وجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کیاب رکھا گیا۔ غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا، بشیر اللہ کہلائے گا۔ اور اس لحاظ سے کہ جی نظر کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا۔ عالم کیاب کے نام سے موسوم ہوا۔“

ربہ ۲۴ جون ۱۹۰۷ء اور انہام ۱۰ جون ۱۹۰۷ء بحوالہ تذکرہ تیار ایدیشین صفحہ ۵۹۱

”اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس لڑکے کے دو نام ہیں :

(۱) شادی خان کیونکہ وہ اس جماعت کے شادی کا موجب ہوگا۔

(۲) کلمۃ اللہ خان۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جو ابتداء سے مقرر تھا۔ اس زمانہ میں پورا ہوا ہوگا۔

اور ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے۔ جب تک میری گئی پوری ہو۔ اور گدشتہ الہام اسے وژڈ اینڈ لوگر لڑ اس پیشگوئی کو بیان کرتا ہے جس کے معنی ہیں ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔ کیونکہ میان منظور محمد کی دو لڑکیاں ہیں اور جب کلمہ اللہ پیدا ہوگا۔ تب یہ بات پوری ہو جائے گی۔ ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔“

بدر یکم جون ۱۹۰۶ء بحوالہ تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۶۱۴ و ۶۱۵

۱۹ جون ۱۹۰۶ء - فرمایا :-

”میان منظور محمد صاحب کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا۔ بذریعہ الہام الہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے :-

- (۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خان (۳) عدو (۴) بشیر الدولہ (۵) شادی خان (۶) عالم کباب (۷) ناصر الدین (۸) فاتح الدین (۹) ہذا یوم مہارٹ
- بدر ۲۱ جون ۱۹۰۶ء و الحکم ۲۲ جون ۱۹۰۶ء بحوالہ تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۶۱۴

حقیقتہ الہی میں حضور تحریر فرماتے ہیں :-

”پہلے یہ وحی الہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا۔ بہت جلد آئے گا۔ واللہ۔ اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت ہے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توجہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دُنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جو وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔ مگر کباب اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر نہ آجائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں عہد ذکر فرمایا ہے۔ اور جواب بھی دیا ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔ وقت ہذا ۱۔ اَخْرَجَ اللّٰهُ اِلٰی ذٰلِكَ مَسْئَلًا۔ یعنی خدا نے دعا قبول کی کہ اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ٹال دیا ہے۔ اور یہ وحی الہی قریباً چار ماہ سے اعتباراً البدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی۔ اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوئی۔ لہذا پیر منظور محمد کے گھر میں عمار جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز جمعہ شب لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الہی کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی۔ مگر یہ ضرور ہو گا کہ کم از کم اس کے زلزلے آئے ہوں گے۔ اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رُکے رہے۔ جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یا درہے کہ

خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا، یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی۔ کہ اس میں جو جب وعدہ اَخْرَجَ اللّٰهُ اِلٰی ذٰلِكَ مَسْئَلًا۔ ابھی تاخیر ہے۔ اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا۔ تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ اور اندویشہ ہو جاتا۔ کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا۔ اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشترک ہو کر معین ہو گئی۔“

حقیقتہ الہی حاشیہ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱

پھر حقیقتہ الہی میں اپنا یہ الہام ”بھونچال آیا اور لہشت آیا اور زمین تہ و بالا کر دی“ درج کر کے حاشیہ میں اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

”اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ لیبغیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسماۃ علیہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اس کے حزقیاء بادشاہ نے قلع پر فتح پائی۔ اسی طرح اس زلزلہ سے پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے۔ لڑکا پیدا ہو گا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کے لئے نشان ہوگا۔ جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں گے۔ اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہوں گے :-

- (۱) بشیر الدولہ کیونکہ ہماری فتح کا نشان ہوگا (۲) کلمۃ اللہ خان یعنی خدا کا کلمہ (۳) عالم کباب (۴) عدو (۵) شادی خان (۶) کلمۃ العزیز وغیرہ۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام انبیاء خدا ہی کے کلمے ہیں۔ اس لئے اس کا نام کلمہ رکھا۔ غیر معمولی بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا اس کی دفعہ پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اَخْرَجَ اللّٰهُ اِلٰی ذٰلِكَ مَسْئَلًا۔ یعنی وہ زلزلہ الساعۃ جس کے لئے وہ لڑکا نشانی ہوگا۔ ہم نے اس کو ایک اور وقت پر ٹال دیا۔“

حقیقتہ الہی صفحہ ۱۰۶ حاشیہ

جزششم

مصلح موعود کے متعلق پیش گوئی کے علاوہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعدد تحریرات ہیں۔ جن میں نام لے کر حضرت خلیفۃ المسیح (اشراقی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدہ بشارات کا بھی تذکرہ ہے۔ ان میں سے بعض تحریرات سے یہ نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ امر واضح ہو گیا تھا کہ مسیح موعود کے مصداق مسیحا محمود ہی ہیں۔ یہ تحریرات درج ذیل کی جاتی ہیں :

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں

تحریر فرماتے ہیں :

”خدا نے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مذکور ہے۔ اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر ادا کی وفات کے بعد ایک دوسرا لڑکا پیدا جائے گا جس کا نام محمد محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولاد نہ ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرنا ہے۔ سو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۷ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضل تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا نام بالفعل محض تعادل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا موعود اور عمر پلنے والا ہے۔ یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور حکم تعین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ سے کے موافق معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا۔ تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدت مقررہ ہے ایک دن بھی باقی رہ جائے تو خدا نے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے پاک وعدہ کو پورا نہ کرے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا ہے

اسے فخر رسل قرب تو معلوم شد

دیر آمد تر وہ دور آمد

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر ہے کہ جو اس لڑکا پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تعادل بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے۔ ظاہر میں آئی تو عجیب نہیں یہی لڑکا موعود ہو۔ ورنہ وہ بے فائدہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔ اور ہمارے بعض حاسنین رکھنا چاہتے ہیں کہ ہاری کوئی ذاتی فرض اولاد کے متعلق نہیں اور نہ کوئی نفسانی راحت ان کی زندگی میں ہے۔ پس یہ ان کی بڑی غلطی ہے کہ جو انہوں نے بشیر احمد کی وفات پر ظاہر کی اور انہیں یہاں انہیں یقیناً یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہاری آئی اولاد ہو جس قدر درختوں کے تمام دنیا میں پتے ہیں۔ سب قوت پر ہیں تو ان کا مرنا ہاری سچی اور حقیقی لذت اور راحت میں کچھ خلل انداز نہیں ہوگا۔ کی عبت میت کی حجت سے اس قدر ہمارے دل پر نیا یہ ترغیب ہے کہ اگر وہ محبوب حق ہو تو ہم خلیل اللہ کی طرح اپنے کسی پیارے بیٹے کو بدست خود قرب کرنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ وہاں ہمارے ہر ایک کے ہمارا کوئی پیارا نہیں۔ جل شانہ دَعَا اسْمُہٗ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِمْسَالِہٖ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ منیر میں فرماتے ہیں :
”پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اپنا پیدا ہوگا اور اس کا نام محمد محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے بعد ہر ورق اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی ميعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نو سال میں ہے۔“
روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶

حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

”سب اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمد محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ کہ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کیساتھ سوچو؟ (ایضاً)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول المسیح میں فرماتے ہیں :
”مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ چنانچہ قبل از ولادت لڑکے کا نام محمد محمود رکھا گیا۔ پھر بعد اس کے وہ لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد محمود احمد رکھا گیا۔ اور یہ پہلا لڑکا ہے جو سب کے مطابق ہے۔“
نزول المسیح صفحہ ۱۹۲

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ستر اختلاف میں فرماتے ہیں :-
”وہا انہی فی شامہ ان دہیلا جامن مقام فلا یجی من سائناہ بل یجی من ضلھا لا فی بعض المصنعت و شادیہ فی الحسنات و الشیئات و اقص عینت حبیہ و حکایہ غریبہ ات لی کان ابنا صغیرا و کان اسمہ لبشر و شفاہ اللہ فی ایام الرضا و اللہ خیر و اللہ لذلک عن اشروا سئل الشفوی الارواح ذلک من مری فی ما نزل کذا لایک کھلا عینت و کذلک سائناہ و فی سائناہا من الشیئر قد جاعد قال ائی امانتک انتذ المعانقہ ذلا و ان بالسرعة فاعطانی اللہ بکشد کذا بایا اشرو و هو خیر المصلین“
(ستر اختلاف)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تریاق القلوب میں فرماتے ہیں :-
”پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمد محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جو ابھی پیدا ہوا اس کے پیدا ہونے کی خبر نہ تھی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا

یہ بابا کہ محمودؑ

تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے اور یہ اشتہار مورخیکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا۔ اور اب تک اس میں سے بہت سے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں۔
(زہریاق القلوب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۱

”محمود جو میرا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور یہ اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔ پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گروں میں صد ہا یہ سبز رنگ اشتہار بٹے ہوئے ہوں گے۔ اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل مدیر بہ پہنچ چکی۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا۔ جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۲۴ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۰۸ء میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عند ان تکمیل تبلیغ موتی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جس میں بعیت کی تین شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۴۴ میں یہ اہام لپیرومود کی نسبت ہے۔“

اے فخر نسل قریب تو معادیم شد

دیر آمدم نہ رہ دور آمدم

(زہریاق القلوب صفحہ ۹۳ و ۹۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

”چونکہ میں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ ان کی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی۔ تب خدا نے مجھے بشارت دے کر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہو گا۔ جس کا نام محمود ہو گا۔ اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزار ہا مخالفوں اور مخالفوں میں پیشگوئی شائع کی۔ اور ابھی مندرجہ پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا

پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی۔ اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۹ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا غور و سالی میں فوت ہو جاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کا مجھے بشارت دی چنانچہ میرے اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۹ء پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی ایجاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین و آسمان مل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ملنا ممکن نہیں۔“

یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سرائے کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترہویں سال میں ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۴)

حضرت مولوی بشیر علی صاحب کی ایک روایت بھی اس طرف اشارہ کرتی ہے :

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :

”میں تو چھوٹا تھا۔ مولوی بشیر علی صاحب نے مجلس سے آکر سنایا تھا..... کہ محمود ایک نیرور و ششی والا لپیٹ لے کر سڑک پر کھڑا ہے۔ اور سڑک پر اس کی تیز روشنی پڑ رہی ہے۔“

(تذکرہ دوم ایلدیشین صفحہ ۴۹۱ و ۴۹۲)

جز ہفتم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں متفرق طور پر حضرت خلیفۃ المسیح

الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر سابقہ تحریرات کے علاوہ بھی موجود ہے جو درج ذیل ہے :

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :

”کاغذات کی پڑتال کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی ایک کاپی اپنے کے ہاتھ کی لکھی ہوئی مجھے مل گئی۔ اس میں علامتہ مسک الہامات درج ہیں..... اس کاپی میں

۵ دسمبر ۱۸۹۶ء کی تاریخ کے نیچے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :
 ” میں نے خواب میں دیکھا کہ اول گویا محمود کے کپڑوں کو آگ لگ گئی ہے میں نے بچھا دیا ہے۔ پھر ایک اور شخص کے آگ لگی ہے اور اس کو بھی میں نے بچھا دیا ہے۔ پھر میرے کپڑوں کو آگ لگا دی ہے اور میں نے اپنے اوپر پانی ڈال لیا ہے۔ اور آگ بجھ گئی ہے۔ گو آگیں سب بجھ گئی ہیں۔ مگر کچھ سیاح داغ سا با تو دیر ہو رہا ہے اور خیر ہے۔ ”
 (افضل سورۃ ۳۱ رگست ۱۹۳۵ء)

۲۰ رگست ۱۸۹۶ء روزِ تہذیب آج رات ۲ بجے میں نے دیکھا کہ ایک سانپ صاحب جان مرحوم کے گھر میں پھر رہا ہے۔ پھر وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اور محمد سعید سے اس کے سر پر انگلی رکھی تا اس کو قتل کرے۔ پھر میں نے بھی انگلی رکھی۔ تب اس کے سر میں آگ لگ گئی۔ مگر مجھے معلوم ہوا۔ کہ میری انگلی کو اس نے کاٹ لیا ہے۔ انگلی داہنی طرف کی سیاہ تھی موزم ہو گئی۔ اور اندیشہ رہا۔ کہ اس کا اثر دل پر نہ پہنچے۔ مگر سچا معلوم نہیں ہوا۔ اور اسی خواب میں معلوم ہوا۔ کہ کچھ تکلیف محمود کو بھی پہنچی ہے۔ مگر بظاہر خیریت ہے۔ الٰہی اس کو تکلیف سے بچا۔ ” آمین !

۲۴ ستمبر ۱۸۹۶ء۔ آج بوقتِ قریب ۲ بجے رات کے میں نے خواب میں دیکھا کہ میری بوی آشفۃ حال کسی طرف گئی ہوئی ہے۔ میں نے ان کو بلایا ہے اور کہا کہ جلد نہیں وہ درخت دکھلا آؤں۔ پس میں ان کو باہر کی طرف لے گیا۔ جب درخت کے قریب پہنچے جہاں قریب ایک باغ بھی تھا تو میں نے اپنی بوی سے پوچھا کہ محمود کہاں ہے۔ اس نے کہا بہشت میں۔ پھر کسا۔ قبر کے بہشت میں۔ ” اَللّٰھُمَّ زِدْ فِیْ عُمْرِیْ وَعَمَلِیْ وَجَنَّتِ وَیَدِیْ لَ شَوْءٍ هٰذَا الرَّؤْیَا بِالْحَسَنَةِ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ آمین۔ “

(تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۸۳۲)

الحکم ۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء اور بدھ ۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء میں لکھا ہے :
 ” روایا میں دیکھا کہ ایک سفید کپڑا ہے۔ اس پر کسی نے ایک انگشتی رکھ دی ہے۔ اور اس کے بعد ہمام ذیل ہوئے :

” فتح نمایاں۔ ہماری فتح۔ ” صَدَقْتُ الرَّوْیَا۔ ” اِنِّیْ مَعَ الْاَقْوَا جِ الْاِیْتِیْ لَیَعْنَتُہٗ۔ “
 خدا تعالیٰ ہمیشہ انبیاء کی امداد فرشتوں کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ جو لوگوں میں نیکی کی ترغیب پیدا کرتے ہیں۔ اور حق کی طرف راہ دکھاتے ہیں۔ اسی شب ہمارا زاد و مرزا محمود احمد صاحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت کو ” اِنِّیْ مَعَ الْاَقْوَا جِ الْاِیْتِیْ لَیَعْنَتُہٗ “ الہام ہوا ہے۔ صبح اٹھ کر ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ بے شک یہ الہام ہوا ہے۔ “
 (تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۵۲۹)

” بیا لیسوا نشان یہ ہے کہ خدا نے ناقہ کے طور پر پانچوں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب ” وَاھْبِیْ الْخُسْنِ “ کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح یہ پیشگوئی لکھی ہے :

” وَ لَیْسُوْا فِیْ مَیْمَانِیْ فِیْ حَبِیْنِ مِنَ الْاَحْبَابِ یَحْسِبُوْنَ بِاَنْ یَّجْعَلَ لَہُمْ لَڑکے کا جو چار سے علاحدہ بطور ناقہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہو گا۔ اور اس کے بارے میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار الیدر۔ الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ” اِنَّا نَنْشُرُ لَکَ بِخَلَامٍ نَافِلَةٍ لَّکَ نَافِلَةٌ مِّنْ عِیْنِیْ۔ “ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو ناقہ ہو گا یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ ناقہ ہماری طرف سے ہے۔ چنانچہ تین ماہ کا وعدہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سورہ پیشگوئی چار برس کے بعد پوری ہوئی۔ “
 (حقیقۃ الوحی ص ۱۱۹)

” آج بروز یک شنبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر کے مکان میں بیٹھا ہوں اور ایک خربوزہ کی شکل پر کوئی پھل میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کو پھیل کر کھانا چاہتا ہوں۔ اتنے میں میں نے محمود احمد کو دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک انگریز ہے وہ ہمارے گھر میں داخل ہو گیا ہے اس جگہ کھڑا ہوا جہاں پانی کے گڑھے رکھے جاتے ہیں۔ پھر اس چوہارہ کی طرف آگے بڑھا جہاں میں بیٹھ کر کام کرتا ہوں۔ گویا اس کے اندر حاکم تلاشی کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ میرا ضرور سب کی شکل پر ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے۔ اس نے بطور اشارہ کے مجھ کو کہا کہ آپ بھی اس چوہارہ میں جائیں انگریز تلاشی کرے گا۔ اور میرے دل میں گذرا کہ اس میں صرف وہ کا خدات ہوتے ہیں۔ جو تو نایب کتاب کا مسودہ ہے۔ وہی دیکھے گا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔

فرمایا معلوم نہیں اس واقعہ کی کیا تعبیر ہے۔ اس سے پہلے تھوڑے دن ہوئے یہ دیکھا تھا کہ عورت کی چال۔ ایسی ایلی لما سیدقتی۔ بدیت اذ کففت عن بقی اسی ایشیل میں نے اپنے اجتہاد سے اس کے یہ معنی سمجھے تھے کہ کوئی شخص عورتوں کی طرح پوشیدہ کرے گا۔ جس سے ممکن ہے کہ ہم پر اس دھوکہ دے گا کوئی مقدمہ ہو۔ مگر آخر بخت ہوگی۔ مگر یہ میرے اجتہادی معنی ہیں اور جو کچھ میں نے پہلے دیکھا اور جو میں نے اب دیکھا اس کے کوئی اور معنی ہوں لیکن ظاہری معنی یہ ہیں۔ ” وَاظْهَرُ عِلْمٍ۔ “ اس خواب میں محمود کا دیکھنا اور پھر میرا ضرور سب کا دیکھنا نیک انجام پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ محمود کا لفظ خاتمہ محمود کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ابتداء کا خاتمہ اچھا ہو گا اور اپنی نصرت سے بے نیاز و سہ روئی دیگا۔ اور آخر یہ ابتلاء نشان کی صورت میں ہو جائے گا۔ “

تذکرہ درالایضین صفحہ ۲۸۸۔ بدھ ۲۲ مارچ ۱۹۰۵ء والحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

مندرجہ بالا تحریر میں اس بشارت ”میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا منظر ہوگی گے“ میں جن وجودوں کی طوفان اشارہ ہے۔ ان میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص مقام حاصل ہے۔
اخبارِ بدہ لکھا ہے۔

”آج کے الہام میں میکسب العرب کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ عرب میں چلنا۔ شاید مقدر ہو کہ ہم عرب میں جائیں۔ مدت ہوئی کہ کوئی ۲۵-۲۶ سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے۔ تو دیکھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے۔ لیکن بعض روایات نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اہل اللہ یا کسی متبع کے ذریعہ پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر کسری کی بغیانہ ملی تھیں۔ کردہ ممالک حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوئے۔“

(تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۵۵۹ بحوالہ بدہ، ستمبر ۱۹۵۵ء، دہلی، مسک۔ ابرمیر ۱۹۵۵ء)

یہ الہام بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی میں پہلی دفعہ پورا ہوا۔

نور اللہ خان ناصر شاہ
مابق تعلیم جامعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی نظر میں حضرت صالحؑ کو عود کا مقام

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے اللہ کے بعد ظاہر ہونے والے عظیم الشان وجودوں کی خبریں عطا فرماتا ہے۔ جنہیں مامورین اور غلامانِ بسا اوقات واضح رنگ میں اور کبھی مصلحتاً اشارات اور کنایات میں ذکر کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کے عظیم الشان کائناتیں اور فرزند سیدنا مصلح الموعودؑ کے بارے میں جہاں انبیاء گذشتہ اور صلحاء و اولیاء اوقت نے خبریں دیں، وہاں آپ کے پہلے جانشین حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؑ نے فر فراموش سے بجا پیا تھا کہ پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق سیدنا عیسیٰؑ کا وجود بارود ہے۔ آپ کے ارشادات سے سیدنا مصلح الموعودؑ کا بلند مقام واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ ہی طاقتِ شانہ کے سند پر شمع ہونے والے وہ مبارک وجود ہیں جو کی خبری الہی تو مشفقوں اور مامور زمانہ کے کام میں پائی جاتی تھیں۔

(۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ اپنے جہدِ طاقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کی بہشتی گوئیوں کے مطابق جب گھوڑے سے گرے اور آپ کے سر پر سخت چوٹ آئی تو ایک رات آپ کو خیال پیدا ہوا۔ کہ وہ دل کی طرف جا رہا ہے۔ اس وقت آپ نے ظہرِ ذات طلب فرمائی اور ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اسے نفاذ میں بند کر دیا اور لکھا یہ بھی کچھ رقم فرمایا اور شیخ یحییٰ صاحب کو جو آپ کی خدمت میں رہتے تھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ اگر میری وفات ہو جائے تو اس پر جو کچھ لکھا ہے اسکی مطابق عمل کیا جائے۔ یہی روایت ہے کہ اس نفاذ پر لکھا تھا۔

”علیٰ اسوۃ الہی بکر۔ جس کا نام اس نفاذ میں ہے اس کی بیعت کرو۔ جب اسے کوئی کوئی لکھا گیا تو اسکی نذر نام لکھا تھا۔“

(الفضل جلد ۲ نمبر ۲۵ صفحہ ۶۔ ستمبر ۱۹۵۵ء بمطابق جولائی ۱۹۵۵ء)

مزید برآں مولوی محمد علی صاحب مرحوم ایم۔ اے کی درج ذیل عبادت سے بھی اسی واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے:-
 ”اللہ میں جو وصیت آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے لکھوائی تھی اور جو بندہ کہ ایک خاص
 معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر خدیوہ کے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد
 خلیفہ ہونے کے لئے یہاں صاحب کا نام لکھا تھا۔“
 (۲)

ایک خطبہ جمعہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے حضرت مصلح موعودؑ کی خلافت کے بارہ ہجری، ایک واضح اشارہ
 یوں سنرایا:-

”ایک نکتہ قابل یاد ستائے دیا ہوں کہ جس کی بنا پر میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا۔
 وہ یہ کہ میں نے حضرت محمد امجدیہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ کو دلچسپی اور قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا ان کے ساتھ
 مجھے بہت محبت ہے۔ ۸ برس تک انہوں نے خوف کی باتیں برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہو گئے
 تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور غرض بھلائی کے لئے یہی ہے۔“
 (بعد ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء)

(۳)

انچہ آخری بیمار کا ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے مازوں میں امامت و فیرہ کے فرائض حضرت مصلح موعودؑ کے
 سپرد کر دیئے۔
 عادیہ ازین خلیفہ جمعہ پڑھنے کا ارشاد بھی آپ کو ہوتا تھا ان دونوں دیگر اہم ذمہ داریاں پہلے سے ہی حضرت
 مصلح موعودؑ کے سپرد تھیں۔ چنانچہ

- ۱۔ آپ رسالہ تحفہ لادانی کی ادارت فرماتے تھے۔
- ۲۔ آپ مدرسہ احمدیہ کے انچارج تھے اور بعض جماعتوں کو خود تعلیم بھی دیتے تھے۔
- ۳۔ آپ جہان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منتظم بھی تھے۔
- ۴۔ روزانہ دوسرے قرآنی نمبر لکھ دیا کرتے ایک مرتبہ نماز فجر کے بعد دوسری مرتبہ نماز ظہر کے بعد۔
- ۵۔ مزید برآں بھانوں سے ملاقات، احباب جماعت کو تعلیم مسائل متفرق مضامین اور تقاریر، صدر انجمن احمدیہ کی
 صدارت، یہ سب کام حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی فرائض اور عبادت کے سلاطین آپ سرانجام دیتے تھے۔

(۴)

زندگی کے آخری ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے جب حضرت مصلح موعودؑ کو امام مقرر کیا تو بعض لوگوں نے
 اس پر اعتراض کیا۔ جناب مولوی خلیفہ جی صاحب مبلغ بخارا کی روایت ہے کہ حضرت عارفانہ دہشتی کی صاحبزادی نے
 اس میں تباہی ان ایام میں مولوی محمد علی صاحب مجھے ملے کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح کے باخلاق دوست ہیں میرا

لئے بغیر ان سے عرض کریں کہ جماعت کے بڑے بڑے جید عالم موجود ہیں ان کی موجودگی میں کیا محمود کو امام مقرر
 کرنا مناسب نہیں۔ جس پر بعض دوست اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت عارف صاحب نے بتایا کہ میں نے یہ پیغام حضرت
 خلیفہ اولؑ کی خدمت میں پہنچا دیا اور مولوی محمد علی صاحب کا نام نہیں دیا۔ اور جیسا کہ انہوں نے کہا تھا بعض عوامی رنگ
 کی بات کہ دی۔ حضرت خلیفہ اولؑ نے فرمایا:-

”ان اکرمکم عند اللہ اتقکم مجھے خود جیسا ایک بھی متقی نظر نہیں آتا۔ پھر ان خود فرمایا کہ کیا
 میں مولوی محمد علی صاحب سے تمہاری کہ وہ نماز پڑھا دیا کریں۔“

(۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؑ کے پاس میں ان الفاظ میں بشارت دی:-
 ”تمہیں برس کے بعد انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ مجدد یعنی موعود (دقت ثانیہ) ظاہر ہو گا۔“
 (حیات نور ص ۱۱۷)

دسمبر ۱۹۱۷ء میں حضرت نے عارف فرمائے اور ۱۹۱۸ء کے شروع میں گویا میں تیس سال کے بعد حضرت خلیفۃ
 المسیح الاولؑ نے موعود خلیفہ اور مصلح موعود اور پیر موعود ہونے کا بذریعہ الہی اعلان فرمایا۔ اور ہمیشہ گویا اپنی لپٹا آب و
 تاب کے ساتھ تہجد پڑھتے ہوئے۔

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کو جو ۱۹۱۸ء میں حضرت سید زین العابدین علی اللہ شہ
 صاحب کے ساتھ مصر تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے تھے۔ ایک خط بھی لکھا:-

”تمہیں دال سے کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس تاربان آؤ گے تو
 ہمارے قرائن پہلے سے ہیں انشاء اللہ پڑھاؤ ہو گا۔ اور اگر ہم نہ ہو گے تو میان محمود سے
 قرآن پڑھ لینا۔“
 (افضل نجم اپریل ۱۹۱۸ء بحوالہ حیات نور)

اس طرح آپ نے حضرت بیاض احمد مرزا بشیر احمد صاحب کو فرمایا:-

”اگر میری زندگی میں قرآن حکم نہ تھا تو بعد ازاں یہاں صاحب سے پڑھ لیتا۔“

(افضل جلد ۱ نمبر ۱۰۶)

آپ کے ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سیدنا محمود کے آئینہ حاشین ہونے پر کس قدر محکم
 تھے۔

(۷)

سیدنا حضرت محمدؐ کے مصلح موعود اور پیر موعود ہونے پر آپ کو اس قدر یقین تھا کہ اپنی وفات سے چھ ماہ
 قبل حضرت پیر منظور محمد صاحب مصنف تاجدہ پیرنا القرآن نے آپ کی خدمت میں عرض کی:-

”مجھے آج حضرت اقدس کے استنباطات کو پڑھ کر بیڑ چل گیا ہے کہ میرا وجود میان صاحب ہی میں۔
اس پر حضرت خلیفہ اول نے فرمایا میں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میان صاحب
کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔ جب پر صاحب موصوف
نے یہ الفاظ حکم تصدیق کے لئے پیش کئے تو ان پر حضرت خلیفہ اولیٰ نے فرمایا: یہ لفظ
میں نے جو آدم پر منکر محمد صاحب سے کہے ہیں۔ فوراً ہی۔ اکتبر سال ۱۳۱۰ء

(درالہ میر موجود ص ۲۴)

(۸)

حضرت خلیفہ المسیح الاولؑ کے نزدیک آئندہ خلافت ہامی رہی تھی اور آپ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کا
مطابق یہ بات جانتے تھے کہ آپ کے بعد سیدنا محمدؐ خلیفہ ہوں گے۔ اس بات کی تصریح اس واقعہ سے ہوتی ہے۔
حضرت خلیفہ المسیح الثانیؑ کا یہ بیان ہے۔ فرماتے ہیں:-

”جلسہ سالانہ سال ۱۳۱۰ء کے چند ہی دن بعد حضرت خلیفہ المسیحؑ بیمار ہو گئے۔ اور آپ کی حالت روز بروز
پڑھنے لکھنے کی بجائے بیکار ہو گئی۔ آپ تعلیم کا کام کرتے رہے۔ مولوی محمد علی صاحب قرآن شریف
کے بعض مقالات کے متعلق آپ سے سوال کرتے اور آپ جواب بکھراتے اور لوگوں کو بھی پڑھاتے
ایک دن اسی طرح پڑھا رہے تھے۔ مسند احمد کا سبق تھا آپ نے پڑھا تھا پڑھاتے فرمایا کہ
مسند احمد حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ بخانی کا درجہ رکھتی ہے مگر افسوس ہے کہ اس میں بعض
غیر معتبر روایات امام احمد بن حنبل کے ایک شاگرد اہل ان کے بیٹے کی طرف سے شائع ہو گئی ہیں۔ جو اس
باب کی نہیں ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اصل کتاب کو الگ کر لیا جاتا۔ مگر افسوس کہ یہ کام میرے وقت
میں نہیں ہوا۔ اب شاید میان کے وقت میں ہو جائے۔ اتنے میں مولوی سید سرور شاہ صاحب
آگئے۔ آپ نے ان کے سامنے یہ بات پھر دہرائی کہ ہم اسے وقت میں تو یہ کام نہ ہو سکا آپ
میان کے وقت میں اس کو پورا کریں یہ بات وفات سے دو ماہ قبل بیان فرمائی۔
(اشکوفاات، سلسلہ کی تاریخ مشہد، بحوالہ حیات قدس ص ۲۴)

(۹)

حضرت مسیح موجود علیہ السلام کا ایک مجلس محرابی میان غلام حسین صاحب کنز علامہ دلا ضلع ساہیوال
کا خلیفہ بیان ہے:-

”خاکسار کو روایات میں دکھایا گیا کہ چاند آسمان سے ٹوٹ کر حضرت ام المومنینؑ کی مجلس میں آ پڑا ہے۔
پھر دوسری روایات میں دکھایا گیا کہ حضرت خلیفہ اولؑ کے بعد میان محمود صاحب خلیفہ ہوں گے ان کی
نعت ہوگی اور ان پر وحی بھی نازل ہوگی۔ یہ دونوں غویں میں نے حکم حضرت خلیفہ اولؑ کے حضور بھیجی

آپ نے جواب میں لکھا کہ ”آپ کی خواہشیں مبالغہ ہیں۔ پھر جب میں تقابلی جلسہ سالانہ پڑ گیا تو علیحدگی میں
بندہ نے دو روز میان محمد علی مرحوم حضرت خلیفہ اولؑ سے عرض کیا۔ کہ یا حضرت! جو غویں میں نے آپ کو
تحریر کی تھیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے بعد میان محمود صاحب خلیفہ ہوں گے حضرت
خلیفہ اولؑ اور میان محمد علی صاحب مرحوم جاری پائی پڑی تھے اور میں نیچے بیٹری پر بیٹھا تھا حضور
نے جھک کر مجھ کو فرمایا: ”اے میرے دوست! میں نے تو اس کی اجازت سے مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ پھر میں نے
عرض کیا یا حضرت! کچھ کا نشان بھی نہیں ہوتا ہے کہ اس کی مخالفت ہو آپ نے فرمایا ہاں سچے
کا یہی نشان ہوتا ہے۔“
(افضل یکم ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ، بحوالہ حیات قدس ص ۲۴)

(۱۰)

حضرت خلیفہ المسیح الثانیؑ کا اپنا بیان ہے۔ کہ
”حضرت خلیفہ اولؑ کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ میں خود توں میں درس دیا کروں۔ لیکن میں
تجسس کروں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز
ہی ام المومنینؑ نے محمد کو رقم لکھا۔ اس وقت میری ان سے شادی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب مرحوم
ہمیشہ خود توں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ اب آپ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ مولوی
صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میان صاحب کے
کہہ دینا کہ وہ خود توں میں درس دیا کریں۔ اس لئے میں اپنے والد کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں
وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے اب آپ اس کو جاری رکھیں۔“

(افضل یکم ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ، بحوالہ حیات قدس ص ۲۴)

نوٹ:- یہ اصل خطاب بھی محفوظ ہے۔

(۱۱)

”ایک شخص نے حضرت خلیفہ المسیح الاولؑ سے مصافحہ کیا تو آپ نے اسے فرمایا۔ میان صاحب سے
میں مصافحہ کر لو شاید ہمارے بعد ان کے ہاتھ پر قبضہ کر لی پڑے۔“

(افضل ہم اگست ۱۳۱۲ھ، بحوالہ تاریخ احیاء ص ۲۴)

مندرجہ بالا واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ اولؑ نے خود ہی علم کی بنا پر یقین رکھتے تھے کہ آپ کے بعد
کون سے والا امام اور خلیفہ سیدنا محمود ہوں گے۔

(۱۲)

حضرت خلیفہ اولؑ کی تحریریں سیدنا المصطفیٰ محمدؐ کی کس قدر عظمت اور قدر و منزلت تھی اور آپ کی مقدس
شخصیت سے کتنے متاثر تھے۔ آپ کے مندرجہ ذیل ارشادات سے مترشح ہوتا ہے۔

(۹) حضرت سید محمد علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ سیدنا حضرت محمدؐ کی نیکی تقویٰ کے پیش نظر کو پیش فرماتے رہے کہ آپ کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے کہ آپ منافق کے بارگاہ کو سنبھال سکیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:-

"میں نے اسی فکر میں کئی دھڑکے اسیے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی اسی لئے میں کو شش کر رہا کہ میان محمدؐ کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقداب میں میں آدمی ہو رہا ہوں۔ اقل میں محمدؐ اور احد وہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قربت کے لحاظ سے میرا صاحب صاحب ہے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خاں صاحب ہیں۔"

(دہر ۲ جون ۱۹۷۷ء بحوالہ حیات نور ص ۲۷۷)

پھر آپ نے ہر مہینے کو بیت کے بعد پہلی تقریریں فرمائی:-

"میں چاہتا تھا کہ حضرت کا صاحبزادہ میان محمد احمد جانشین بن جائے اور اسی واسطے میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔"

(دہر ۲ جون ۱۹۷۷ء ص ۲۷۷)

حضرت خلیفہ اولؒ کو حضرت خلیفہ ثانیؒ سے بے پناہ آتش تھا جب حضرت صاحبزادہ صاحب آپ کی مجلس میں جاتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور اپنی مسند پر آپ کو بٹھاتے۔ کبھی کبھی اچھی کتابیں منگو کر دیتے بعض اوقات فرماتے:-

"میان! جب قرآن کریم کا سبق پڑھتے ہیں تو بیت سی آیات مجھے مل جاتا ہے اور میں بائیسوں کو یہ پہنچ جاتا ہوں میرا دامن بھی دال تک نہیں پہنچتا۔"

(تاریخ احادیث جلد ہفتم ص ۲۹۹ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۲۷۷)

سیدنا حضرت خلیفہ ثانیؒ کا بیٹا ہے کہ حضرت خلیفہ اولؒ کے پاس جو کچھ میرے ساتھ حاضر و مستقر علی صاحب بھی پڑھا کرتے تھے اندوہ اکثر حالات بھی کیا کرتے تھے مجھے بھی شوق پیدا ہوتا تو میں نے بھی سوالات شروع کر دیے۔ ایک دو روز تو آپ نے برو اشتہ کیا تیسرے روز فرماتے گئے:-

"میان! دعا کا صاحب تو مولوی ہیں وہ سوال کرتے ہیں تو میں جواب بھی دے دیتا لیکن تمہارے سوالات کا میں جواب نہیں دے گا مجھے جو کچھ آتا ہے تمہیں بتا دیتا ہوں اور جو نہیں آتا وہ بتا نہیں سکتا۔ تم بھی خدا کے بندے ہو۔ میں بھی خدا کا بندہ ہوں۔ تم بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہو اور میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہوں۔ اس پر اعتراضات کا جواب دیتا ہوں میری کام نہیں تمہارا بھی فرض ہے کہ تم میرے اور حضرت صاحب کے جوابات دے کر مجھ سے مت پوچھا کرو۔"

(حیات نور ص ۲۷۷)

جب حضرت سید محمد علیہ السلام کے وصال کے بعد مختلف دوستوں نے اعتراضات کے جوابات لکھے تو سیدنا حضرت محمدؐ نے ایک مضمون "مصدقوں کی روشنی کو کون دُر کر سکتا ہے" تحریر فرمایا۔ یہ مضمون پڑھ کر آپ نے مولوی محمد صاحب کو لکھا:-

"مولوی صاحب! سید محمدؐ کی وفات پر مخالفین نے جو اعتراض کئے ہیں ان کے جواب میں تم نے بھی لکھا ہے اور میں نے بھی مگر میان ہم دونوں سے بڑھ گیا ہے۔ پھر یہی کتاب (یعنی "مصدقوں کی روشنی کو کون دُر کر سکتا ہے") حضرت مولوی صاحب نے بذریعہ مدرسہ مولوی محمد حسین بنالہ کو بھیجی۔ وہ کیوں؟ محمد حسین نے کہا تھا کہ مرزا صاحب کی اولاد ابھی نہیں ہے اس لئے ان کتاب بھیج کر حضرت مولوی صاحب نے ان کو کھوایا کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد ہی سے ایک نئے تو یہ کتاب لکھی ہے جو میں تمہاری طرف بھیجتا ہوں۔ تمہاری اولاد میرے کسی نئے کوئی کتاب لکھی ہو تو مجھے بھیج دو۔"

(حیات نور ص ۲۷۷)

(ب) سیدنا محمدؐ کی نیکی اور تقویٰ کی تھا کہ ایک مرتبہ جب آپ بیاد ہوئے تو حضرت میں صاحب سے فرمایا کہ:-

"میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرو۔ چنانچہ آپ نے دعا کی۔"

(مفضل مارچ ۱۹۷۷ء ص ۲۷۷)

(ج) سیدنا حضرت محمدؐ کی کامل فرمانبرداری اور فدائیت کے بارہ میں امدیہ بڑے کسی کی تاریخی تقریریں آپ نے فرمائی:-

"اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت میں کس کا ہے۔ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے دوسرے آقا محمد حسن کا بیٹا ہے۔"

(حیات نور ص ۲۷۷)

پھر فرماتے ہیں:-

"مرزا صاحب کی اولاد علی سے میری ندرتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمد محمود بشیر شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علی خان کرنا ہے تم میں سے ایک بھی کرنا نہیں آتا۔ میں کسی کا ذی نہیں کہتا بلکہ میں ایک اموات کا اعلان کرتا ہوں۔ ریحان نور ص ۲۷۷

اس کے بعد فرمایا:-

"میان! محمد بالغ ہے اس کے چچا کو میرا بھائی بننا ہے۔ ان ایک مرتبہ کہہ سکتا ہے کہ چچا فریاد نہیں۔ مگر میں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا چچا بننا چاہتا ہے۔ اسی فرمانبرداری کی ایک بھی نہیں۔"

(حیات نور ص ۲۷۷)

(د) عظیم مولوی نور حسین صاحب مجاہد بنار کا بیان ہے کہ:-

"حضرت خلیفہ اولؒ کی مجلس میں جب میں حضرت صاحبزادہ میان محمدؐ صاحب تشریف لائے تو حضور ان کے لئے آدھا ٹوکڑی تھی کر دیتے۔ اور اس پر بیٹھنے کا اور دعا فرماتے۔"

(حیات نور ص ۲۷۷)

(۱) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مبارک اور مبشر اولاد سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ آپ کے اس فرمودہ سے ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے فرزند میاں عبدالحی صاحب کو اپنی وفات سے قبل یہ نصیحت فرمائی۔
 "لا اله الا الله محمد رسول الله پر میرا ایمان ہے اور اس پر مرنے والوں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب کو میں اچھا سمجھتا ہوں۔ حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود اور خدا کا برگزیدہ انسان سمجھتا ہوں۔ مجھے ان سے اتنی محبت تھی کہ جتنی میں نے ان کی اولاد سے کی۔
 تم سے نہیں کی۔" (حیات نور ص ۹۵)

(۲) میں محرم شوق محمد صاحب آف انڈیا کا بیان ہے کہ۔
 حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ حضرت میاں صاحب کے لئے اکثر یہ دعا کرتے تھے کہ "اے مولانا اے میرے قادر مطلق مولا! اسی کو زمانہ کا امام بنا دے۔ بعض اوقات فرماتے "اس کو سامنے بھان کا امام بنا دے۔" مجھ کو صدمہ کہ یہ فقرہ اس لئے سمجھتا کہ آپ کسی اور کے لئے ایسی دعا نہیں کرتے۔ ہون ان کے لئے کرتے ہیں۔ چونکہ طبیعت میں شوق تھی اس لئے میں نے ایک دفعہ کہہ دیا کہ آپ میاں صاحب کے لئے اس قدر عظیم الشان دعا کرتے ہیں کسی اور کے لئے اس قسم کی دعا کیوں نہیں کرتے۔ اس پر صدمہ نہ فرمایا۔ اس نے تو امام ضرور بننا ہے۔ میں تو صرف معمولی ثواب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ورنہ اس میں میری دعا کی ضرورت نہیں۔" (حیات نور ص ۹۵)

مذکورہ بالا واقعات اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولیٰ کے ارشادات سے پوری طرح واضح اور عیاں ہے کہ سیدنا حضرت محمد و جی رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک اور مقدس وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق اور قدرتِ خانیہ کا چرچہ ہے حضرت خلیفۃ الاولیٰ کی روحانی بعیرت اور علم لدنی بہت پہلے ہی بجا بن گیا تھا۔ کہ یہی وہ مظهر مقدس وجود ہو گا جو ان کے بعد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے من کی تمجید اور خیر اسلام کا عظیم الشان فریضہ سر انجام دے گا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولیٰ رضی اللہ عنہ

خدمت میں سیدنا المصلح الموعود کے خطوط

- (۱) سیدنا المصلح الموعود کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولیٰ کے خطوط کتابت آپ سے گہرا تعلق ثابت کرتی ہے۔ چند ایک خطوط بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔
- (۲) یہ خطوط سیدنا ام حنین حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاولیٰ فی السجود کے پاس محفوظ ہیں۔ ہم ان کی عنایت کے لئے منقول ہیں۔

(۱۹۱۱ء)

(۱)

سیدی۔ السلام علیکم۔

حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ تقریباً بندوق بست صبح پورڈنگ میں یا مسجد نور میں جو۔ اگر حضور نے جگہ کی وجہ سے فرمایا ہے تو پھر تیرے پیکر کے وقت اکٹھے ہو کر بیٹھنے میں بڑی مسجد میں جگہ ہو جائے گی صحن میں بیٹھنے کا انتظام ہونا مشکل ہے کیونکہ بیان چٹائیاں اس وقت نہیں مل سکتیں اور مسجد نور میں جانے سے حضور کو شاید تکلیف ہو اس لئے اگر کوئی اور مصیبت نہ ہو تو بڑی مسجد میں ہی جلسہ ہو جائے گا اس صحن میں تو کھدائی بھی ہوئی ہے اور باہر زمیں کے لئے چٹائیاں مل جائیں گی۔

محمد و احمد

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولیٰ نے تحریر فرمایا:-

"مسجد میں ہو مگر جانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ نیز مجھے شاید نماز پڑھ کر جانا پڑے۔ کیونکہ نماز میں اٹھنا بیٹھنا آج کل دشوار ہے اور کہہ دیا تھا کہ سیکرٹریز اور علماء قریب ہوں ایسا انتظام ضروری ہے۔"

نور الدین

(۲)

نوٹ:۔ گوہر سے ایک دوست محمد رشید رضا صاحب لے، ایس، ایم کا خط سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی خدمت میں پہنچا جس میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مفتی صاحب اور دیگر اعلیٰ عین ملین جا رہے ہیں۔ حضرت انہیں علم فرمادیں کہ ملتان جاتے ہوئے راستہ ساٹھ گوہر میں تشریف لائیں ایک دوروز کے لئے قیام فرمادیں تاکہ ایک جلسہ عام منعقد کیا جاسکے۔ یا پھر واپسی پر حضور ارشاد فرمادیں کہ وہ گوہر بھی تشریف لادیں۔ اور اس کی تاریخ کی اطلاع بھی دی جادے تاکہ انتخابات کئے جاسکیں۔

اس خط پر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے تحریر فرمایا:۔

”سیدی! اسلام علیکم۔ جماعت گوہر چاہتی ہے کہ ملتان جاتے ہوئے مدد دینی ملے جو بھریں صنف جس طرح ارشاد فرمائی انہیں جواب دیا جائے۔“

مرزا محمود احمد

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے اس پر تحریر فرمایا:۔

”عزیز کرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

آپ کا زیادہ باہر رہنا مجھے ناگوار ہے۔ گوہر الہ میں زیادہ دن کی دیری سنے مجھے تکلیف دی و علم ملا تعلیم۔ حرج نہیں اگر گوہر میں بیٹھو۔ مگر باہر زیادہ نہ رہنا چاہیے۔

نور الدین

(۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خلیفۃ اللہ

و السلام علیکم۔ حمد الحکیم کا مضمون تو آپ پر چھپ چکا ہے اب باقی مضمون جس میں شاد اللہ کے مقررہ مضمون کا جواب ملے گا وہی پیش کرتی اور میرے اور محمد حسین کے ایمان لانے کا چھٹکوتوں کے بارے میں مقررہ مضمون کا جواب ہے اور سال خدمت ہے۔ چونکہ اس کو رسالہ کی صورت میں شائع کر لیا اور وہ ہے حضور کا اور مولیٰ محمد علی صاحب کا مضمون اس بارہ میں شائع ہونے کو ہے اس لئے اس کے ایک حصہ کو میں نے مضمون کر دیا ہے مجمع وحدیت کے قریب پڑھو۔ مضمون میں آئے گا۔ اس پر چھو کر مناسب لکھوں میں اس طرح فرمادیں تاکہ شائع کیا جاسکے۔ والسلام

نور کسار مرزا محمود احمد

سید حبیب شاد کا خط بھی ارسال ہے۔

آپ نے اس مضمون کا ہیڈنگ ”محمود احمد کی سیج کے دشمنوں کا مقابلہ“ رکھا تھا۔ اب اس رسالہ کا نام بھی تجویز فرمادیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ رضی اللہ عنہ نے اس پر نام تجویز فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

”صدا قوں کی روشنی کو کون دُور کر سکتا ہے۔“

اس خط کے لفظ پر خلیفۃ اللہ لکھا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ رضی اللہ عنہ نے جواب بھجواتے ہوئے برادر عزیز کے الفاظ تحریر فرمائے اور عبارت اس طرح بنی۔

”برادر عزیز حضرت خلیفۃ اللہ

یہ انداز تحریر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی شفقت پر نال ہے۔“

۴۰

واقعہ کان پور کے بارے میں پیغام صلح کے مضمون پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے سب ذیل خط تحریر فرمایا۔

سیدی! اسلام علیکم۔ پیغام صلح کا نشانہ کہ وہ حصہ سمجھتا ہوں۔ پیغام صلح کے گرد ہونے پہلے بارہ ان معانی کو چھپ رہے جو ہم میں مختلف ہیں۔ لیکن آج تک میں نے ان کے ان معانی کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ کانپور کے بھڑکے متعلق بھی دیگر اخباروں کی ذکر کیا ہے۔ پیغام صلح کا اشارہ تک نہیں کیا۔ انہوں نے مسئلہ چھپو اور بارہ حصہ کی تحریریں لکھ کر ہونے کے مسئلہ کو طویل دیا اس کے رد میں باعث ہو سکتے ہیں یا یہ کہ میں نے تجوٹ لیا کہ حصہ کی اجازت یا یہ کہ حصہ لکھا نہیں کچھ نہیں درمیان میں کہتے کہ اس حصہ اور بعض مختلف مسئلہ کو انہوں نے اخبار میں چھپو ایک میں ایک

۱۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے مرزا یعقوب بیگ صاحب سے بھی وصایت چاہی تھی جو سب ذیل ہے:۔

”جب مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم۔ کیا آپ ہر بانی فرما کر اس بات کا جواب دے سکتے ہیں آپ کے اخبار پیغام صلح میں مقررہ مضمون تو قرآن و احادیث کے خلاف ہے جو ان کے مضمون کے خلاف ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ بعض احمدیوں کی قرآن و احادیث پر عمل چھوڑ دیا ہے اور دوسروں کی سختی کرتے ہیں۔ اور اس کی مثال میں پیش کیا ہے کہ بعض اخبارات نے ایسا کیا ہے اور وہ اخبارات قادیان کے ہیں۔ الحکم تہ ہے۔ بد نے ایسا کوئی مضمون لکھا ہی نہیں دھواں یا پالی کا ہی نہیں ایک الفضل لکھا کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسا اخبار ہے جس کے متعلق آپ کے اخبار پر نوٹ شائع ہوئے۔ وہ کونسا اخبار ہے کیا آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں یا پیغام صلح سے پوچھ جائے۔ خاکسار مرزا محمود احمد۔“

مرزا یعقوب بیگ صاحب کا جواب:۔

”حضرت صاحبزادہ صاحب لکھ لکھ اللہ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ مجھے اس کا علم نہیں کہ کوئی خاص اخبار ہے۔ آپ اگر پیغام صلح سے دریافت فرمادیں۔ والسلام خاکسار مرزا یعقوب بیگ۔“

خاموش یا مکتوب تازہ پر جو میری انہوں نے اپنے باطنی نصیب کا بھی طرح انہماک دیا ہے۔ اس وقت قادیان کے تین اخبار نکلتے ہیں، الحکم شائع نہیں ہوا۔ بدترنے کچھ نکھانے، افضل میں زمیندار کے مضمون پر نوٹس دیا گیا، صحت کو دکھا کر ایک دفعہ نہیں دو دفعہ دکھا کر پھر باوجود اس کے کہ خط لکھی تحریریں سے باز آتے نشان کردہ نوٹ شائع کیا ہے۔

”ہم احمدی لوگ دوسروں کو تو الزام دیتے ہیں کہ وہ قرآن پر عمل نہیں کرتے لیکن اگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور غور کریں تو پائیں گے کہ ہم خود جو حق قرآن پر چلنے کا ہے ادا نہیں کر رہے۔ اور تنسوں، انفسکھ کارنگ ہماری تحریریں نہ تقریریں میں پایا جاتا ہے۔

ہمارے بعض اخبارات نے اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی اختیار کی ہے۔ وہ دارالامان میں امن سے رہتے ہیں ان تک وہ گالیاں پہنچیں یا نہ پہنچیں لیکن بیرون جات کے لوگوں کو اس کی وجہ سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس لئے بڑے ادب سے ہم اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں العاقس کرتے ہیں کہ اس حکم الہی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان حرکات سے باز آجائیں۔

الف بین تلو بکم بھی اسلام کا ایک معجزہ ہے جس کو آج کل زبردست محلوں سے اللہ تعالیٰ پورا کر رہا ہے۔ پس الہی ارادہ کی مدد کو تا الہی رحمتوں سے فیضیاب ہو۔

ان مسلمانوں میں تالیف قلب جو خدا کے مامورین کے منکر ہیں۔
اب میں حضور سے چاہتا ہوں کہ یا تو تسبیح لکریں یا مجھے اجازت دیں کہ اس پر اخبار میں جواب دوں۔
آخر یہ بغض و حسد کے کہنے کب تک چلے جائیں گے۔
محمود احمد۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح عادل مٹل نے تحریر فرمایا:-

”سوال کھلی کر کرو۔ احمدی لوگ دوسرے مسلمانوں کو الزام دیتے ہیں کہ وہ احمدی ہیں یا مسلمان ہیں یہ فرقہ خالی جواب ہے اس کے جواب پر جو باطلی صاف ہو اور ہوگا۔ ہم پیغام صلح کو کھولی کر بتا دیں گے کہ وہ کون ہیں۔ اُمید ہے ہمیں پیغام صلح میں جواب ملے گا۔ اسی سوال سے عہدہ تیز کا موقع ملے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ معید ہوگا۔“

۵۵:-

”سیدی السلام علیکم

حضور نے جو خط اقدس دکانپور کے متعلق مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لکھا تھا زمیندار نے نقل کیا ہے اور گو عبارت نرم رکھی ہے مگر ایک سخت شرارت ہوئی ہے کہ لکھتا ہے یہ فتویٰ مولوی عبدالمبارکی صاحب رحمہ اللہ کے فتویٰ سے ملتا ہے۔ علامہ مولوی عبدالمبارکی کی تقریر کو ایک اخبار میں بیان کرتا ہے:-

”مولانا عبدالمبارکی صاحب نے گرفت کی کاروائی پر سخت نکتہ چینی کے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ مذہبی معاملات میں اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کریں۔“

پھر اس سخت غلامی پھیلنے کا اندیشہ ہے اس لئے میں نے اس کا جواب لکھا ہے۔ آپ پڑھیں اگر اجازت ہو تو چھاپ دیا جائے۔
محمود احمد۔

اس خط پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح عادل مٹل نے تحریر فرمایا:-
”خوب ہے افضل میں درج کر دیں۔“

نور الدینی۔

۶۶:-

”بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم۔ اصل مضمون عبدالحکیم کے متعلق تو ختم ہے کچھ مختصر اسناد ہو گا۔ شاعر اللہ کے متعلق وہ پور دکھاؤں گا۔ آپ دیکھ لیں تو لکھنا شروع کر دیا جائے۔ والسلام
مضمون لکھنے سے پہلے ہی میرا ارادہ تھا کہ آپ کی نظر سے گزر جائے مگر اس کے بعد مضمون تھا خیال کیا کہ آپ کے وقت میں ہرج نہ ہو اب آپ کے ارشاد کے مطابق ارسال کرتا ہوں۔ انجمن تشیخ الاسلام کا ارادہ ہے کہ اس کو رسالہ میں عہدہ چھپو کہ اور ساتھ الامتیت لگا کر رسالہ سے الگ بھی شائع کیا جائے اور خالصین میں صفت بھی تقسیم ہر ایک کے جو حضور کا ارشاد ہو۔ والسلام
خاکسار مرزا محمود احمد۔

اس خط پر حضور نے تحریر فرمایا:-

”السلام علیکم درجۃ اللہ۔ مجھے بہت پسند ہے اگر عہدہ طرہ پر طبع ہو۔ نور الدینی۔“

۶۷:-

”سیدی السلام علیکم

ایک کارڈ اور ایک لٹاؤ بھیجتا ہوں۔ حضور اسے پڑھ کر واپس فرمائی شیخ صاحب کا خیال ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو یہ خط بھیج دے جائیں اور اسے مل کر یہ بھی درخواست کی جائے کہ وہ گورنر اور ایس کے ہر کے افسروں کو خاص طور پر اطلاع دیں کہ وہ احمدیوں کی طرف خاص توجہ رکھیں ایسا نہ ہو کہ ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔

محمود احمد۔

و اس پر خلیفہ المسیح الاولؑ نے تحریر فرمایا :-

"بہت ہی بہتر ہے۔
نور الدین"

۸۰:

نوٹ :- سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانیؑ نے اپنا ایک دو یا دو ہی سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الاولؑ

کی خدمت میں تحریر کیا تھا جو درج ذیل ہے :-

سیدنا دامادنا -

السلام علیکم۔ آج میں نے ایک خواب دیکھا ہے و اللہ اعلم کیا مطلب ہے۔

میں نے دیکھا کہ میں رو رہا ہوں اور گرم گرم آنسو جلدی جلدی میری آنکھوں سے گزر رہے ہیں۔
اسنے میں لیٹ گیا ہوں۔ میرے سر کے نیچے تکیہ ہے چت لیٹا ہوا ہوں اسنے میں ایک شخص آیا کہ میں تم کو انسان
کی ترقیات کے مدارج بتاتا ہوں اس نے مجھ کو بتایا کہ انسان کی ترقی کے سات درجہ ہیں اور ہر ایک درجہ کا
وہ مجھے نام بتاتا جاتا ہے اور بتاتا ہے کہ اول یہ درجہ ہے۔ پھر جب انسان اس درجہ کو حاصل کر لیتا ہے
تو پھر فلاں درجہ میں۔ اسی طرح اسی نے سب درجہ مجھے بتائے ہیں۔ اور پھر یہ بھی بتایا ہے کہ جب انسان فلاں
درجہ حاصل کر چکا ہے تو شیطان کے اس قسم کے حلوں سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے اور پھر شیطان فلاں فلاں طریق
سے اس پر حملہ کرتا ہے اور جب الگ درجہ حاصل کر لیتا ہے تو ان حلوں سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور اسنے رنگ کے
حلے اس پر شروع ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک درجہ کی ترقی پر شیطان بعض حلوں سے روک دیا جاتا ہے۔ پھر اس
نے بتایا کہ شیطان پاؤں کی طرف سے چڑھنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ سینہ پر چڑھ جاتا ہے اور جب اس درجہ
کو حاصل کرے تو پھر اسے نکال دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ تو شیطان ایک بچہ کی شکل میں جس کا قد بڑی کے برابر
ہے اسکی میرے پاؤں پر سے چڑھا کر اور پیٹ تک لا کر اتار دیا ہے اور کہا ہے کہ یوں یہ حملہ کرتا ہے۔ اور
یوں اسے نکال دیتے ہیں۔ وہ سب درجہ اور شیطان کے حلوں کے طریق تو مجھے یاد نہیں رہے ایک درجہ
کا نام یاد رہ گیا ہے کہ "سمر الامراء" ہے۔ میں ہر ایک درجہ کی کیفیت سن کر کہتا جاتا ہوں اور بتاتا ہوں۔ اسنے
میں آنکھ کھلی گئی۔

خاکسار

محمود احمد

میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۸ مئی ۱۹۲۲ء۔ دربارہ مصلح موعود

برہنہ فاضلہ کی قیادت کے بعد فرمایا :-

"آج میں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں۔ جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر
گراں گزرتا ہے۔ لیکن چونکہ بعض نبوتیں اور الٰہی تقدیریں اس بات کے بیان کرنے کے ساتھ وابستہ ہیں اسلئے
میں اسکی بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے رک بھی نہیں سکتا۔

جو نبی کے پہلے ہفتہ میں غالباً بدھ اور جبرائیل کی ادنیٰ سی بات کو دیکھنے نے غالباً کا لفظ اسنے
استعمال کیا ہے کہ نبی اعجاز سے یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ بدھ اور جبرائیل کی اور سیاتی رات حق تعالیٰ نے ایک
عجیب رویہ دیکھا اسنے جیسا کہ بار بار بیان کیا ہے غیر موعود کا اپنے کسی رویہ کو بیان کرنا ضروری
نہیں ہوتا۔ اور میں خود تو اسنے پچھلے ایام کے جولوہ کے مطلق اہل تبارک تعالیٰ نے یعنی اہم شہر میں مجھ پر
بہت کم ہی اپنی رزیا بتایا کرتا ہوں۔ بلکہ دائرہ بہتر جاتا ہے یہ حق درست ہے یا نہیں میں اپنے رویہ
کشف اور ہدایات کھنسا جی نہیں۔ اور اس طرح وہ خود بھی کچھ عرصہ کے بعد میری تقویٰ سے ابھل جاتا ہے

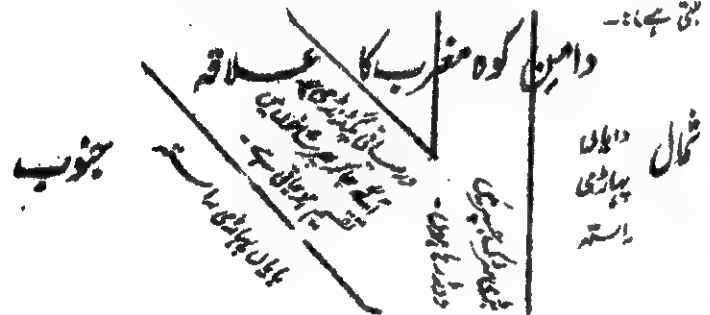
جی۔ چنانچہ اہم لاد میں مجھ پر جبرائیل نے ایک اس کے سلسلہ میں میرا ایک میں کچھ سال
کا پرانا مذہب یاد کرایا۔ پہلے قودہ میرے ذہن میں ہی نہ آیا۔ مگر بعد میں جب انہوں نے اس کی میں تفسیر
بیان میں تو اس وقت مجھے یاد آگیا۔ تو میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں رزیا و کشف بیان کد میں
کچھ اس مذہب کا تعلق یعنی اہم اقد سے ہے۔ نہ صرف دینے اور سے بلکہ میری ذات کے مطلق رکتے
میں۔ بلکہ اپنے امور سے میں جو معنی سابق انبیاء کی ذات اور ان کی پیشگوئیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

اور نہ صرف وہ معنی سابق انبیاء کی ذات اللہ ان کی پیشگوئی سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ آئندہ رزیا
ہوئے ان کی ذات کے اہم حالات سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے میں خود کہہ کر اس مذہب کا اعتراف کرتا ہوں۔

میرے نے اسکی اعلان سے پہلے خدا تعالیٰ سے اس کا دعویٰ کیا ہے اور اسکا اعتراف بھی کیا ہے تاکہ
اس کا دعویٰ مجھ سے کوئی بات خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کے خلاف نہ ہو۔ وہ رویہ میرا تھا کہ
میں نے دیکھا میں ایک مقام پر ہوا جہاں تک میں ہے۔ وہاں کچھ عرصہ تک میں ہوا ہوا وہ گزشتہ

ہیں یا نہ خیر ہیں۔ ہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جو
کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا تو نہیں مجھے ان سے تعلق ہے۔ ان
ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہر من فوج نے جو اس فوج سے کہ جسکے
پاس میں ہوں ہر سر پہلا ہے۔ یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اسکی اس مقام پر حملہ کر دیا ہے
اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی
یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اس کا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ ہر حال وہاں جو فوج
تھی اس کو ہر منوں سے دہنا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹا تو
ہر من اس عمارت میں داخل ہو گئے جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر ہونا
درست نہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے
اس وقت میں بڑبڑا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں میرے ساتھ کچھ
دوڑ لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو
روایا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی قدرت سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑ رہا ہوں
اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے۔ گریلوں میل ایک آن میں میں نے
کوڑھاتا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی۔ مگر پھر بھی وہ
مجھ سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور میرے پیچھے ہی ہر من فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے
لئے دوڑتے آ رہے ہیں۔ مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہو گا کہ مجھے روایا میں یوں معلوم ہوا کہ
کہ ہر من سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ
فرین میرے پاؤں کے نیچے سمیٹتی چلی جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقے میں پہنچا ہوں جہاں
کوہ بکھڑے کا سختی ہے۔ ان میں وقت ہر من فوج نے حملہ کیا ہے۔ روایا میں مجھے یاد آتا ہے
کہ کسی سابقہ نبی کی کوئی پیشگوئی ہے۔ اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی۔ اور تمام نقشہ
بھی بتایا گیا تھا۔ کہ جب وہ موجود اس مقام سے دوڑے گا تو اس میں اس طرح دوڑے گا۔ اور خیر خواہ
جگہ جاسے گا۔ چنانچہ روایا میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی ہی اس امر کا جو ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کرنا
اور اس رستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم غیرت ہوں گے۔ اور دشمن مجھے
گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب یہاں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کی گئی تھی
نظر آتی ہیں۔ جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ ہر من بڑبڑاؤں کے باعث
دوڑتا چلا جاتا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس کس رستہ پر جانا چاہیے اور کس

دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں۔ کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے۔ اور میرا کس راستہ سے
جاننا تھا کہ پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو۔ میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کروں جس کا پیشگوئی
میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سڑک کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت
میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ نا معلوم پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے۔ اس
سڑک پر نہیں۔ دوسرا سڑک پر جائیں۔ اور میں اس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ
کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آواز دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور
میں سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا۔ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس پھر میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ
مجھے بلاتا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اس لئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے
کی طرف واپس ہوا ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔ اور اس زبردست طاقت
نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک گڑبڑی پر چڑھا دیا۔ میرا ساتھی بھی مجھے آواز دے رہا
چلا جاتا ہے۔ کہ اس طرف نہیں۔ اس طرف۔ اس طرف نہیں۔ اس طرف۔ مگر میں اپنے آپ کو بالکل
بے بس پاتا ہوں۔ اور درمیان کی گڑبڑی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ اس جگہ کی شکل روایا کے مطابق اس طرح
تھی ہے۔۔۔



مشق

بہت ہی تھکی ہوئی تھی۔ تو مجھے وہ نشانے نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا
ہوں۔ میں اسی راستہ پر آگیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت روایا میں میں اس کی
کہ تو مجھ میں کرتا ہوں۔ کہ میں درمیان کی گڑبڑی پر چڑھا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ سو وقت
میں اس جگہ تکھی تھا مجھے خیال آیا کہ وہاں اور یا ان راستہ جو روایا میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں بائیں
رستہ سے مراد خاص دیو کی کوششیں اور تدبیریں ہیں۔ اور دائیں رستہ سے مراد خاص عینی طریق
اور اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیان میں
ہو جائے گی۔ اس میں کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ عبادتیں اور تقدیریں ہوں گی۔ اور ہر

میرے ذہن میں آیا کہ جو قرآن شریف نے امت کو اُمتہ و منھا قرار دیا ہے اس وسیلہ راستہ پر چلنے کے لیے بھی مہینے ہیں کہ یہ اُمت اسلام کا لکھنؤ ہوگی اور چھوٹی چھوٹی لکھنؤ کی یہ تعبیر ہے کہ راستہ کو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔ غرض میں اُس راستہ پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یقین معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دُور کہ نہ اُس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اُس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی مکرور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں دُور نہ چلا جاتا ہوں اور نہ میرے پیروں کے نیچے سمیٹتی جا رہی ہے۔ اُس وقت میں کہتا ہوں کہ اسی واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اُن میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس راستہ کے بعد پانی آئے گا۔ اور اس پانی کو موردِ کربا بہت مشکل ہوگا۔ اُن وقت میں رستے پر چلنا تو چلا جاتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے یہ کہا۔ وہ پانی کہاں ہے۔ تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں وہ ایسی لمبی ہیں جیسے ساب ہوتے ہیں۔ اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک جھنگولی کے ہوتے ہیں۔ وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اڑدھالی پتھر ہوتی ہے۔ اور رنگ ایسا ہے جیسے بے کے گھونسلے سے سفیدی۔ زردی اور خالی رنگ کا ہو۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔ اور اُن کے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو ان کو پلادے ہیں۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ یہ بہت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں ہیں پر یہ لوگ سوار ہیں اُن کے بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بول کو نکالتے ہیں۔ اور اب بھی یہ لوگ اپنے بول کو نکالتے کی غرض سے مقررہ کلمات کی طرف لے جا رہے ہیں جب مجھے اور کوئی چیز پار سے جانے کے لئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بُت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بول کے پجاری زور زور سے بڑھتا ہے۔ عقائد کا اعتبار منبروں اور کیتوں وغیرہ کے ذریعہ سے کرتے تھے۔ اسی پر میں نے دل میں کہا کہ اسی وقت خاموش رہنا غیرت کے ثبوت ہے اور پڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت اُن لوگوں کو دینی شروع کی۔ اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریباً پچیس برس پہلے میں نے معلوم ہوا کہ میری زبان اُردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بولنے لگا ہوں۔ اور پڑے زور سے تقریر کرتا ہوں۔ روایات میں رہی مجھے خیال آتا ہے کہ لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے مگر میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح اُن کے سامنے عربی میں تقریر کرتا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے پڑے زور سے اُن کو کہتا ہوں۔ کہ تبار سے

یہ بُت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے۔ اور خدا نے واسطی کھوت دنیا میں قائم کی جانے لگی۔ ابھی یہ تقریر کر رہی تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کھوتِ نہایت والا میری سوار چلا یا اُس کے ساتھ کچھ بُت لاکھلا بُت پرستی میں جو کمری باقیوں پر ملانے آیا ہے۔ اور مقرر ہو گیا ہے۔ اُس کے بعد اُن پر پڑنا شروع ہوا اللہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا۔ مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں ہم جھیل پار کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ تو میں اُن کو حکم دیتا ہوں کہ ان بول کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔ پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ مڑھ ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی مڑھ تو نہیں ہوئے مگر دھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں بول کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں اور میں خواب میں خیال ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے ماٹے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پر کہ ان کو پانی میں غرق دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تسلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے مگر باقی قوم جو سائل پرستی ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اس سلسلے میں نے ان کو تسلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تسلیغ میں اُن کو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تسلیغ کرتا ہوں تاکہ باقی لوگ بھی اسلام لائیں تو کہہ میری حالت میں توحید پیدا ہوتا ہے اور مجھے یقین معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی مدد پر میری زبان پر قلم جاری کی جا رہی ہے۔ جیسے شطہ الہامی تھا۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان پر اُٹھنے کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے ہوئے میں پڑے زور سے ایک شخص کو روٹا ہوا سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غافلِ کائنات میں نے اسے کہا۔ کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لائے والا یا پہلے ایمان لائے والوں میں سے ہوا اور اُن کے بعد میری زبان سے ہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے والوں میں سے ہے۔ اور میں نے اس کا اسم بھی نام عبد الشکور رکھا ہے۔ میں اُس کو مخاطب کرتے ہوئے پڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے میں اب آگے آؤں گا۔ اس لئے اسے عبد الشکور چھوڑ کر اس قوم میں توحید قائم کرے اور شرک کو مٹا دے۔ اور تیرا فریق ہو گا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید قائم کرے اور شرک کو مٹا دے۔ اور تیرا فریق ہو گا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آ کر کچھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تجھے میں سننے میں غرض کی سزا میں جی کے لئے مقرر کیا ہے۔ لیکن تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری ہو تو ہے اور میں اس تعلیم کے ہم امیر کی طرف آئے تو یہ داتا ہوں وہ کہتا ہوں کہ میرا

فری ہوگا۔ کہ ان لوگوں کو کھانے کا ایک حصہ ہے اور محمد اسکی بندہ۔ اسکی رسول ہیں۔ اور اگر پڑھتا ہوں اور اس کے کھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس بات کی طرف ہدایت کی تھیں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں جو خود ابھائی ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری زبان سے بولنے کا تو فیض عطا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں۔ اَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ۔ اسکی بعد میں اُن کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں چنانچہ اُس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے۔ اَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ وَخَلِيفَتُهُ۔ اور میں ہی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اُس کا خلیفہ ہوں۔ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر رحمت کی یہ حالت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جانی ہوگا اور اُس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اُس وقت مقام میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ کہ اسکی آگے جو الفاظ ہیں کہ خَلِيفَتُهُ میں اُس کا خلیفہ ہوں۔ وَخَلِيفَتُهُ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ اتفاق اس سبب کو دل دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابھام کو وہ حسد و حسد میں بڑھتا ہوگا۔ اسکی مطابق اللہ اسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہو رہا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اُس کا میں ہونے اور اُس کا خلیفہ ہونے کے علاوہ ایک رنگ میں میں مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ کسی کا خلیفہ ہوگا اور اسکی امتداد کرنا ہے اللہ کے لئے گا۔ وہ ایک رنگ میں اُس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر یہ تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے خیر کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں اس مندر کے کنارے پر انتظار کر رہی ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ کچھ جوان عورتیں اور جو سات یا تو ہیں۔ جن کے لباس صاف ستھرے ہیں۔ دعوتی ہوئی میری طرف آتی ہیں مجھے السلام علیکم کہتی۔ اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لئے میرے پیروں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں۔ کہ ہم انیس سو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں۔ اس کے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ مان کی کوری میں اُس کی دونوں چھاتھوں سے دودھ کے ساتھ پائے گئے تھے۔ وہ دودھ میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود جلد سے گا تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا۔ جہاں ایک جیسے ہوگی۔ اور جب وہاں جیل کو پار کر کے دوسری طرف جائیگا تو وہاں ایک قوم ہوگی جس کو وہ تبلیغ کرے گا۔ اور وہ اُس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان

ہو جائے گی۔ تب وہ دشمن جس کو موعود بھانے کا اُس قوم سے مطالبہ کرے گا۔ کہ اُس شخص کو بھانے والے کیا جائے۔ مگر وہ قوم نکارہ زدہ کی اور کہے گی ہم تو کرم جانتے گئے۔ مگر اسے تمہارے والے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جس قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم ان کو ہمارے والے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں۔ یہ تو بہت ٹھوڑے ہیں۔ اور دشمن بہت زیادہ ہے۔ مگر وہ قوم باوجود اسکی کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے والے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم تو کرم جانتے گئے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب میں کہتا ہوں دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی اسکی بعد پھر میں اُن کو بدلتے دیکھتا ہوں اور بار بار توجہ دہانی کرنے پر زور دیکھتا ہوں اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اُس وقت میں کہتا ہوں۔ کہ اس قوم میں سے اور ملک بھی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اُس شخص سے کہتا ہوں کہ میں نے اُس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں۔ جب میں واپس آؤں گا۔ تو اسے عبداللہ گورنر دیکھوں گا۔ کہ تیری قوم شرک پروردگی ہے۔ موعود پروردگی ہے اور اسلام کے تمام حکام پر کار بند ہو چکی ہے۔ یہ وہ روایہ ہے جو میں نے جنوری سال ۱۳۳۷ مطابق ص ۱۳۳۷ میں دیکھی۔ اور جو نشان پانچ یا چھ درمیانی شب بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات میں ظاہر کی گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو میری بیند باطل اڑ گئی۔ اور مجھے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کیونکہ آنکھ کھلنے پر مجھے یوں محسوس ہوتا تھا گویا میں اُردو بالکل بھول چکا ہوں۔ اور صرف عربی ہی جانتا ہوں۔ چنانچہ کوئی گھنٹہ تک تکلیف اس بدیاد پر غور کرتا اور چوترا رہا۔ مگر میں نے دیکھا کہ میں عربی میں ہی غور کرتا تھا۔ اسی میں سوال و جواب میرے دل میں آتے تھے۔

اس روایہ میں میں پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک پیشگوئی تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں نے ہی کی ہے یا کسی سابق فیہ معرفت نبی نے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کسی نبی کی پیشگوئی ہے۔ اور کیا دنیا کے سامنے اس رنگ میں یہ پیشگوئی پیش بھی ہو چکی ہے یا نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ اور پیشگوئیوں کی طرف بھی اس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پہلی پیشگوئی جس میں یہ ذکر ہے کہ انیس سو سال سے کنواریاں میرا انتظار کر رہی تھیں۔ وہ درحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک پیشگوئی ہے۔ جس کا خیال میں ذکر آتا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو میں قریم مجھے مان میں گی اور میں قریم نکال دے گی۔ آپ اس اقوام کا کشی رنگ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ کی شان ایسی ہی ہوگی جیسے کچھ کنواریاں اپنی اپنی سطحیں لے کر دو ہاں کے استقبال کو تھیں۔ وہ دودھ لائے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ بیٹھی تھیں اور پیچھے رہیں۔ مگر دودھ لائے

آنے میں بہت دیر لگائی۔ جو حضرت یونسؑ کو اپنے منہ سے نکال دیا۔ جب وہاں سے بہت دیر لگائی تو بے ادبوں نے
 یونسؑ کو نکال دیا۔ اس وقت بھی اس کو خود غور سے نہیں پڑھا۔ صرف سرسری طور پر پڑھا۔ اور اشاعت
 کے لئے ویڈیا۔ لوگوں نے اس وقت بھی کئی قسم کی باتیں کیں مگر شیخ فاضل شریعتؒ نے اس کے بعد بھی
 بار بار یہ سوال میرے سامنے دیا گیا۔ مگر ہمیشہ میں نے یہی جواب دیا کہ اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ
 جو شیخ کے متعلق یہ خبریں ہیں اُسے بتایا جی جادو سے کہ یہ تمام سے متعلق خبریں ہیں۔ یا ہرگز یہ ضرورت
 نہیں کہ جو شخص کے متعلق یہ پیشگوئیاں ہیں وہ دعویٰ بھی کر سکے کہ میں پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ بلکہ
 مثال کے طور پر میں نے بعض دفعہ بیان کیا ہے کہ میری کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 پیشگوئی فرمائی تھی۔ مائے دالے مائے دالے میں کہ میں کوئی پوری ہوئی۔ مگر وہ واقعات کو اپنی آنکھوں
 سے دیکھ رہے ہیں۔ اب یہ ضرورت نہیں کہ میں خود دعویٰ بھی کرے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 دوسری مثال پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ ہماری جماعت کے دوستوں نے یہ اور دوسری قسم کی دوسری
 پیشگوئیاں بار بار میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق قائم کر لیں مگر
 میں نے انہیں ہمیشہ یہ کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کیا کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے
 متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود گواہی دے گا کہ میں پیشگوئیوں کا میں مصداق ہوں۔ اب اگر میرے متعلق نہیں تو
 زمانہ کو اپنی میرے خلاف ہوگی۔ وہ خود صدقوں میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ پیشگوئیاں
 میرے متعلق نہیں تو میں یہ کہہ کر کیوں گنہگار ہوں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ اور اگر میرے ہی
 متعلق ہیں تو مجھے جلد بازی کی کیا ضرورت ہے۔ وقت خود بخود حقیقت ظاہر کر دے گا۔ غرض
 جیسے ابہام الہامی میں کہا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آئے دالہ ابی ہے یا ہم دوسرے کی راہ نکلیں۔
 ذکر کردہ صلاۃ نہ تیار ہے یہ سوال اتنی جھڑپا۔ اتنی دھڑکائی کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اسی لمحے حرم
 کے متعلق بھی حضرت شیخ موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں تیر ہو رہے تھے۔ حضرت یعقوب
 علیہ السلام کے متعلق حضرت یوسفؑ کے بیان سے کہا تھا کہ تو اسی طرح میرے صف کی باتیں کرنا کرے گا۔
 یہاں تک کہ قریب الملک ہو جائیگا۔ یا ہلاک ہو جائے گا۔ اور یہی ابہام حضرت شیخ سرور علیہ السلام کو
 ہوا۔ تذکرہ شہداء اسی طرح یہ ابہام ہونا کہ حنفی خوشبو مجھے آ رہی ہے۔ (تذکرہ ص ۵۵)۔
 بتاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ چیز ایک لمحے عرصہ کے بعد ظاہر ہوگی۔ میں ابھی اسی
 شیخ پر کان نہیں کر رہا کہ انہیں پیشگوئیوں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کے قریب وقت تک یہ علم
 نہ دیا جائے کہ میرے متعلق ہیں۔ بلکہ موت تک مجھے علم نہ دیا جاتا۔ اور واقعات خود بخود رونق دے رہے تھے کہ
 ہرگز یہ پیشگوئیاں میرے ہی زمانہ میں ہی آ رہی ہوں۔ اس کے بعد میں نے ان کا مصداق ہونا
 تو اس پر کوئی حرج نہ تھا کسی شفت یا ابہام کا اثر نہ تھا۔ ہر ایک کا اثر نہ ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے

آنے میں بہت دیر لگائی۔ جو حضرت یونسؑ کو اپنے منہ سے نکال دیا۔ جب وہاں سے بہت دیر لگائی تو بے ادبوں نے
 یونسؑ کو نکال دیا۔ اس وقت بھی اس کو خود غور سے نہیں پڑھا۔ صرف سرسری طور پر پڑھا۔ اور اشاعت
 کے لئے ویڈیا۔ لوگوں نے اس وقت بھی کئی قسم کی باتیں کیں مگر شیخ فاضل شریعتؒ نے اس کے بعد بھی
 بار بار یہ سوال میرے سامنے دیا گیا۔ مگر ہمیشہ میں نے یہی جواب دیا کہ اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ
 جو شیخ کے متعلق یہ خبریں ہیں اُسے بتایا جی جادو سے کہ یہ تمام سے متعلق خبریں ہیں۔ یا ہرگز یہ ضرورت
 نہیں کہ جو شخص کے متعلق یہ پیشگوئیاں ہیں وہ دعویٰ بھی کر سکے کہ میں پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ بلکہ
 مثال کے طور پر میں نے بعض دفعہ بیان کیا ہے کہ میری کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 پیشگوئی فرمائی تھی۔ مائے دالے مائے دالے میں کہ میں کوئی پوری ہوئی۔ مگر وہ واقعات کو اپنی آنکھوں
 سے دیکھ رہے ہیں۔ اب یہ ضرورت نہیں کہ میں خود دعویٰ بھی کرے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 دوسری مثال پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ ہماری جماعت کے دوستوں نے یہ اور دوسری قسم کی دوسری
 پیشگوئیاں بار بار میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق قائم کر لیں مگر
 میں نے انہیں ہمیشہ یہ کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کیا کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے
 متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود گواہی دے گا کہ میں پیشگوئیوں کا میں مصداق ہوں۔ اب اگر میرے متعلق نہیں تو
 زمانہ کو اپنی میرے خلاف ہوگی۔ وہ خود صدقوں میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ پیشگوئیاں
 میرے متعلق نہیں تو میں یہ کہہ کر کیوں گنہگار ہوں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ اور اگر میرے ہی
 متعلق ہیں تو مجھے جلد بازی کی کیا ضرورت ہے۔ وقت خود بخود حقیقت ظاہر کر دے گا۔ غرض
 جیسے ابہام الہامی میں کہا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آئے دالہ ابی ہے یا ہم دوسرے کی راہ نکلیں۔
 ذکر کردہ صلاۃ نہ تیار ہے یہ سوال اتنی جھڑپا۔ اتنی دھڑکائی کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اسی لمحے حرم
 کے متعلق بھی حضرت شیخ موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں تیر ہو رہے تھے۔ حضرت یعقوب
 علیہ السلام کے متعلق حضرت یوسفؑ کے بیان سے کہا تھا کہ تو اسی طرح میرے صف کی باتیں کرنا کرے گا۔
 یہاں تک کہ قریب الملک ہو جائیگا۔ یا ہلاک ہو جائے گا۔ اور یہی ابہام حضرت شیخ سرور علیہ السلام کو
 ہوا۔ تذکرہ شہداء اسی طرح یہ ابہام ہونا کہ حنفی خوشبو مجھے آ رہی ہے۔ (تذکرہ ص ۵۵)۔
 بتاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ چیز ایک لمحے عرصہ کے بعد ظاہر ہوگی۔ میں ابھی اسی
 شیخ پر کان نہیں کر رہا کہ انہیں پیشگوئیوں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کے قریب وقت تک یہ علم
 نہ دیا جائے کہ میرے متعلق ہیں۔ بلکہ موت تک مجھے علم نہ دیا جاتا۔ اور واقعات خود بخود رونق دے رہے تھے کہ
 ہرگز یہ پیشگوئیاں میرے ہی زمانہ میں ہی آ رہی ہوں۔ اس کے بعد میں نے ان کا مصداق ہونا
 تو اس پر کوئی حرج نہ تھا کسی شفت یا ابہام کا اثر نہ تھا۔ ہر ایک کا اثر نہ ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے

اپنی مشیت کے ماتحت آخر اس امر کا ہر کر دیا۔ اہل بیت نے اپنی ذات سے علم ہی دے دیا کہ اصل خود سے تعلق
 رکھنے والی ہیشگوئیاں جیسے متعلق ہیں۔ چنانچہ آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام ہیشگوئیاں منکوار کر اسی وقت
 کے ساتھ دیکھیں کہ میں ان ہیشگوئیوں کی حقیقت سمجھوں۔ اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا کچھ بیان
 فرمایا ہے۔ ہماری جماعت کے دوست جو نو میری طرف ان ہیشگوئیوں کو منسوب کیا کرتے تو اس کے
 میں ہمیشہ ان ہیشگوئیوں کو خود سے بڑھنے سے بچتا تھا۔ اور فرماتا تھا کہ کن غلط خیال قائم نہ ہو جائے مگر آج
 پہلی دفعہ میں نے وہ تمام ہیشگوئیاں پڑھیں اور اب ان ہیشگوئیوں کو بڑھنے کے بعد میں فرماتا ہوں کہ
 فضل سے یقین اور وقت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ ہیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری
 کی ہے۔ میں اس کے متعلق اس وقت تفصیل سے کہہ نہیں کہہ سکتا۔ مگر یہ جوا آتا ہے کہ ”وہ تم کو چار کر نکالا
 ہوگا“ اس کے متعلق ہمیشہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اسی طرح ”دو شنبہ ہے مبارک
 دو شنبہ“ کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ سو یہ جوا بام ہے کہ ”وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا“ حضرت
 مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہوگا۔ لیکن وہ
 چوتھا بیٹا ہوگا۔ اگر یہ غور سے کیا جائے تو چوتھے بیٹے کے علاوہ یہی بات باطل صاف ہے۔
 چوتھے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب۔ مرزا افضل احمد صاحب اور مرزا بشیر احمد اذنی پیدا ہوئے
 اور پڑھائے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے ہماری والدہ سے تین
 بچے ہوئے۔ اس طرح بھی تین کو چار کرنے والا تھا۔ اسی طرح میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام
 کے تین بیٹے ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی تین کو چار کرنے والا ہوا۔ پھر میری خلافت کے ایام میں
 اللہ تعالیٰ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کا توفیق دی۔ اسی طرح بھی تین
 کو چار کرنے والا ہوا۔ گویا تین کو چار کرنے والا تین چار طرح ہوں۔ اقول دھوم اس طرح۔
 مرزا سلطان احمد۔ مرزا افضل احمد۔ بشیر اذنی۔ مرزا احمد و امیر۔ مرزا بشیر احمد۔ مرزا شریف احمد۔ مرزا
 نیک احمد۔ مسوم اس طرح۔ حضرت بشیر احمد۔ مرزا بشیر احمد اذنی۔ مرزا شریف احمد۔ مرزا احمد صاحب
 چارم۔ مرزا سلطان احمد۔ مرزا بشیر احمد۔ مرزا شریف احمد۔ مرزا احمد صاحب۔ اسی طرح تین
 نے تین کو چار کر دیا۔ لیکن میرا ذہن نہ تو اتنی نے اس طرف بھی متغیر کیا ہے کہ الہامی لوح پر یہ نہیں کہہ سکتا
 تھا کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہوگا۔ ایام میں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ وہ تین کو چار کرے گا
 ہوگا۔ پس میرے نزدیک یہ اس کی بیدار نشی کی تاریخ بتائی گئی ہے۔ یہ ہیشگوئی ابتدا میں
 ہوئی گئی تھی پس ۱۸۸۶ء - ۱۸۸۷ء - ۱۸۸۸ء میں متعلق ہوئے۔ جس میں تین سالوں کو چار کرنے والے
 کرنا ہے۔ ۱۸۸۸ء کو تیسرا۔ اور پھر میری پیدائش کا سال ہے۔ پس تین کو چار کرنے والی
 ہیشگوئی میں یہ خبر دی گئی تھی کہ اس کی پیدائش چوتھے سال میں ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اہل بیت

Sami-ullah Qamar
2nd. Year
Jamia -e- Ahmadiyya
RABWAH

Sami-ullah Qamar
2nd Year
Jamia -e- Ahmadiyya
RABWAH

Sami-ullah Qamar
2nd. Year
Jamia-e-Ahmadiyya
RABWAH

[illegible]

ہر روز کوئی کھانے کا اور میں سال میں یہ دفعہ میں آئے گا۔ اس کا پہلا دن پیر یا دو شنبہ ہوگا۔
 یہی وہ سال ہے جس کا دورہ دن بھی مبارک ہے۔ دو شنبہ سے مبارک در شنبہ ہو گیا ہے۔ یہ بتایا ہے
 اس کے ایک نئے یہ بھی ہیں کہ مصلح و خود اس سلسلے کی تیسری کڑی ہوگا۔ یعنی دو ایک پینے کی اور چیز
 سے شاپریت دی جاتی ہے۔ مگر ضروری نہیں ہوتا کہ اس کے سرادری ہو۔ پس میرے نزدیک اس کے
 نئے بالکل واضح ہیں اور "فضل عمر جو اہل نام ہے۔ جو ان صفوں کی تائید کرتا ہے۔ میں اس کو بھی
 ذکر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جب مدینہ کے بعد میری آمد ہوئی تو اس کے سوا کوئی اور نہیں رہا۔ اور جیسا کہ میں نے
 بتایا ہے۔ مگر میں ہی سوچتا رہا۔ سوچتے سوچتے میرے دماغ میں جو الفاظ آئے۔ اور میں بھی نتیجہ پر
 پہنچا۔ وہ یہ تھا کہ اب تو خدا نے بالکل فیصلہ کر دیا ہے۔ جتنا حق کہہ رہا ہوں۔ حق
 الہی بالکل کا حق ہو گا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ آج جب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا اشتہار پڑھ رہا تھا۔ تو اس میں عجیب سی اتفاق نظر آئے۔ کہ حق اپنی تمام باتوں کے ساتھ آگیا۔
 اور بالکل اپنی تمام باتوں کے ساتھ آگیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میں یہ نہیں کہتا۔ کہ
 وہ سونے کے ہیں۔ یہ تو کوئی دوسرا شخص کی خبر ہو کر کے کھفت یا ابام کو ماننے کا مکلف نہیں۔
 بلکہ ہر حال میں میرے لئے خدا تعالیٰ نے حقیقت کو کھل دیا ہے۔ اور میں میں بغیر کسی پیکر کے کہ
 سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے ایک ایسی بنیاد پر ایک جدید کے ذریعہ
 سے رکھ دی ہے۔ جس کے نتیجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وہ پیشگوئی کہ ان لوگوں کو دیکھ کے ساتھ حضور
 داخل ہوں گی۔ ایک دو بہت بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پہنچیں گی۔ میں سچ ان لوگوں کو
 اللہ تعالیٰ کے حضور سے جانے گا اور وہ قرآن پر اس کے برکت پائیں گی۔ خوشی سے پکار رہیں گی۔ کہ
 ہوشیہ۔ ہوشیہ۔ اس وقت نہیں ہے کہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ نصیب ہوگا۔ اور اسی
 وقت انہیں حقیقی رنگ میں سچے نقل پر کجا ایمان نصیب ہوگا۔ اب تو وہ قرین انہیں فرما رہے ہیں کہ
 بیش تر اور در حقیقت گالیوں سے رہی ہیں۔ بلکہ مقدمہ ہی ہے۔ کہ میرے بوسے کے بیج
 سے ایک دن ایسا درخت پیدا ہوگا۔ کہ کبھی جیسا کہ اقوام مثیل مسیح سے برکت حاصل کرنے
 کے لئے اُن کے نیچے میسر آکر ہیں گی۔ اور خدا تعالیٰ کو بادشاہت میں داخل ہر جاوے گی۔ اور جیسے
 خدا کی پادشاہت آسمانی پر ہے دیکھتے ہی دیکھتے ہی پر آجائے گی۔

(مجلس مدنیہ علم و فہم روزی ۱۹۰۲ء ۲۴ فروری ۲۰)

سیدنا مصلح موعود کا جلسہ ہوشیارپور اپنے دعویٰ کے متعلق پر شوکت اعلان

تجدید قیامت کے بعد محمد نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمائی جب حضور احمدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 میرا اذین انعمت علیہم کے الفاظ پر پہنچے تو حضور نے یہ الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا فرماتے کے
 بعد بارہ اپنی بابرکت الفاظ کو نہایت تصریح اور اتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ یا رب ارحمنا القیامت
 میرا اذین انعمت علیہم کے الفاظ اور حضور کی آواز میں جو اس وقت الہی تصرف کے
 ماتحت معلوم ہوتی تھی ایسا مدہجرا ہوتا تھا کہ سننے والوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ان کے قلوب درو سے بھر گئے۔ رقت
 ان پر غالب آگئی۔ اور گریہ و زاری کا عالم طاری ہو گیا اسی لمحہ میں میں نے وہی الفاظ کو نہایت مدہجرا کے
 ساتھ دہرایا کہ اللہ تعالیٰ یا رب ارحمنا القیامت میرا اذین انعمت علیہم اس
 کے بعد حضور نے فرمایا:-

"میں جو کچھ کہتا چاہتا ہوں اس کے پہلے کچھ قرآنی ادعیہ پڑھوں گا۔ پہلی جہاں کے احباب ہمتا ہمتا اپنے
 مؤمن ہیں یعنی زیادہ بلند آواز سے نہیں پکارا سکتی سے میرے ساتھ وہ دعا میں پڑھتے جائیں۔
 (اس کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھیں جنہیں جماعت کے احباب نے حضور کی آواز کے
 ساتھ ساتھ نہایت رقت اور سوز سے دہرایا)۔

(۱)

وَمَا لَا تَزِدْنَا نَارًا نَسِينَا أَوْ أَخْلَانَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ
 عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا كَالْهَامَةِ نَسَاهُ وَافْعَلْ مَا نَعْبُدُ وَافْعَلْنَا
 وَارْحَمْنَا وَافْعَلْ مَا نَعْبُدُ نَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(۲)

رَبَّنَا إِنَّا أَمَّا أَنْزَلْتَ وَارْتَبَعْنَا الْقَوْمَ فَالْتَبْنَا مَعَ الشَّاكِرِينَ

(۳)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِرَبِّنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَارْحَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الْكَرِيمُ

رَبَّنَا آتِنَا سَمْعَنَا مَادِيَا مَادِي لَا يَمَان -

(۵۱)

رَبَّنَا آتِنَا سَمْعَنَا مَادِيَا مَادِي لَا يَمَان أَنْ أَمْنُوا بِرَبِّكَ فَا مَانَا -

(۵۲)

رَبَّنَا آتِنَا سَمْعَنَا مَادِيَا مَادِي لَا يَمَان أَنْ أَمْنُوا بِرَبِّكَ فَا مَانَا رَبَّنَا
فَا غُفِرْنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَتَّنَا مَمَّ الْأَبْدَار -

(۵۳)

رَبَّنَا آتِنَا مَادِيَا مَادِيَا مَادِي لَا تَخْذُ نَابِرًا لِقِيَمَةِ الْكَفَالَةِ الْيَعَاد

(۵۴)

رَبَّنَا لَا تَزِرْ قُلُوبَنَا بَعْدَ أَنْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ

الْوَحَّاب -

وید دعائیں کچھ ایسے درد اور سوز کے ساتھ حضور کی زبان مبارک سے بلند ہوئی کہ تمام مجلس کی آنکھیں اٹھ اٹھ کر
سے لبریز ہو گئیں۔ دل اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کی محبت سے جھک گئے اور آہ و بکا کی آواز ہر طرف مانی جھینے لگی۔
داس کے بعد حضور نے فرمایا:-

یَا اَللّٰهُ تَعَالٰی وَہ دعائیں بھی میں انبیاء اور ائمہ کی امتدائی جماعتوں کے لئے خدا سے ایک
طریق راہ بیان فرمایا ہے۔ اس کے بعد میں مستر آئی الفاظ میں ہی اپنے رب
کو مخاطب کر کے اس کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں دوست بھی وہ الفاظ کو دہراتے ہیں
چنانچہ حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے:-

اَمَّا بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلَ الْبَيِّنَاتِ وَالْاٰيَاتِ الْبَارِئَةِ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ
يَعْقُوبُ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ
وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ

دعائیں جمع کر کے ایک بار پھر اشکبار آنکھوں اور درد مند قلوب کے ساتھ ان الفاظ کو دہرایا اور اس وقت
یوں محسوس ہوا کہ آسمان سے اللہ الہیہ کا زلزلہ ہوتا ہے اور فرشتے قلوب کو ہر قسم کی میل میل سے صاف
کر کے انہیں پاکیزہ و مطہر بنا رہے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے حسب ذیل پُر معانی تقریر فرمائی:-

”جیسا کہ آپ لوگوں نے سنا ہے آج سے پچھلے اٹھادس سال پہلے جس کو آج ۵۹ سال
شروع ہو رہا ہے ۲۰ فرشتوں کے صف میں اس شہر ہوشیار پور میں اس مکان میں جھک کر
انکس کے سامنے ہے ایک ایسے مکان میں جو اسی وقت طویل کہلاتا تھا جس کے سامنے یہ ہیں کہ وہ

راؤٹش کا اصل مقام نہیں تھا بلکہ ایک رئیس کے زائد مکانوں میں سے وہ ایک مکان تھا جس میں
شاید اتفاقی طور پر کوئی جہان بھڑھاتا ہے یا دیوانہوں نے سٹور بنا رکھا ہو یا سبب ضرورت
جائز یا نذرانہ جاتے ہوں۔ تادیان کا ایک گناہم شخص جس کو خود تادیان کے لوگ بھی پوری طرح
نہیں جانتے تھے۔ لوگوں کی اس مخالفت کو دیکھ کر جو اسلام اور بائیں اسلام سے وہ دیکھتے تھے
اپنے خدا کے حضور محمد کی میں عبادت کرنے اور اس کی نصرت اور تائید کا نشان طلب کرنے کیلئے
آیا۔ اور چالیس دن لوگوں سے علیحدہ رہ کر اس نے اپنے خدا سے دعائیں مانگیں۔ چالیس دن کی دعاؤں
کے بعد خدا نے اس کو ایک نشان عیاں دیدہ نشانی یہ تھا کہ میں نہ صرف ان وعدوں کو جو میں نے تمہارے
سامنے کئے ہیں پورا کر دوں گا۔ اور تمہارے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا بلکہ اس وعدہ کو
زیادہ شان کے ساتھ پورا کرنے کیلئے تمہیں ایک بیٹا دوں گا جو بعض خاص صفات پر مضمین
ہوگا۔ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔ کلام الہی کے معارف لوگوں کو سمجھائے گا۔ رحمت
اور فضل کا نشان ہوگا۔ اور وہ دینی اور دنیوی علوم پر اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہیں۔ اسے
عطا کئے جائیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کو ایسی ہر عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ دنیا کے کناروں
تک شہرت پائے گا۔ یہ اعلان بائیں مسلمانوں نے یہاں سے کیا اور اس وقت کیا جبکہ وہ ابھی
بائی المسلمین تھے۔ مگر وجہ امتداد کی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی۔ تادیان ایک چھوٹی سی مسمیٰ قوم
اور وہ ہوشیار پور سے ایک تباہی ہے۔ ہوشیار پور کی آبادی چالیس ہزار ہے اور تادیان کی
آبادی چودہ ہزار ہے۔ لیکن جس وقت وہ یہاں آئے ہیں اس وقت تادیان کی آبادی ۵۰ سو لاکھ
کی تھی اور دنیوی و دجائیت کا جہان تک تقرب ہے، اس کے لحاظ سے آپ کو کسی قسم کی عزت حاصل
نہیں تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا خاندان ایک معزز و مہذب اور خاندان تھا۔ اس میں کوئی
شہ نہیں کہ سلطنت خلیفہ کے عہد میں اس خاندان کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور
اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارا جو رنجیت سنگھ سارنگی کے عہد میں بھی اس خاندان کے بعض افراد
کو معزز و مہذب سے حاصل رہے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں یہ خاندان اپنی ترقی و عزت کو کھو چکا تھا اور
بعض وجہ سے اس کی جائیداد کا اکثر حصہ غنیمت ہو چکا تھا۔ پس اس زمانہ میں دنیوی لحاظ سے انکی
حیثیت ایک معمولی نہ میندان کی سی تھی۔ اور پھر ان کو اپنی عزت بڑھانے کا کوئی شوق بھی نہ تھا۔
ناچنے انہیں بار بار توجہ دلائی کہ وہ مستقل طور پر کوئی ملازمت اختیار کریں مگر انہوں نے انکار
کر دیا۔ ایسا شخص اس زمانہ میں اعلان کرنا ہے کہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں اسلام
کو پھیلائے گا اور پھر میرے کام کو لیا کرنے کے لئے مجھے ایک خاص چٹ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ
یہ زمانہ بہت بڑے مفاسد کا ہے اور ان مفاسد کی اصلاح کے لئے ایک ایسے عرصہ کی ضرورت ہے

کی ضرورت ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا جبکہ جنگ اور قتال سے فیصلہ ہو جاتا تھا۔ بلکہ اب وہاں اور ایسی چیزوں کے بعد فیصلہ ہوتا ہے اور یہ کام ایک طویل عرصہ چاہتا ہے۔ پس چونکہ موجودہ زمانہ کی اصلاح ایک لمبے عرصہ کی متعلق تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا اور جیسا کہ بعض دوسری خبروں میں اگلا ذکر سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ وہ لڑکا نوسالی کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ تمہارا جانشین ہوگا اور ان صفات سے متصف ہوگا۔ یہ خبر بھی ذہن پرست ہے کہ کوئی شخص جو اپنے دل میں دیانت کا مادہ رکھتا ہو اس کے پورے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ خبر خدا کی طرف سے ہی تھی۔ کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبر دے سکتا۔

اول تو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ وہ خود بھی زندہ رہے گا یا نہیں پھر اگر وہ زندہ بھی رہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ پھر اگر بیٹا پیدا ہو تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضرور زندہ رہے گا اور یہی عمر پائے گا۔ پھر اگر وہ خود بھی زندہ رہے اور اس کا بیٹا بھی زندہ رہے تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کسی زمانہ میں اسے اتنی عزت حاصل ہو جائے گی کہ اس کے جانشین مقرر ہوں اور اس کے پھر اگر کسی کو ایسی عزت مل بھی جائے کہ اس کے جانشین مقرر ہوں اور اس کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا بیٹا ضرور جانشین ہوگا۔ پھر اگر کسی کا بیٹا جانشین بھی ہو جائے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ زمین کے کسادوں تک مشہرت پائے گا اور قریب اس کی برکت حاصل کریں گی عرفی اس پیشگوئی پر جس قدر غور کیا جائے اتنی ہی اس کی عظمت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ اب اور انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کو پورا کرنا کسی انسان کی طاقت میں ہرگز نہیں تھا۔ کون شخص ہے جو کہہ سکے کہ میں اتنا عرصہ ضرور زندہ رہوں گا پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ وہ بیٹا نو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ کسی زمانہ میں اتنی عظمت حاصل کروں گا کہ دنیا میں میرے جانشین مقرر ہوں اور اس کے پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرا بیٹا ایک زمانہ میں میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرے بیٹے کے زمانہ میں اس قدر کامیابی ہوگی کہ میں پھر اس کے گناہوں اور اس کے گناہوں کے سامنے پیدا ہو جائوں گا۔ یہ اتنے نشان ایک پیشگوئی میں جمع ہیں کہ کسی انسان میں طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کر سکتا۔ اور پھر دنیا میں اعلان کر سکے کہہ سکتا کہ یہ پیشگوئی دیکھن ضرور پوری ہوئی۔

لیکن یہ پیشگوئی جو آج سے اٹھادس سال پہلے کی گئی تھی پوری ہوئی اور بڑی عظمت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ مسلمانوں میں جب باقی سلسلہ احمدیہ نے یہ پیشگوئی بشیخ کی اس وقت آج کا کوئی مرتبہ

تھا۔ اپنی حیثیت ایک فرد احمدی کی تھی۔ اس کے بعد شیعہ اور اہل ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جو شیعہ اہل قوت ہو گیا۔ آپ نے اس لڑکے کے متعلق کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا تھا کہ یہ لڑکا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ دنیا کے کسادوں تک مشہرت پائے گا اور قریب اس سے برکت حاصل کریں گی۔ لیکن اس لڑکے کے فوت ہونے پر لوگوں نے شور مچایا کہ جس لڑکے کے متعلق اتنے بڑے دعوے کیے گئے تھے وہ زندہ ہی نہ رہا اور آخر یہ شورشناک جھگڑا کہ وہ جو آپ کے سامنے تھے۔ ان میں سے بھی بعض اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ لوگ آپ کے مرید نہ تھے صرف آپ کے غلط دلوں اور آپ کے حسن عقیدت رکھنے والے تھے لیکن اس لڑکے کی وفات پر ان کو بھی اتنا آگیا۔ اور وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسے نازک حالات میں جب لوگوں کے لئے ایک ایسا ایسا ہی حالت تھی اور جب اپنے بھی آپ کو چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تو لوگوں سے بیعت لے اور ایک سلسلہ روحانی قائم کر۔ لوگ ایسے الجھتاؤں کے وقت اس قدر گھبرا جاتے ہیں کہ ان کے ہوتے بھی ٹھکانے نہیں رہتے مگر چونکہ وہ مولود تھا اس لئے جب لوگ ہنس رہے تھے کہ پیشگوئی بھوٹی تھی ایسے حضرات اور ان کے زمانہ میں اس کی احادیث کی بنیاد رکھی۔ اور لوگوں سے بیعت لینے کا اعلان فرما دیا۔ یہ اعلان آپ نے شیعہ کے آخر میں فرمایا اور شیعہ اہل پیشگوئی کے مطابق آپ کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام آپ نے تقاضوں کے طور پر دیکھ کر آپ نے لکھا کہ ابھی مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پائے والا ہے یا کوئی اور ہے، محمود رکھا۔ کیونکہ اس بیٹے کا ایک نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمود بتایا گیا تھا اور چونکہ ابہام میں اس کا ایک نام بشیر ثانی بھی رکھا گیا تھا اس لئے اس کا پورا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔ خدا کی قدرت ہے اتفاقاً اس لڑکے کی جو کھانا مقرر کی گئی وہ شدید امراض میں مبتلا تھی ایسے شدید امراض میں کہ اس کے سات آٹھ بلکہ نو بچے کچھ بچپن میں پھر بڑے ہو کر سن اربعہ سے مر گئے تھے اس موت نے بغیر اس کے لڑکے کے دلہن سے اجازت حاصل کرتی اس کو دودھ پلایا۔ غور اس قسم کی طوفانی حالات ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں چلی جاتی رہی اور مومر کے کچھ انہیں جلدی واپس نہ لانا پڑے اسے دودھ پلا دیتی ہیں۔ اسی عہد میں بھی بغیر اجازت کے اسی لڑکے کو دودھ پلا دیا اور اسی طرح دق اور سہل اور خزانہ کے برائیم اس بچے کے اندر چلے گئے۔ چنانچہ جب دودھ سال کا ہوا تو پہلے اسے کھانسی ہوئی اور پھر وہ شدید خزانہ میں مبتلا ہو گیا۔ اور کئی سال تک بدوقت و سوسوں رہا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلیفہ ایک بہت بڑا نشان ظاہر کرنا تھا اس لئے خدا نے اس کو بچایا۔ لیکن خزانہ کا مرض برابر اسے رہا بلکہ بعض دفعہ خزانہ کے کٹھنوں میں چھٹی کر گیند بجا کر برابر ہو جاتی اور مسلسل بارہ تیرہ سال تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ڈاکٹر اور

طبیعی مختلف اقدار کی مالش کراتے اور کھانے کیلئے بھی کئی قسم کی دوائیں دیتے۔ جب وہ لاکا جوں ہوا
 تو اس بیماری نے دوسری شکل اختیار کر لی۔ دوسرے سات آٹھ مہینے متواتر بخار آتا رہا۔ اطباء کہتے
 تھے کہ اس کا بچنا محض شش ہے۔ ادب شاید ہی یہ جان پر ہو سکے۔ اس وجہ سے وہ مدرسے میں بھی پڑھ
 نہیں سکتا تھا۔ جب وہ مدرسے جاتا تو پوچھ کر اس کی آنکھوں میں گرنے بھی تھے اس لئے وہ بڑی طرف
 نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اگر دیکھتا تو اس کی سر میں درد شروع ہو جاتا۔ اسی وجہ سے وہ پڑھائی کی
 طرف توجہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی استعداد نے باقی سلسلہ کے شکایت کی کہ یہ لاکا پڑھتا
 نہیں انہوں نے کہا یہ بیماری اس پر زیادہ زبردست مدرسے میں آتا رہے اور کوئی لفظ اس کی
 کان میں پڑ جائے۔ اتنا ہی کافی ہے زیادہ زبردستی کی ضرورت نہیں۔ یہاں تک کہ اس کی سکول کا
 کوئی امتحان بھی پاس نہ کیا۔ پرنسپل میں شاید پاس ہوا ہو اور غالباً وہ پرنسپل میں بھی پاس نہیں ہوا۔
 یکنوڈ میں وہ یقیناً فیل ہوا اور انٹرنس میں بھی یقیناً فیل ہوا۔ جب وہ انٹرنس میں پڑھتا تھا
 تو اس کی لیاقت کا یہ حال تھا کہ امتحان پر جانے سے پہلے جب اس نے گھر کا اتفاق کیا تو وہ Thomas
 انگریزی کا ایک معمولی سا لفظ ہے اس کو اس کی ٹیوٹر Thomas نکھدیا اور استاد نے حیرت سے پوچھا کہ
 یہ کیا لفظ ہے میں تو اسے نہیں جانتا۔ یہ اس کی تعلیم کا سلسلہ تھا۔ پھر جب باقی سلسلہ احمدیہ فوت
 ہوئے تو جماعت کے دل میں تحریک ہوئی کہ ان کا بھی ایک خلیفہ مقرر ہونا چاہیے۔ جیسے اسلام کی
 سنت ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو خلیفہ مقرر کر دیا اور لوگوں نے سمجھا کہ وہ
 پیشگوئی جو ایک جانشین ہونے کے متعلق تھی وہ غلط ثابت ہوئی اور خلیفہ کوئی اور شخص
 بن گیا۔ اس کی جماعت میں تفرقہ پیدا ہوا۔ صدر انجمن احمدیہ جو مرکز کی مجلس تھی اس کا اکثر حصہ کسی
 بات میں دوسرے لوگوں سے لڑ پڑا۔ زیادہ جھگڑا یہ تھا کہ یہ نوجوان کس باقی سلسلہ احمدیہ کا جانشین
 بن جائے اور انہوں نے سر سے پیر تک اس کی مخالفت میں زور لگایا۔ یہ لوگ بڑے مشہور لیگوار
 تھے اور دوسرے زور تک ان کا نام پہنچا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام غالباً آپ نے سنا ہوگا۔
 خواجہ کمال الدین صاحب تھا۔ وہ جہاں جاتے ان کے لیگوار مشہور ہو جاتے۔ انگلستان میں بھی وہ مبلغ
 رہے ہیں۔ اور ٹکی، مصر اور افریقہ کے علاقوں میں بھی وہ پھر سے اہل انہیں بڑی مقبولیت حاصل
 ہوئی۔ دوسرے مولوی محمد علی صاحب تھے یہ ان وقت قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کیا کرتے تھے اور
 اسی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین
 شاہ صاحب۔ یہ سب اس لڑکے کے مخالف ہو گئے۔ اور چونکہ یہ صدر انجمن احمدیہ کے بھی مخالف تھے
 اس لئے انہوں نے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دوسرے کئے شروع کرنے کا جماعت
 میں اس لڑکے کے خلاف شورش پیدا ہو جائے اور اسے ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکا خلیفہ بن جائے۔ گویا اگر اس

لڑکے کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری ہوئی تھی تو دنیا نے پیدا زور لگایا کہ وہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ اگر وہ
 لاکا چپ کر کے خلیفہ ہو جاتا جیسے بیرون میں مرقی ہوتا ہے کہ باپ کے بعد بیٹا جانشین بنتا ہے تو
 لوگ کہتے مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی اتفاقی طور پر پوری ہوئی ہے چھ نیکو بیرون میں قائم ہوتا ہے
 کہ جب بڑا مرزا جائے تو بیٹا خلیفہ بنتا ہے اس لئے مرزا صاحب کی وفات کے بعد ان کا بیٹا
 جانشین بن گیا۔ اس میں عجیب بات کوئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے
 بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب کو خلیفہ مقرر کیا اور اس طرح وہ سوال اٹھ گیا کہ یہ جانشینی بیرون
 کے عام دستور کے مطابق ہوئی ہے۔ پھر اگر حضرت مولوی نور الدین صاحب کی وفات کے بعد وہ لاکا
 بغیر مخالفت کے خلیفہ بن جاتا تو بھی لوگ کہہ سکتے تھے کہ چونکہ اس لڑکے کے والد صاحب کی بزرگی کا
 احساس جماعت میں قائم تھا اس لئے انہوں نے اس بزرگی کا احساس کرتے ہوئے ان کے لڑکے کو
 خلیفہ بنالیا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرما دیے کہ جماعت کے
 تمام سرکردہ لوگ اس لڑکے کے مخالف ہو گئے۔ اور انہوں نے اس قدر شدید مخالفت کی کہ
 ساری جماعت میں ایک آگ سی لگا دی اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو جائے۔ یہ لاکا
 خلیفہ نہ ہو بلکہ صدر میں آکر انہوں نے یہاں تک کہ لاکا کوئی خلیفہ ہونا ہی نہیں چاہیے۔
 لیکن جب حضرت خلیفہ اولیٰ فوت ہوئے اور جماعت آپ کی وفات پر جمع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے
 جس کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہو ایسے سامان کر دیے کہ ان لوگوں نے اس دوسرے کہ
 کس جماعت اس لڑکے کو ہی خلیفہ نہ بنائے جماعت کے ایمان کے خلاف یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ
 خلافت ہی نہیں ہونی چاہیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ان کے یہ خیالات جماعت کے سامنے آئے تو
 لوگوں نے کہا اگر یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سلطان خلیفہ نہ ہو بلکہ غلام ہو تو اور بات تھی مگر اب تو یہ
 کہتے ہیں کہ خلافت کا سلسلہ ہی جاری نہیں رہنا چاہیے۔ اور یہ بات ہمارے اصول کے خلاف
 ہے اسے ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ اس وقت جماعت نے اس لڑکے کے ہاتھ پر
 بیعت کر لی۔ اور اس طرح وہ پیشگوئی جو حضرت مرزا صاحب نے ہوشیار پور سے شائع کی
 تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا اور وہ میرا جانشین ہوگا۔ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔
 آپ لوگ جانتے ہیں میں اس وقت کسی کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ میں اسے سمجھتی تھیں وہ
 ہوں جو بارہ تیرہ سال تک خاندان کے مرض میں مبتلا رہا۔ میں ہی وہ ہوں جو بیٹوں نہیں سالوں
 مرقوں و مصلوں لوگوں کی طرح بیمار رہا۔ جیسے ہماری زبان میں بعض لوگوں کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ
 وہ تنگ لگتے ہیں۔ میں ہی وہ ہوں جو نہایت کمزور ڈھلا اور نحیف تھا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس
 کا آنکھوں میں تیرہ چودہ سال کی عمر میں شدید مگر سے ہو گئے اور میں پڑھائی کے ناقابل ہو گیا یہاں تک

میں بورڈ کی طرف آٹھواٹھ کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں ہی وہ ہوں جو مڈل میں بھی قیل مہل اور انٹرنس میں بھی اور میں ہی وہ ہوں جسے انگریزی کا ایک معمولی لفظ ٹو B.Tech بھی نہیں سمجھتا آتا تھا۔ اور میں نے ڈی جی بے سادہ دیکھ دیا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کے خلاف جماعت کے بڑے بڑے لوگ کھڑے ہو گئے۔ تمام ملکوں پر ان کا قبضہ تھا۔ مدرسم ان کے پاس تھا۔ ٹیگرن ان کے پاس تھا۔ ریڈیو ان کے پاس تھا۔ جماعت کا انتظام ان کے ہاتھوں میں تھا۔ غور ان کے پاس تھا۔ اور مختلف جہد سے ان کو حاصل تھے۔ پھر میں ہی وہ ہوں جو اپنا بھی مخالف تھا۔ چنانچہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے سلسلے خود یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ خلافت کا انکار نہ کریں۔ کسی ایک شخص کا نام پیش کر دیں۔ میں سب سے پہلے اس کے نام پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر باوجود اس کے میں نے مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہا کہ آپ کسی کا نام پیش کریں۔ میں اس کی بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ چونکہ خدا کا منشاء یہ تھا کہ اس شہر میں اس کے جو اہلانات نازل فرمائے تھے ان کو پورا کرے اور دنیا کو اپنی قدرت کا نشان دکھائے۔ اس لئے ان کی عقل پر ایسے پتھر پڑ گئے کہ انہوں نے میری اس بات کو تسلیم نہ کیا اور چونکہ جماعت اس بات پر متفق تھی کہ کسی شخص کو خلیفہ ضرور بنایا جائے۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب کی بات کو کسی نے نہ مانا اور جماعت کے اپنا خلیفہ بنالیا۔ میں بتا چکا ہوں کہ میں تعلیم سے بچپن سے ہی کودا ہوں وہ سمجھتے تھے کہ دیسا آدمی جب ایک علمی جماعت کا اہم بنے گا تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور اس میں کیا مشہدہ کفارہی حالات کے طائفے اس بات کا امکان ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اسی وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو ایک کامیاب ڈاکٹر تھے انہوں نے باہر نکل کر ہمارے مدرسہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آج ہم تو جا رہے ہیں کیونکہ جماعت نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ لیکن تم تھوڑے ہی دفعی تک دیکھو گے کہ اس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور تمام عبادت گاہ کے پاس میں جائے گی۔ یہ اسی وقت کہا گیا تھا جب ہمارے سالانہ جلسہ پر دو ہوشیاری ہزار آدمی آیا کرتے تھے۔ اور اسی وقت کہا گیا تھا جب خزانہ میں صرف گیارہ آنے کے پیشہ گئے۔ اور سترہ اعداد ہزار درمیر صرف تھا۔ یہ لوگ جو بڑے بڑے مالدار تھے جماعت میں عزت و وقار رکھتے تھے انہوں نے سمجھا کہ جب ہم قادیان کو چھوڑ کر چلے جائیں گے تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اسی وقت میری عمر پچیس سال کی تھی اور میری ساری عمر بیماریوں میں گزری تھی۔ میں نے دینی یا دنیوی تعلیم کسی مدرسہ میں حاصل نہیں کی تھی اور میرے مقابل میں جو لوگ کھڑے تھے وہ قوم کے لیڈر، امیر دار اور معزز تھے۔ میں دنیوی لحاظ سے بھی خیالی کیا جاسکتا تھا کہ وہ قوم دُوب جاتے گا۔ جسے ایسا راہنما اور سردار ملا ہو۔ لیکن جس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اس مدرسہ

پر عیسائی قابض ہو جائیں گے۔ اور تمام عبادت گاہ کے پاس چلی جائیں گی۔ اور جس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اب قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اسی وقت میں اپنے گھر میں گیا۔ اور میں نے اپنے خدا سے یہ دعا کی کہ خدا یا میں اس عہدہ کے لئے کبھی متنبی نہیں ہوا۔ میں نے کبھی تجھ سے نہیں چاہا کہ تو مجھے خلیفہ مقرر کر دے۔ جب کو قہقہے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور تو نے خود مجھے اس کام کے لئے چاہا ہے تو میرے رب تو مجھے طاقت بھی دے جس سے میں ان صنادید کا مقابلہ کر سکوں۔ ورنہ میرے اندر ان کا مقابلہ کرنے کی قضا طاقت نہیں ان میں سے بعض میرے استاد ہیں اور باقی ایسے ہیں جن کا انجمن کے مال اور ملکوں پر قبضہ ہے۔ اس وقت ہمارے اندر اپنی طاقت بھی نہ تھی کہ اگر یہ لوگ ہمیں کہتے مسجد سے نکل جاؤ۔ تو ہم اپنی مسجد میں بھی ٹھہر سکتے۔ فرض میں نے خدا سے یہ دعا کی۔ رات کو جب میں لیٹا تو مجھے الہام ہوا۔ "گوں ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔" اور چونکہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اور آج سے وہ تباہی بربادی کے راستہ پر چل پڑے گی اس لئے خدا نے مجھے الہام کیا کہ لیجئے قتل عام سے محمود یہ لوگ جو اپنے علم اور اپنی طاقت اور اپنے جتنے اور اپنی دولت کے دعوے کر رہے ہیں ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اس معمول کا ایک اشتہار شائع کر دیا۔ وہ اشتہار آج تک موجود ہے۔ غیر بھی گواہی دے سکتے ہیں اور اپنے بھی کہ اس میں جو کچھ لکھا تھا وہ کسی شان سے پورا ہوا۔ میں نے اس اشتہار کا بیڑنگ ہی یہ رکھا تھا کہ "گوں ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔" پھر میں نے کہا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ لیجئے قتل عام وہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس وقت ہماری جماعت کا ۱۹۱۵ء فی صدی تھوڑا ان کے ساتھ تھا اور پانچ فی صدی ہمارے ساتھ تھا اور وہ لوگ فخر کے ساتھ اس بات کو شائع کرتے تھے کہ ہم وہ ہیں جن کے ساتھ جماعت کی اکثریت ہے۔ اور یہ بات ہمارے حق پر ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ لیکن ابھی تین بجتے اس الہام پر نہیں گزرے تھے کہ جماعت کے ۱۹۱۵ء فی صدی تھوڑے میری بیعت کر لی۔ اور پانچ فی صدی ان کے ساتھ رہ گئے۔ یہ خدا کا وہ نشان ہے جو اس شخص پر کیا اور جس میں بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا۔ جو میرا خلیفہ ہوگا۔ اور خدا اس کی تائید کرے گا۔ اس کے بعد اتفاقاً نے یہ برحقہم پر میری تائید و نصرت کی شروع کر دی۔ میں نے بتایا ہے کہ میں نے کسی قسم کا تسلیم حاصل نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے روایا میں بتایا کہ مجھے اس کی طرف ترقی کریم کا علم مل گیا ہے۔ اور چونکہ قرآن کریم کے علم میں دنیا کے سارے علوم شامل ہیں اس لئے اس کے بعد جماعت اور اسلام کے لئے مجھے جس علم کی بھی ضرورت محسوس ہوئی وہ خدا نے مجھے سکھایا۔ چنانچہ آج بھی دعوے کے ساتھ اعلان کرتا ہوں بلکہ ترجیح سے نہیں میں پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔ اے۔ سے خواہ وہ دلایت کا پاس شدہ

ہی کیوں پوچھو نہ خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو۔ خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ منطق کا ماہر ہو۔ خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو۔ خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو۔ خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے۔ تو نہ صرف اسکی اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جسکی متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں۔ اور اس قدر مجھے علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو۔ مجھ کو نہ دیا گیا ہو۔ پھر اسکی ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے فوراً مجھے جنت بخشی اور میں نے دنیا کے مختلف اطراف میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانے کیلئے مشن قائم کر دیئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی۔ باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا۔ مگر جیسا کہ خدا نے پیشگوئی میں بتایا تھا۔ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" اور خدائی نے مجھے توفیق دی کہ جس مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی خلافت کے ابتدائی ہی انگشتانی۔ سیلون اور مارٹینیس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ ایران میں۔ روس میں۔ عراق میں۔ مصر میں۔ شام میں۔ فلسطین میں۔ لیبی میں۔ گولڈ کوسٹ میں۔ سیرالیون میں۔ ایٹھ افریقہ میں۔ یوپی میں سے انگلستان کے علاوہ سپین میں۔ اٹلی میں۔ نیدرلینڈ میں۔ ہنگری میں۔ پولینڈ میں۔ یوگوسلاویہ میں۔ البانیا میں۔ جرمنی میں۔ یوگوسلاویہ میں۔ امریکہ میں۔ اور جراثین میں۔ چین میں۔ جاپان میں۔ طایا میں۔ سریتھ سیٹنس میں۔ ہائٹا میں۔ جادام میں۔ سر دبا میں۔ کاشغر میں خدا کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔ ان میں سے بعض پہنچ اس وقت دشمن کے ہاتھ میں قید ہیں۔ بعض کام کچھ ہیں اور بعض مشن جنگ کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو اس سلسلہ احمدیہ سے واقف نہ ہو۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ خبر نہ کرے کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا مسیحا ہے جو ان کے ملکوں کی طرف آ رہا ہے۔ حکومتیں اسکی ہڑ کو محسوس کر رہی ہیں۔ مگر بعض حکومتیں اس کو دبانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ چنانچہ روس میں جب ہمارا مبلغ گیا تو اسے سخت تکلیفیں دی گئیں۔ اسے مارا گیا، پیش کیا، اور ایک لمبے عرصہ تک قید رکھا گیا، لیکن چونکہ خدا کا وعدہ تھا کہ وہ اس سلسلہ کو پھیلانے کا اور میرے ذریعہ اسی کو دنیا کے کناروں تک شہرت دے گا۔ اس لئے اسنے اپنے فضل و کرم سے ان تمام مقامات میں احمدیت کو پہنچایا۔ بلکہ بعض مقامات پر بڑی بڑی جماعتیں قائم کر دیں۔

بہر حال جب اس قسم کی علامتیں ظاہر ہوئیں تو جماعت نے کہا۔ کہ وہ پیشگوئی جس کی خبر شیخ ہر علی صاحب کے فیصلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھی وہ پوری ہو گئی۔ مگر میں نے ہمیشہ اسکو

قبول کرنے سے استراذ کیا۔ اور میں نے یہ کبھی دعویٰ نہ کیا کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ میں نے اپنے دلی میں کہا جو خدا کا کلام۔ جب تک خدا اسکی متعلق یہ تصدیق نہ کرے۔ کہ یہ میرے ذریعہ سے پورا ہو چکا ہے اس وقت تک ہونا میرے لئے مناسب نہیں ہے۔ مجھے کیا خبر ہے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں یا نہیں ہوں۔ اگر میں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں تو کیوں میں ایک غلط بات کہوں۔ اور اگر میں اس کا مصداق ہوں تو میں خدا نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ اسی کا یہ بھی کام ہے کہ وہ مجھے خبر دے کہ میں اس کا مصداق ہوں۔ پس جو جماعت نے متواثر ہوا کہ میں اس پیشگوئی کا اپنے آپ کو قرار دوں مگر میں نے کبھی اس پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق قرار نہ دیا۔ اور جب بھی یہ پیشگوئی میرے سامنے آتی تھی اس پر سے خاموشی کے ساتھ گزر جاتا۔ اس عرصہ میں دشمن نے جیل بھی کئے۔ کہ اگر یہ شخص اس پیشگوئی کا مصداق ہے تو ہوتا کیوں نہیں۔ مگر میں نے ہمیشہ یہی سمجھا کہ خدا پر تقدیم تقویٰ کے خلاف ہے۔ میں میں خاموش رہا۔ اور باوجود جماعت کے اصرار اور دشمنی کے جیل کے میں نے کبھی اسکی متعلق کچھ نہیں کہا۔ یہاں تک کہ تیس سال کا لمبا عرصہ اس پر گزر گیا اور یہ مضمون قریباً ٹھٹھا ہو گیا۔ دوستوں نے زور لگا دیا کہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہوں نیکاً اعلان کروں۔ مگر میں خاموش رہا۔ دشمنوں نے کہا۔ کہ اگر یہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے تو ہوتا کیوں نہیں۔ مگر میں نہ بولا۔ جب موافق اور مخالف سب اس مضمون پر بحثیں کر کے تھک گئے۔ تو اس سال کے شروع میں ۱۹۵۵ء میں سلسلہ کی دسویں رات کو میں نے ایک خط لکھا۔

میں نے رزق کی حالت میں دیکھا کہ میں ایک ایسی جگہ پر ہوں۔ جہاں دشمن کی فوج کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے وہاں محروم ہو کر میں کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں کہ کلام مجھے ایسا محسوس ہوا۔ جیسے جرمن فوج نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے جہاں میں ہوں۔ اور ایسی شدت سے حملہ کیا ہے کہ جس فوج کے پاس میں تھا اسکی شکست کھانی شروع کر دی۔ میں یہ دیکھ کر خوب اب میں خیال کرتا ہوں کہ اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے مجھے ہمارے کہیں اور چلے جانا چاہیے۔ چنانچہ میں اس مقام سے باہر نکلا۔ مگر جو بھی باہر آیا۔ معا میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کسی سابق پیشگوئی کے تحت میں اس مقام سے بھاگنے کے لئے نکلا ہوں۔ اور اب میرا اُسندہ سفر اس پیشگوئی کے مطابق ہو گا۔ چنانچہ میں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ روٹیاں میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ میں اس تیزی سے دوڑ رہا ہوں۔ کہ زمین میرے پیروں کے نیچے مٹتی چلی جا رہی ہے اور میں سیلوں میں ایک کن میں لے کر تاجلدا ہوں۔ میری اس تیزی کا اسکی نازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ جتنی دیر میں کوئی شخص گزر جاتا ہے۔ میں خواب میں اتنی دیر میں بچاں ساتھ میں بڑھ جاتا ہوں۔ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور میرے ساتھیوں کو بھی کہ قدرت کی طرف سے دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے۔ یہاں تک کہ میں دوڑتے دوڑتے ایک بار اسی دن میں میرا بیٹا چلا۔ وہاں مختلف رستے مجھے دکھائی دیئے۔ کوئی کسی طرف جاتا تھا اور کوئی

کسی طرف۔ میں ان رسولوں کے بالمقابل دو دروازے چلا گیا۔ تاہم معلوم کر دینے کے مطابق میں نے کونسا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اس وقت میں ایک ایسی سرک کی طرف جا رہا ہوں جو سرک کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اسی پر میرا ایک ساتھی مجھے آواز دے رہا ہے کہ اس سرک پر نہیں دوہری سرک پر جائیں۔ جب میں اس کے کھنکھنے کے مطابق اس سرک کی طرف جاتا ہوں تو وہی طرف تھی جہاں لوٹنا ہوتا تھا۔ خود اقبال نے کی قدرت کے زبردست ہاتھوں نے مجھے بڑھ کر ایک درمیان راستہ پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آواز دینا چلا جاتا ہے کہ اس طرف آئیں اس طرف نہ جائیں۔ مگر میں اپنے آپ کو بے بس پاتا ہوں۔ اور اسی سبب پر دو دروازے چلا جاتا ہوں۔ اور یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہی راستہ اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کا مشا ہے۔ غرض میں اس رستے پر چلتا چلا جاتا ہوں۔ اسی دوران میں مجھے خیالی آیا کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیش گوئی کی گئی تھی اس میں یہ بھی ذکر تھا کہ اس کے بعد ایک جھیل آئے گی۔ وہ جھیل کہاں ہے۔ جب مجھے یہ خیالی آیا تو یکدم میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے ایک جھیل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے اسی جھیل کو پار کرنا ضروری ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ جھیل پر کچھ کشتی چلیز لڑتیں رہی ہیں۔ میں پر یمن لوگ سوار ہیں۔ خواب میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بت پرست قوم ہے۔ اور یہ لوگ ہیں جو ادنیٰ میں سے بہت ہیں اور اس وقت یہ لوگ اپنے سالانہ تہوار پر ہوں تو بھلائے کی غرض سے سترہ ٹھٹھ کی طرف سے جا رہے ہیں۔ میں نے جب اس جھیل کو عبور کر لیا اور کوئی طرف نہ دیکھا تو جھٹ کود کر ایک بہت پر سوار ہو گیا۔ جب میں بہت پر سوار ہوا تو اور لوگ اسکے پیچھے لگاتے گئے شروع کر دیئے ہیں سے ان کے ہتھوں کی عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ میں نے اس وقت اپنے دل میں کہا کہ میرا اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے۔ چنانچہ میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی۔ اور بڑے زور سے میں نے شرک کی برائیوں بیان کیں۔ اس وقت خواب میں میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ اور عربی میں ہی میں انہیں توحید کی تعلیم دے رہا ہوں۔ اتنے میں میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری اس تقریر سے متاثر ہو کر بعض مجاہدوں کے دونوں ہاتھ توحید پر ایمان پیدا ہونا شروع ہوا۔ اور وہ یکے بعد دیگرے مجھے پر ایمان لاتے چلے گئے۔ مگر میں نے اپنی تبلیغ جاری رکھی۔ یہاں تک کہ میں نے ان سے کہا۔ جب اس جھیل کا کنارہ آئیگا تو تھکاوے یہ بت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدا نے داد کی حکومت دینا میں قائم کی جائے گی۔ غرض اسی طرح میں تبلیغ کرتا چلا گیا۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو میں نے ان کو حکم دیا کہ ان تہوں کو پانی میں غرق کر دو۔ اور اسی سبب میرے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان تہوں کو جھیل میں غرق کر دیا اس کے بعد میں بھر کھڑا ہو گیا۔ اور انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ وہ لوگ خدا نے داد پر ایمان لاتے چلے جاتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم

پورا ہوتے دیکھا۔ پس آج ہم اس جگہ پر اس لئے جمع ہوئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کریں جس نے ایک گناہ گناہ شخص کو اس لئے گناہ گناہ شخص کو جو گھر میں بھی پہچانا نہیں جاتا تھا دنیا کے کونے کونے تک مشہور کر دیا۔ آپ ایسی گناہ گناہ کی حالت میں رہا کرتے تھے کہ بعض دفعہ جب وعدہ کے رشتہ دار آتے تو وہ مجھ میں آپ کو بیٹھا دیکھ کر یہ خیال کیا کرتے تھے کہ کوئی سناں بیٹھا ہے۔ بعض دفعہ آپ پر ایسی ایسی حالت بھی گزر جاتی کہ خود آپ کو فاقہ کنا پڑتا۔ اور اپنا کھانا کسی جہان کو کھلا دینا پڑتا۔ چونکہ ہماری جدی جائیداد پر کیا صاحب کا قبضہ تھا اس لئے ہمارا کائناتی سماج بعض دفعہ اس حصہ میں کردہ کوئی کام نہیں کرتے انہیں کھانا بھی نہیں بھرتی تھیں۔ حضرت سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ خود سنایا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جب کوئی میرے پاس جہان آتا اور میں کھانے کیلئے ان کو کھانا بھیجتا تو وہ کہہ دیتے کہ ہمارے پاس جہان کیلئے کوئی کھانا نہیں۔ اس پر جب کہ حضرت سیح موعود علیہ السلام اپنا کھانا جہان کو کھلا دیتے۔ اور خود بھوکے رہتے۔ ایک شخص نے سنایا کہ میں ایک شخص کو موعود تک آپ کے پاس جہان دیا۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ اپنے لئے جو کھانا آتا وہ مجھے کھلا دیتے اور خود چنے بھنوا کر ان پر گزارہ کرتے۔ آپ اپنے اشارہ میں بھی فرماتے ہیں بے

لغات المواصلات کان اکل

معدت الیوم مطلقا لا اھالی

لئے لوگوں جانتے ہو کہ ایک وقت مجھ پر ایسا گرا ہے جب دسترخوان کے ٹکڑے اور بھی ہوئی روٹی مجھے کھانے کیلئے دی جاتی تھی لیکن آج وہ دن ہے کہ سینکڑوں خاندانوں کے قبیلے میرے ذریعہ معدت پر پہنچے ہیں۔ پس وہی جس کو دنیا نے روک دیا جس کو ذیل اندر حقیر سمجھا آج اس کی آواز پر لاکھوں انسانی اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی آج ایسا نہیں مل سکتا جس کے ساتھ اس قدر لوگ عقیدت اور اخلاص رکھنے والے ہوں اور جس کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے لوگ تیار ہوں۔ تو میں بیشک دولتت کما تحت آج قربانی کر رہی ہیں مگر دنیا کے پردہ پر کوئی فرد ایسا نہیں جس کے نام پر اتنے آدمی اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے تیار ہوں جتنے آدمی حضرت سیح موعود علیہ السلام کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حالانکہ یہ وہی شخص تھا جو ایک طویل میں چالیس دن تک جولا کش کرتا رہا۔ اور جس کو سوائے چند لوگوں کے دنیا میں کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ پھر خدا نے اس کو بڑھایا اور دنیا میں اس کے نام کو پھیلایا۔ جب دنیا میں لاکھ لاکھ آدمی تھے۔ جب دنیا میں کی مخالفت کر رہی تھی۔ جب دنیا اس کو مٹانے کے لئے اپنا سارا اندر صرف کر رہی تھی اس وقت خدا نے اس کو

مخاطب کیا اور فرمایا "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی بچائی گویا ہر کر دے گا۔" سو دیکھ لو خدا نے زور آور حملوں سے اس کی بچائی دنیا پر ظاہر کیا یا نہیں۔ آج لاکھوں آدمی ایسے ہیں جو اس انسان پر ایمان لاتے ہیں۔ صرف ہندوستان میں ہی نہیں برقی ملکوں میں بھی اور آج پنجاب اور ہندوستان میں جماعت کو ایسی طاقت حاصل ہے۔ اور اس قدر اعلیٰ طور پر مدہ منظم ہے کہ اور کوئی جماعت اپنی طاقت اور اپنی تعلیم میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اتنی قدر دھوکا دے سکتی کہ گناہ گناہ کی جماعت بھی دنیا میں کوئی ایسی نہیں جو وہ قربانیوں کر رہی ہوں جو یہ جماعت دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ایسے زور آور حملوں کے ساتھ پورا کیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا دنیا کا کوئی شخص دیا ننداری سے غور کر کے کہ بعد یہ کہہ سکے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ خدا کی پیشگوئی ہے اُسی خدا کی جو عالم الغیب ہے جس کے قبضہ و تصرف میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ ہے۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جو خدا نے ظاہر کیا۔ میں اس نشان کو پیش کرتے ہوئے ان لوگوں سے جو اس وقت یہاں جمع ہیں کہتا ہوں کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ لوگ خدا کے اس نشان پر غور کریں اور اس کے فائدہ اٹھائیں۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ لوگ خدا تعالیٰ کے ان زور آور حملوں کو دیکھنے کے بعد اس کے ماحول کو قبول کریں تاکہ دنیا میں امن اور اشتی پیدا ہو اور صلح کا دور دورہ ہو۔ یاد رکھو جب تک خدا کے بھیجے ہوئے ماحول کی راہنمائی کو دنیا قبول نہیں کرتی اس وقت تک اسے کبھی امن حاصل نہیں ہو سکتا۔ چاہے وہ کتنا زور لگائے اور چاہے کتنا ہی امن کے حصول کیلئے جدوجہد کرے۔ دنیا کے لئے ایک ہی ذریعہ امن حاصل کرنے کا ہے کہ وہ اس درخت کے سایہ کے نیچے آجائے جو خدا نے لگایا ہے۔ جب تک وہ اس درخت کے سایہ کے نیچے نہیں آتی۔ اس وقت تک اُسے کبھی حقیقی امن اور اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔

میں نے بتایا ہے کہ یہ پیشگوئی صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ اس میں اتنی کثیر خبریں جمع ہیں کہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبریں دے سکتا۔ دنیا میں کون کہہ سکتا ہے کہ میرے وارثا پیدا ہو گا۔ وہ زمانہ کے عرصہ میں پیدا ہو گا۔ وہ زندہ رہے گا۔ وہ زمین کے کسی تک شہرت پائے گا۔ اور رحمت اور فضل کا نشان ہو گا۔ تو میں اس پر رکت پائیں گی۔ امیر اس پر رستگار ہوں گے۔ اور دین اسلام کا شرف اس کے ذریعہ ہر ہو گا۔ یہ تمام امور ایک ایک کر کے اس بات کی شہادت پیش کر رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے تھی۔ پھر اسی قدر نہیں۔ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اور بھی بہت سی باتیں بتائی گئی تھیں۔ چنانچہ وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پیشگوئی میں بتائی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

اول (۱) یہ بتایا گیا تھا کہ وہ لڑکا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہوگا۔ یعنی وہ زندہ رکھا جائے گا۔ تاکہ اسکی ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا کام پورا ہو۔ (دوسرے ۱۴) وہ رحمت کا نشان ہوگا یعنی اسکی غمور سے اصرار کی ترقی ہوگی اور مخالفین اسلام کے حملوں سے نجات حاصل ہوگی۔

تیسرے (۲) وہ قربت کا نشان ہوگا یعنی کچھ لوگ اس جماعت میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو اسلئے اور جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے لکڑی لکڑی کر دیں گے۔ ان کے گلے کا وہ دماغ کرے گا۔

اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام اور درجہ لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔

چوتھے (۳) وہ نفل کا نشان ہوگا۔ یعنی سلسلہ کی ترقی اس کے ساتھ وابستہ ہوگی۔

پانچویں (۴) وہ احسان کا نشان ہوگا یعنی مقاصد کی تکمیل اس کے ذریعے سے ہوگی۔

چھٹے (۵) وہ فتح کی کلید ہوگا۔ (۶) وہ غفر کی کلید ہوگا۔

آٹھویں (۷) وہ صاحب شکوہ ہوگا۔ (۸) وہ صاحب غفلت ہوگا۔

دسویں (۹) وہ صاحب دولت ہوگا۔ (۱۰) وہ بے بسی نفس ہوگا۔

کو بیماریوں سے شفا دے گا۔ (۱۱) وہ روح الحق کی برکت اپنے

ساتھ رکھتا ہوگا۔ (۱۲) وہ کلمہ اللہ ہوگا۔

چودھویں (۱۳) وہ کلمہ تحریر ہوگا۔ (۱۴) وہ سخت ذہین ہوگا۔

سولہویں (۱۵) وہ سخت فہیم ہوگا۔ (۱۶) وہ دل کا حلیم ہوگا۔

اٹھارہویں (۱۷) وہ علوم ظاہری سے پر کیا جائیگا۔ (۱۸) وہ علوم باطنی سے پر کیا جائیگا۔

بیسویں (۱۹) وہ عین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (۲۰) وہ شہرے والا خاص تعلق ہوگا۔

بائیسویں (۲۱) فرزند ولید ہوگا۔ (۲۲) گرامی اور ہنسند ہوگا۔

چوبیسویں (۲۳) منظر الہی ہوگا۔ (۲۴) منظر لافز ہوگا۔

چھبیسویں (۲۵) منظر الحق ہوگا۔ (۲۶) منظر العالی ہوگا۔

۱ گھڑا تیسویں (۲۷) وہ ایسا ہوگا جیسے خدا نے اس زمانے میں آسمان سے نازل کیا۔

۱ تیسویں (۲۸) اسکا زول بہت بڑا ہوگا۔ (۲۹) اسکا زول بڑا ہوگا۔

۱ تیسویں (۳۰) اسکا زول بڑا ہوگا۔ (۳۱) اسکا زول بڑا ہوگا۔

تیسویں (۳۲) وہ زمانہ الہی کے عطر سے مسح ہوگا۔ تینتیسویں (۳۳) اس میں خدا اپنی روح ڈالے گا۔ یعنی کام باطنی اس پر نازل ہوگا۔

چونتیسویں (۳۴) خدا کا سایہ اس سر پر ہوگا۔ چھتیسویں (۳۵) وہ ایڑوں کی رستگاری

سیفتیسویں (۳۶) وہ زمین کے کناروں کا موجب ہوگا۔

تک شہرت پائیگا۔ (۳۷) اس کا نفسی نقطہ آسمان ہوگا۔

اٹھالیسویں (۳۸) اس کی برکت پائیں گی۔ چالیسویں (۳۹) وہ دیر سے ظاہر ہوگا۔

۱ تیسویں (۴۰) وہ دیر سے ظاہر ہوگا۔ (۴۱) وہ غمور ہوگا۔

تینتالیسویں (۴۲) اس کی ظاہری برکتیں تمام جہان پر پھیلیں گی۔

چوالیسویں (۴۳) اس کی باطنی برکتیں تمام جہان پر پھیلیں گی۔

پینتالیسویں (۴۴) اس کی طرف اس کے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔ جیسے میں نے بتایا ہے کہ

قوم کے لیڈر میرے مخالف ہو گئے۔ چھیالیسویں (۴۵) اس کی کئی شادیاں ہوں گی

چنانچہ اس وقت تک میں چھ شادیاں کر چکا ہوں۔ (۴۶) وہ بیویاں فوت ہو جائیں اور چار موجود رہیں۔

سیفتالیسویں (۴۷) وہ عالم کباب ہوگا یعنی اسکی زمانہ میں بڑی بڑی جنگیں ہوں گی۔ چنانچہ پہلی جنگ ظہیم بھی

میرے زمانہ صوفت میں ہوئی اور اب دوسری جنگ بھی میرے زمانہ میں ہی ہو رہی ہے۔

۱ تالیسویں (۴۸) وہ بشیر اللہ ہوگا یعنی اس حکومت میں وہ ہوگا خدا اس حکومت کی فتح کی خبر دے گا۔

۱ چالیسویں (۴۹) وہ محمود ہوگا۔ (۵۰) وہ ذکی ہوگا۔

۱ اکاون (۵۱) وہ احوال عزم ہوگا۔ (۵۲) وہ حضرت علی کی طرح مدبر و خفیہ ہوگا۔

۱ تریسویں (۵۳) وہ محسن ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

۱ چوں (۵۴) وہ احسان ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

۱ پچیسویں (۵۵) وہ کلمہ العزیز ہوگا۔ (۵۶) وہ کلمہ اللہ خانی ہوگا۔

۱ مستان (۵۷) وہ ناصر الدین یعنی دین کی مدد کرنے والا ہوگا۔ (۵۸) وہ خاتم الدین ہوگا۔

۱ یہ وہ اتحاد دین نام یا بیگونیوں میں جن کا اہمیت میں ذکر آتا ہے اللہ تعالیٰ بحث تو بعد میں کسی

رسالہ میں کی جائے گی اور بتایا جائیگا کہ ان میں سے کتنی بیگونیوں پوری ہو چکی ہیں اور کتنی ابھی پوری ہونے والی

ہیں۔ لیکن ایک سرسری طریقہ ابہامات پر ڈال کر آپ لوگ دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ باتیں کس عظمت کی علامت

پوری ہوئیں۔ جس زمانہ میں محمد بن عبد اللہ کو کہا کرتے تھے کہ ایک بڑی جماعت کا خلیفہ ہو گیا ہے۔ اب یہ

جماعت ضرورتاً تباہ ہو جائے گی مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہی جماعت جو ایک بچہ کے سپرد کی گئی تھی آج اس سے کئی لکڑیاں زیادہ ہے جب وہ میرے سپرد کی گئی تھی۔ آج جماعت احمدیہ اس وقت سے بیسیوں گنے زیادہ مملکت میں پھیلی چکی ہے۔ آج جماعت کی عزت میں اس وقت سے بیسیوں لکڑیاں زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ آج جماعت کے خزانہ میں اس وقت سے بیسیوں لکڑیاں نہیں سینکڑوں لکڑیاں زیادہ رہیں ہے۔ پھر وہ شخص جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ جاہل ہے۔ علوم سے نااہل ہے۔ خدا نے اس کو اپنے پاس سے علم دیا۔ چنانچہ میرے ذریعہ سے مسائل مسلمانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم جمع کر دیئے ہیں کہ آج دشمن سے دشمن بھی ان کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ اسلام کی تشریح اس کے بہتر ناظم ہے۔ کچھ عرصہ بڑا قدم لگایا کہ وہ غیر مسلموں کو اس جو امر کے رہنے والے تھے قادیان میں جمع سے ملنے کیلئے آئے بعد میں انہوں نے سیلون میں ایک تقریر کی جس میں کہا عیسائی اپنی حماقت سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا آئندہ مصر سے مقابلہ ہوگا۔ کبھی وہ خیال کرتے ہیں اگر مصر نہیں تو کسی اور اسلامی ملک سے ہمارا مقابلہ ہوگا۔ یہ بالکل غلط ہے میں ابھی ایک جھوٹے سے گاؤں میں گیا تھا وہاں وہاں میں رہی نہیں جاتی مگر وہاں رہ کر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کو دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آئندہ یہ فیصلہ کر دینا کا مذہب اسلام ہوا عیسائیت یا دیگر کسی جگہ نہیں ہوگا۔ صرف قادیان میں ہوگا۔ اور دنیا کے ہر وہ کسی جگہ یہ لڑائی نہیں لڑی جائے گی۔ یہ لڑائی اگر لڑی گئی تو قادیان میں ہی لڑی جائے گی۔ مصر یا شام یا فلسطین میں نہیں لڑی جائے گی۔ یہ ایک عیسائی کی رائے ہے جو اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ وہ پلادی تھا اور اس کا نام لگوان کو عیسائی بنانا تھا۔ مگر وہ پلادی قادیان کو ایک دفعہ دیکھنے کے بعد اس رائے کا اظہار کرنے پر مجبور ہوا کہ اگر عیسائیت اور اسلام کی جنگ ہوئی تو اس کا فیصلہ قادیان میں ہوگا اور کسی جگہ نہیں ہوگا۔

یہ وہ نشان ہیں جن کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور ان نشانات کو پیدا ہوتے دیکھ کر انسان یقین کر سکتا ہے کہ ان نشانات بھی ایک دن پیسے ہو کر دیں گے۔ میں نے بتایا ہے کہ اس جگہ کوئی کے اکثر حصے پورے ہو چکے ہیں صرف تھوڑی سی باتیں ہیں جن کے لئے ابھی کچھ اور انتظار کرنا پڑے گا۔

بہر حال یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جس کو دیکھتے ہوئے مومنوں کے دل اس یقین اور ایمان سے بھر جاتے ہیں کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ میں جماعت کے اصحاب کو خصوصیت کر اس موقع پر توجہ دلاتا ہوں کہ اس نشان کے بعد آپ لوگ ابھی طرح سمجھیں کہ جس شخص کے ہاتھ پر آپ لوگوں نے بیعت کی ہے اس کا یہ فرض فرم دیا گیا ہے کہ وہ خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرے۔ پس آپ لوگوں ایک بہت بڑی ذمہ داری عاید ہو گئی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ اس وقت تک آرام کا سانس نہ لیں جب تک

خدا کی بادشاہت اسی طرح زمین پر نہیں آجاتی جس طرح وہ آسمان پر ہے اور ہر لوگ ابھی ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں ان سے کہتا ہوں کہ کب تک انتظار کرتے چلے جاؤ گے جو آئندہ دلا تھا آگیا۔ اب اس کو بعد کوئی نہیں جوتہا ہمارے امیدوں کے مطابق آسمان سے آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ چاہے قیامت تک تم ناک درگڑتے رہو تمہارا مسیح آسمان سے نہیں اتر سکتا جس کی آنا تھا وہ آچکا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس مثل اور نظیر نے آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق دنیا میں آنا تھا وہ آچکا۔ اب چاہے قیامت تک انتظار کرتے رہو اور کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق پیدا نہیں ہو سکتا۔

پس ہماری جماعت کو اس مقام پر بھیجے ہو کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہیے۔ یہ مکان جو سامنے دکھائی دے رہا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس روز تک حکمرانی کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے دعائیں مانگیں۔ اس زمانہ میں شہر کے ایک کنارہ پر بڑا کانا تھا۔ مگر اب شہر کی آبادی میں ترقی ہو چکی ہے اور اس کو اور درجہ کی عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ یہاں خدا کے ایک عظیم الشان نشان کی بشارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی جس کو اٹھادھن سال کے بعد ہماری جماعت نے پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ ایک نشان ہے اور بہت بڑا نشان اگر ہماری جماعت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ یہ نشان خدا نے ظاہر فرمایا ہے تو جماعت کو اس امر کا بھی یقین کر لینا چاہیے کہ اب دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہونی چاہیے یا تو شیطان کی طرف سے اسلام پر کوئی شدید حملہ ہو گیا ہوگا ہے جس کے دفاع کیلئے ہر شخص کو اپنی جان اور اپنا مل قربان کر دینا پڑے گا۔ اور پھر اسلام کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسا شدید حملہ ہو گیا ہے جس میں ہر شخص کو اپنی جان اور اپنا مل قربان کر دینا پڑے گا۔ دونوں صورتیں ایسی ہیں جن میں قربانی کرنی پڑے گی۔ دونوں صورتیں ایسی ہیں جن میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو ایک حقیر چیز کی طرح خدا کی راہ میں پیش کرنا پڑے گا۔

پس ہر احمدی جو آج اس لمحہ میں موجود ہے اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اب دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہو کر رہنے والی ہے یا تو کفر کا اسلام پر کوئی نیا حملہ ہوئے والا ہے اور یا پھر اسلام کا کفر کے قلعہ پر حملہ ہونے والا ہے۔ بیشک آپ لوگوں نے پہلے بھی قربانیوں کی ہیں مگر آئندہ آئے والی قربانیوں کے مقابلہ میں وہ قربانی بالکل پیچ ہو جائیں گی اور وہی شخص اس امتحان میں کامیاب ہو گیا ہو اپنی جان اپنے مال اپنی عورت اور اپنے بچوں کی قربانی کرنے میں ایک لمحہ کیلئے بھی ہچکچا کر کسم کام نہیں لے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح ابراہیم نے خدا کے حکم کے ماتحت

اپنے اکلوتے بچہ کے گلے پر چھری رکھ دی تھی اسی طرح وہ اپنی ہر خواہش - اپنی ہر عزت اپنی ہر دولت اور اپنے ہر آرام پر چھری پھیر کر ٹھیک کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی آواز کی طرف دوڑ گیا اس کی روح آستانہ الہی پر گر جائے گی۔ اس کا دل ایمان سے پُر ہوگا۔ اور وہ اپنی ہر چیز کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دے گا۔ اس کی آنکھوں میں سوائے خدا کے اور کسی کا جلوہ نظر نہیں آئے گا۔ اس کے دل پر سوائے خدا کے اور کسی کی حکومت نہیں ہوگی اور اس کے کانوں میں سوائے اس کے ماحول اور مہرسل کی آواز کے اور کسی کی آواز نہیں آئے گی۔ وہ ایک فرض شناس سپاہی کی طرح کفر کے مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ اور اس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک کفر کو مٹا نہیں لیتا یا اس جہد جہد میں اپنے آپ کو ہلاک نہیں کر دیتا۔

یہی نہیں سمجھو کہ وہ دوسرے آدمی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ پر عاید کی گئی تھی مگر وہی - یہی نے جماعت پر بھی محبت کر دی اور میں نے ہر شیار پر بیکہ پہنچنے والوں کو بتا دیا کہ خدا نے اس مقام کو ایک بہت بڑی حقوت بخشی ہے۔ اس مقام سے اس نشان کا اعلان ہوا جسے خدا نے رحمت کا نشان قرار دیا ہے جسے فضل ادا احسان کا نشان قرار دیا۔ پس اپنے دہرہ کے مطابق خدا اس نشان کو لوگوں کے لئے رحمت اور فضل کا ہی موجب رکھے گا۔ جب تک وہ اس کی رحمت اور فضل کے نشان کو مدد کے عالم کتاب ہونے والے نشان کا مطالبہ نہ کریں۔ مگر سب کچھ آپ لوگوں کے اختیار میں ہے۔ آپ کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہیں تو اس کے نشان اور فضل کے نشان کو اپنی ذات میں دیکھیں۔ بعد اگر چاہیں تو اس کے عالم کتاب ہونے والے نشان کا اپنی ذات میں مشاہدہ کریں۔ خدا تعالیٰ کے ماحول جو دنیا کی ہدایت کے لئے آیا کرتے ہیں ان کے ایک ہاتھ میں تریاق کا پیالہ ہوتا ہے اور ان کے دوسرے ہاتھ میں نہر کا پیالہ ہوتا ہے اور لوگوں کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو نہر کا پیالہ پی لیں اور اگر چاہیں تو تریاق کا پیالہ پی لیں۔ پس اپنے عمل سے آپ لوگوں نے رحمت کا نشان دیکھا ہے اور اپنے عمل سے آپ لوگوں نے اس کے عالم کتاب ہونے والے نشان کا مشاہدہ کرنا ہے۔ نہ ان کے پاس دوسری چیزیں موجود ہیں۔ اس کے پاس موت بھی ہے اور اس کے پاس حیات بھی ہے مگر کیسا بخت ہے وہ انسان جو حیات و موت خدا سے موت مانگنے کے لئے توتا رہا جو ہر تاسہ مگر زندگی مانگنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ کھتے ہیں لوگ ہیں جو بیویوں سے کہا کرتے ہیں کہ میں کوئی ایسا نشان دکھاؤ جس کے نتیجہ میں اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہلاک ہو جائیں۔ ان بد بختوں کو کبھی خیال نہیں آتا کہ وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان طلب کرنے کی بجائے ہدایت اور رحمت کا نشان کیوں طلب نہیں کرتے۔ حالانکہ رحمت بھی اس کے نشانوں میں ہے ایک نشان ہے جس طرح ہلاکت بھی

نشانوں میں ہے ایک نشان ہے جس میں اگر دنیا اور دنیاوی کے اس عظیم الشان نشان رحمت سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے نشانات اسے دکھائے گا۔ اور اگر وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان دیکھنا چاہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ جس خدا کے پاس حیات ہے اس خدا کے پاس ہلاکت بھی ہے۔ جب آسمان پر دنیا کی ہلاکت اور بربادی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو نہ بادشاہ اس ہلاکت کو روک سکتے ہیں نہ پارلیمنٹ اس ہلاکت کو روک سکتی ہیں نہ تنظیمیں اس ہلاکت سے بچ سکتی ہیں نہ جمعیوں اس ہلاکت سے محفوظ رکھ سکتی ہیں جب اصحاب سے عذاب نازل ہوتا ہے اس وقت بڑے سے بڑے بادشاہ اس عذاب کا ٹھکانہ ہو سکتے ہیں اور کوئی حکومت اور کوئی سلطنت اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو عذاب سے محفوظ نہیں رکھ سکتی بلکہ جب رحمت کا نشان نازل ہوتا ہے تو اس وقت مومن مومن کا مومن کے حیرت انگیز نشان ظاہر ہوتے ہیں اور برکات اور انوار کا دریا ہر طرف مومنین مانتا دکھائی دیتا ہے۔

غرض حق تعالیٰ نے اپنے فرض کو ادا کر دیا اور میں نے سب لوگوں کو بتلویا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بیٹھائی جو آپ نے اپنے ایک واسطے کے متعلق فرمائی تھی اور جس میں بتایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک مشہرت پائے گا میرے ذریعہ سے چوری ہو چکی ہے۔ اور میں ہی آپ کا وہ موجود بنی ہوں جس کی اسی اشتہار میں ذکر کیا گیا تھا جو آپ نے ۲۰ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا۔ میں اس بیٹھائی پر زیادہ تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتا ہوں تاکہ جو لوگ اب وقت نہیں اسٹل ہیں اپنی تقریر کو ختم کر سکیں۔ اب مختلف ملکوں کے خاصہ سے باری باری تقریریں کریں گے اور بتائی گئے کہ اس بیٹھائی کے مطابق دنیا کے کئی دن تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام میرے ذریعہ سے اور میرے پیچھے پورے آدمیوں کے ذریعہ سے ہی پہنچا ہے۔ (الفضل ۱۹ فروری ۱۹۰۵ء)

(مفتی سید حبیب الرحمن بریلوی) اسی پر روشنی ڈال چکے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ کام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان الفاظ میں نازل ہوا تھا کہ

"خدا تیرے نام کو اسی روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عورت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔"

اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام نے فرمایا:

"اس وقت مختلف ممالک کے مفتی تھے آپ لوگوں کو بتا رہے تھے کہ اس طرح دنیا کے کناروں تک

اپنے اکلوتے بچہ کے گلے پر چھری رکھ دی تھی اسی طرح وہ اپنی ہر خواہش اپنی ہر عزت اپنی ہر دولت اور اپنے ہر آرام پر چھری پھیر کر ٹھیک کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی آواز کی طرف دوڑ گیا اس کی روح آستانہ الہی پر گر جائے گی۔ اس کا دل ایمان سے بھر چکا اور وہ اپنی ہر چیز کو جھڑپ اور ذلیل سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دے گا۔ اسی کی آنکھوں میں سوائے خدا کے اور کسی کا جلوہ نظر نہیں آئے گا۔ اس کی دل پر سوائے خدا کے اور کسی کی حکومت نہیں ہوگی اور اس کی کانون میں سوائے اس کی مامور اور مرسل کی آواز کے اور کسی کی آواز نہیں آئے گی۔ وہ ایک فرض شناس سپاہی کی طرح کفر کے مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ اور اسی وقت تک وہ اپنی نہیں بٹیکتا جب تک کفر کو مٹا نہیں لیتا یا اسی جدوجہد میں اپنے آپ کو ہلاک نہیں کر دیتا۔

پس جس نے کج دہ ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر پر عاید کی گئی تھی ادا کر دی۔ جس نے جماعت پر بھی محبت کر دی اور جس نے ہر شیار پر یکے بچنے والوں کو تباہ کیا کہ خدا نے اس مقام کو ایک بہت بڑی عزت بخشی ہے۔ اس مقام سے اس نشان کا اعوان ہوا جسے خدا نے رحمت کا نشان قرار دیا ہے۔ جسے فضل اور احسان کا نشان قرار دیا۔ جسے اپنے دعوہ کے مطابق خدا اس نشان کو لوگوں کے لئے رحمت اور فضل کا ہی موجب رکھے گا۔ جب تک وہ اس کی رحمت اور فضل کے نشان کو یاد کرے گا کہ نام کتاب ہوئے والے نشان کا مطالبہ نہ کریں۔ مگر سب کچھ آپ لوگوں کے اختیار میں ہے۔ آپ کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہیں تو اس رحمت اور فضل کے نشان کو اپنی ذات میں دیکھیں۔ اور اگر چاہیں تو اس رحمت اور فضل کے نشان کو اپنی ذات میں مشاہدہ کریں۔ خدا تعالیٰ کے مامور دنیا کی حیات کے لئے آیا کرتے ہیں ان کے ایک ہاتھ میں تریاق کا بیاد ہوتا ہے اور ان کے دوسرے ہاتھ میں زہر کا بیاد ہوتا ہے اور لوگوں کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو زہر کا بیاد پی لیں اور اگر چاہیں تو تریاق کا بیاد پی لیں۔ پس اپنے عمل سے آپ لوگوں نے رحمت کا نشان دیکھا ہے اور اپنے عمل سے آپ لوگوں نے زہر کا نام کتاب ہوئے والے نشان کا مشاہدہ کرنا ہے۔ خدا کے پاس دونوں چیزیں موجود ہیں۔ اس کے پاس موت بھی ہے اور اس کے پاس حیات بھی ہے مگر کیا بد بخت ہے وہ انسان جو حیات و قیوم خدا سے موت مانگنے کے لئے توتیار ہو جائے مگر زندگی مانگنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو نبیوں سے ہلاکت میں کہیں کوئی ایسا نشان دکھاؤ جس کے نتیجہ میں اگر ہم مجبور نہ ہوں تو ہلاک ہو جائیں۔ وہ بد بختوں کو کبھی خیال نہیں آتا کہ وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان طلب کر لے گی بجائے ہدایت اور رحمت کا نشان کیوں طلب نہیں کرتے۔ حالانکہ رحمت بھی اس کے نشانوں میں ہے ایک نشان ہے جس طرح ہلاکت بھی

نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ پس اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان رحمت سے غافل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے نشانات اسے دکھائے گا۔ اور اگر وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان دیکھنا چاہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ جس خدا کے پاس حیات ہے اس خدا کے پاس ہلاکت بھی ہے۔ جب آسمان پر دنیا کی ہلاکت اور بربادی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو وہ بادشاہ اس ہلاکت کو روک سکتے ہیں نہ پارلیمنٹیں اس ہلاکت کو روک سکتی ہیں نہ تنظیمیں اس ہلاکت سے بچ سکتی ہیں نہ جمعیاتیں اس ہلاکت سے محفوظ رہ سکتی ہیں جب آسمان سے عذاب نازل ہوتا ہے اس وقت بڑے سے بڑے بادشاہ اس عذاب کا ٹکڑا ہر جھٹکتے ہیں اور کوئی حکومت اور کوئی سلطنت اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو عذاب سے محفوظ نہیں رکھ سکتی بلکہ جب رحمت کا نشان نازل ہوتا ہے تو اس وقت بھی کوئی کامیابی کے حیرت انگیز نشان ہی ہر جھٹکتے ہیں اور برکات اور انوار کا دریا ہر طرف موجیں مارتا دکھائی دیتا ہے۔

خوف حق میں نے اپنے فرض کو ادا کر دیا اور میں نے سب لوگوں کو بتوایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بیٹھائی جو اپنے اپنے ایک روٹ کے لئے متعلق فرمائی تھی اور جس میں بتایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا میرے ذریعہ سے پورا ہو چکی ہے۔ اور میں ہی آپ کا وہ موعود بتا رہا ہوں جس کی اس اعتبار میں ذکر کیا گیا تھا جو آپ نے ۱۰ فروری ۱۸۵۹ء کو شائع کیا۔ میں اسی بیٹھائی پر زیادہ تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنا چاہتا تھا مگر جو شراب وقت نہیں اس کی بنا اپنی تقریر کو ختم کرنا ہوں۔ اب مختلف ملکوں کے خاندانوں سے باری باری تقریریں کریں گے اور بتائیں گے کہ اسی بیٹھائی کے مطابق دنیا کے کھردہ دن تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام میرے ذہن سے اور میرے پیچھے ہونے آدمیوں کے ذہن سے ہی ہٹا نہیں جاتا۔ (الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۵ء)

(مستقیلاً سلسلہ جب اسی امر پر روشنی ڈالی چکے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان الفاظ میں نازل ہوا تھا کہ

”خدا تیرے نام کو اسی روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔“

اس کے بعد کے ذریعہ بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پورا ہو چکا ہے تو اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث علیہ السلام نے فرمایا:۔

”اس وقت مختلف ملکوں کے مستقیں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس طرح دنیا کے کناروں تک

میرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور احادیث کا نام پہنچایا۔ مغرب کے انتہائی کناروں میں شمالی امریکہ وغیرہ کے لئے مشرق کے انتہائی کناروں میں چین اور جاپان خیرہ تک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کا نام اور اس کی تعلیم پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح ایشیا اور یورپ کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے پیچھے ہونے والے مبلغین کے ذریعہ لوگوں کو اسلام اور احادیث میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ان طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ اور ساتھ ہی آپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک راکا ہر گاہ جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ سب کے لئے یہ سچے سچے کہ وہ پہلی پیشگوئی جو زمین کے کناروں تک تبلیغ پہنچنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ وہ میرے اسی راکے کے ذریعہ پوری ہوگی جس نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کرنی ہے۔ اب ہر شخص کے لئے کہہ دیجئے کہ وہ کوئی نساۓتہ تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا فیصلہ کیا وہ کوئی نساۓتہ تھا جس نے اس تبلیغ کو اس وقت تک دنیا کے کناروں تک پہنچنے سے روک رکھا تھا۔ وہ راکا ظاہر نہ ہو گیا۔ اور پھر وہ کوئی نساۓتہ تھا جس نے میرے مبلغوں کے ذریعہ جاپان سے لے کر شمالی امریکہ تک تمام دنیا میں اسی سلسلہ کو پہنچا نا شروع کر دیا۔ بلکہ ہر ملک کے افراد کو اس میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس پر ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ مگر اب وہ آپ پر دُرد اور سلام بھیجتے اور صبح شام آپ کے دروازے کی بلندی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ہزاروں ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نام تاکے کا آشنا تھے مگر خدا تعالیٰ میرے ذریعے سے ان لوگوں کو اپنے آستانہ پر لے آیا۔ صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے تمام رد کوں کو دھڑکیا اور صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے اپنے کام کو پورا کرنے کے لئے زمین کے کناروں تک اسلام اور احادیث کا نام میرے ذریعے سے پہنچایا۔ پس یہ پیشگوئی جس مقام سے کی گئی تھی اسی مقام کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اعلان آپ لوگوں کے سامنے کر دیا گیا ہے تاکہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ خدا کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

ان آثار کے دوران میں بعض ایسے جہاں تک کا بھی ذکر کیا گیا ہے جہاں احمدیوں کو خاصی قدر پر تکلیفیں دی گئیں ہیں چنانچہ بعض ممالک میں ہمارے مبلغ مسلمان رکھ گئے اور بعض ممالک میں حکومتوں نے ان کو ملک بدر کر دیا مگر میں یہ کہہ بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس میں ملک کی حکومت نے

ہمارے مبلغین کے ساتھ ایسا سلوک کیا تھا خدا نے ان حکومتوں کو سزا دے بغیر نہیں چھوڑا۔ وہ بڑے بڑے ممالک جہاں ہمارے مبلغین کے ساتھ سختی کی گئی، افغانستان، روس، پولینڈ اور البانیہ ہیں۔ یہ وہ ممالک ہیں جہاں خصوصیت سے احمدیوں کو تکالیف پہنچائی گئیں اور حکومتوں نے یا تو ہمارے آدمیوں کو مار ڈالا یا ان کو اپنے ملک سے نکال دیا۔

پس میں ان لوگوں کو جو ابھی جماعت میں شامل نہیں ہوئے تھے ان کو دیکھنا ہوا کہ مغرب کے کناروں سے مشرق کے انتہائی کناروں تک ہم اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ آپ بھی اس سلسلہ کی حقیقت پر غور کریں اور خدا تعالیٰ کے ان نشانات سے فائدہ اٹھائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں اندازہ آپ لوگ ابھی اس سلسلہ کی صداقت پر غور نہیں کر سکتے تو کم سے کم خدا تعالیٰ کا اتنا خوف اپنے دل میں ضرور پیدا کریں کہ جب اس جماعت کے افراد اسلام کی تبلیغ کیلئے نکلیں تو اس وقت ان کی مخالفت کرنے سے احتراز کریں اور سمجھ لیں کہ یہ داران پر نہیں ملے خدا کے دین پر ہوگا اور اس کا نقصان فراد کو نہیں بلکہ مذہب اور اسلام کو ہوگا۔ اس طرح میں ان لوگوں سے بھی جو ابھی اسلام کی صداقت کے قائل نہیں۔ کہتا ہوں کہ ہم مبلغ ہیں تبلیغ ہمارا کام ہے اور یہ کام ہم نے ہمیشہ کرنا ہے خواہ کوئی ہندو ہو سکھ ہو عیسائی ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے تبلیغ کریں اور اسلام کی تعلیم اس کے کانوں تک پہنچائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تبلیغ کرنا صرف ہمارا حق ہے کہ ان کا بھی حق ہے کہ وہ ہمیں تبلیغ کریں۔ ہمیں اس پر کوئی فکر نہیں ہو سکتا لیکن اس کے مقابلہ میں جو بھی ضرورت ہے کہ وہ ہماری تبلیغ پر چڑھیں نہیں۔ ہم غور کریں کہ ہم نرمی اور پیار اور محبت سے ان کو تبلیغ کریں اور جب ہم یہ نتیجہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ لوگ اس دین کو اختیار کریں تو پھر چاہے لوگ ہمیں عادیں پیشیں گلیاں دیں ہم مجبور ہیں کہ ان کو اسلام کی تبلیغ کرتے چلے جائیں۔ کسی کا بچہ کنوئیں میں گرے ہو تو دوسرا شخص اسے دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتا۔ کسی جگہ آگ لگ رہی ہو تو کوئی شخص اس آگ کو دیکھ کر آرام سے بیٹھ نہیں سکتا۔ پھر جب ہم کو بھی ان سے دینی ہی محبت ہے جیسے ایک باپ کو اپنے بیٹے سے ہوتی ہے یا بھائی کو اپنے بھائی سے ہوتی ہے اور جب کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اسلام میں داخل نہیں وہ ایک آگ کی مانند ہیں جو اپنے بچہ پر ہمارا زور لگائی گئی کہ وہ اس آگ سے بچ جائیں خواہ اس کی جود جہد میں ہماری اہم جان بھی کہیں نہ جلی جائے۔ پس تبلیغ کیلئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور ہم اپنے اس فرض کو ہمیشہ ادا کرتے رہیں گے۔ لیکن آپ لوگ مت سمجھیں کہ آپ خدا کی تقدیر کو پورا ہونے سے روک سکتے ہیں خدا کی تقدیر ایک دن پوری ہو کر رہے گی اور یہ سلسلہ تمام زمین پر پھیل جائیگا۔ کوئی نہیں جو اس سلسلہ کو پھیلنے سے روک سکے۔ میں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ میں زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں

جلسہ با مصلح موعود لاہور، لدھیانہ، دہلی حضرت مصلح موعودؑ کے پرشکوہ اعلانات

(نوٹ)۔ جلسہ پرشکوہ کے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۹۴ء کو لاہور میں۔ ۱۳ مارچ ۱۹۹۴ء کو لدھیانہ میں۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۹۴ء کو دہلی میں عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں حضرت مصلح موعودؑ نے مصلح موعود کے حضور کے بارہ میں تقاریر فرمائیں۔ جنہ پرشکوہ پر ہر طرح ان جلسوں میں بھی حضورؑ کی پہلی تقریر کے بعد مبلغین اسلام نے تقاریر کیں اور اسکی رد و جھڑپ سے اختتامی خطاب فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؑ کی ان تقاریر کے بعض اقتباسات ہدیہ قارئین کے جانتے ہیں۔

(ادارہ)

(۱)

جلسہ لاہور میں سیدنا حضرت مصلح موعودؑ نے خدا سے واحد و قہار کی قسم کھا کر نہایت پرشکوہ اعلانات فرمائیں۔

”آج میں اس جلسہ میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی چھوٹی قسم کھانا نصیبوں کا کام ہے اور جس پر افسر کرنے والا اسکی عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں پہلی بار پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعودؑ کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ظاہر اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اور قہید دنیا میں قائم ہوگی۔“

(۲)

حضرت احمدیہ کی عظیم الشان قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

”خدا نے مجھے وہ توادیں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دلی بخشے ہیں۔ جو میری آواز پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ یہی انہیں سسر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ سسر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں

میں ہر شہر پرور کی ایک ایک اینٹ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھ سے طے کر دیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور ان کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ میرا پناہ خواہ ہے جب میں دمشق میں گیا تو عبدالقادر غفرلہ جو اس علاقہ کی اسلامی تحریکات کی مجلس کے صدر تھے مجھے ملے۔ کیئے آئے اور باتوں باتوں میں کہنے لگے ہندوستانی لوگ جاہل ہیں وہ اسلام اور قرآن سے ناواقف ہیں اور ان کی نادانیت سے فائدہ اٹھا کر آپسے ان لوگوں میں اپنے سلسلہ کو پھیلا دیا۔ عرب لوگ قرآن کی بولی جانتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ اسلام اور قرآن کیا کہتا ہے۔ اسکی بنیاد عقائد کا ہرگز نام نہ لیں اور باد میں کہ ایک عرب بھی آپسے سلسلہ کو قبول نہیں کر سکتا۔ میں نے اس سے کہا آپ کچھ عجمی ہندوستانی لوگ چونکہ جاہل ہیں اسکی ان میں ہمارا سلسلہ پھیل گیا عرب کا کوئی آدمی ہمارے سلسلہ کو قبول نہیں کر سکتا۔ میں یہاں سے جاتے ہی اپنا مشن بھیو لگا اور اس وقت تک اس علاقہ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک عربوں میں سے کئی لوگوں کو احمدی نہ بنوں۔ چنانچہ میں نے آئے ہی اپنے مبلغین کو اس علاقہ میں بھجوا دیا۔ اور اب بڑے بڑے ڈاکٹر ایمر سرگودھا اور تعلیم یافتہ اشخاص ہمارے سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزاروں روپیہ وہ اسلام اور احمدیت کیلئے خرچ کر رہے ہیں۔ پس یہ یوں نہیں سکتا کہ دنیا انکار کرے خدا انکار کرتی چلی جائے۔ یہ جو بھی نہیں سکتا کہ جسے خدا نے بھیجا ہے اس پر لوگ ایمان نہ لائیں مگر مبارک ہیں وہ جواب ایمان لاتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کی آواز کو سنتے ہیں اور اس پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں جو شخص خدا کے مامور کی آواز کو سنتا ہے وہ درحقیقت خدا کی آواز کو سنتا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کے مامور کی آواز کو رد کرتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی آواز کو رد کرتا ہے۔ پس بڑی ہی بد قسمتی ہوئی کہ لوگ ایمان نہ لائیں خدا کے اس مامور کو قبول نہ کریں جو خدا نے انکی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

اسکی بعد حضور اس کمرہ میں قشر فرماتے گئے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسند میں بٹہ کرسی فرمائی تھی اور تہذیب و تمدن کے نام پر ان کی شان و شوکت کے لئے ہر روز دعا فرمائی۔



پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے خوردی میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے خوردی میں کود کر دکھادیں۔ اگر خود کشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خود کشی اسلام میں ناجائز نہ ہو جاتی تو میں اس وقت نہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سرداروں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر جاتا۔ خدا نے ہمیں اسلام کی تائید کے لئے کھڑا کیا ہے۔ خدا نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرنے کیلئے کھڑا کیا ہے۔

(۳)

آپ نے اپنی اختتامی تقریر میں فرمایا:-

”اے اہل مہاجر! میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں تمہیں اس الٰہی الٰہی طرف بلاتا ہوں جس جس تم سب کو پیدا کیا تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں اس وقت میں نہیں بولی بلکہ خدا میری زبان سے بولی رہا ہے۔ میرے سامنے ہیں اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا۔ جو شخص میرے مقابل میں کھڑا ہو گا وہ ذلیل کیا جائے گا وہ رسا لیا جائے گا وہ تباہ اور بادل کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی قوت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان جہاد قائم کر دیا۔ میں ایک انسان ہوں میں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔۔۔۔۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مطلوب ہو گیا۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ہنسنے والوں پر میرے انکار کرنے والے غالب آگئے تو جب تک تم مجھ کو کہیں ایک تقریر نہ تھا۔ لیکن اگر میری تقریر کو تم خود سوجھ لو۔ تمہارا کیا انجام ہو گا۔ کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے کہنی اور پھر بھی اسے قبول نہ کیا۔“

(۴)

جلد دھوا نہ کے موقع پر اہل دھوا نہ نے سخت مخالفت کی جلد کو گرانے کے لئے مظاہرے کے لئے جلد کو درہم برہم کرنے اور ناکام کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ اس موقع پر حضور نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

”اس وقت اہل دھوا نہ کے لوگ غالباً بہت کم ہوں گے۔ زیادہ تو میری طرف ہیں۔ لیکن اگر یہاں ایک بھی دھوا نہ کا شخص ہے تو میں اس کی ذریعہ اہل دھوا نہ کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اگر خدا

لے:- الفضل مصلح موعود وغیرہ فرمودی ۱۳۵۷ھ
لے:- الفضل مصلح موعود وغیرہ فرمودی ۱۳۵۷ھ

کے لئے کہ وہ تم نے میری مخالفت کی اور میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ تم نے میری موت کی خواہش کی مگر میں تمہاری زندگی کا خواہاں ہوں کیونکہ میرے سامنے میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے آپ جب مخالف میں تبلیغ کے لئے گئے تو شہر کے لوگوں نے آپ کو جھڑپ مارا۔ اور یہاں کے شہر سے نکال دیا۔ آپ نے بھی ہر کوئی دھمکایا۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا اگر آپ فرمائیں تو اس شہر کو اٹھا کر کھود دوں مگر میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے، میرا باپ میری جان میرے جسم اور میری روح کا وہ ذہن آپ پر قربان ہو۔ فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ لوگ نادان تھے، نادان تھے، اس لئے انہوں نے مجھے تکلیف دی۔ اگر یہ لوگ تباہ کر دئے گئے تو ایمان کو نئے گا۔

سو اے اہل دھوا نہ! انہوں نے میری موت کی تمنا کی میں تمہارے لئے زندگی کا پیغام لایا ہوں۔ بعد از زندگی اور دائمی زندگی کا پیغام۔ ایسی ابدی زندگی کا پیغام جس جس بدنامی میں اور کوئی موت نہیں رہی تمہارے لئے خدا کی رضا کا پیغام لایا ہوں جسے حاصل کرنے کے بعد انسان کچھ کوئی دکھ نہیں رہتا اور مجھے یقین ہے کہ آج کی مخالفت کل دن کو ضرور کھلے گی۔ اور دنیا دیکھے گی کہ یہ شہر اللہ تعالیٰ کے فضل کے لئے مقرر ہوا اور میرے کام میں میرا امداد و معاون بنے گا۔ میں خدا تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں اور اس کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔“

(۵)

آج میں اہل دھوا نہ کو خبر دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبردار قدرت اور فضل اور رحمت کے جس نشان کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو چکا ہے۔ جن لوگوں کے کان میں یہ آواز پہنچے وہ ان لوگوں تک اسے پہنچا دیں جو نہیں سنے۔ اور میں دھوا نہ والوں کو یہ پیغام دیکر بھی اللہ عزوجل کو اور ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ انکار کر کے نقصان نہ اٹھائیں۔ عظیم الشان پیشگوئی غیر معمولی حالات میں پوری ہو چکی ہے۔ چاہے تو تم نے آپ کو خدا اور غلبہ عطا کیا پھر جیسا کہ نعمت اللہ صاحب دہلی کی پیشگوئی میں چار پانچ سو سال قبل بتایا گیا تھا کہ

پس سرش باد گار سے بیختم

اور جیسا کہ پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں بھی بتایا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلان دی اور پھر ایسا پیشگو کیا تو اس کو کوئی کلام حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نشان کے ساتھ کھڑا کیا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کس رنگ میں اور کس طریق سے اپنے کام کو پورا کرے گا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ کام ہو کر رہے گا۔

الفضل مصلح موعود فرمودی ۱۳۵۷ھ

میرے ذریعہ یا مجھ سے دین سیکھنے والے کسی اور کے ذریعہ اور جہاں آج دنیا میں ہر طرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہوئے ہیں وہاں گھر گھر سے درد کی آوازیں آئیں گی اور خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر ہے گا۔

(۶)

صور کی پہلی تقریر کے بعد محترم جناب چوہدری خضر اللہ خان صاحب نے الکتاب عالم میں اشاعت اسلام کے انھوں دیکھے ایمان افروز حالات سنائے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا:-

”اب میں لدھیانہ کے لوگوں اور ان لوگوں کو بھی جو باہر سے آئے ہوتے ہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آسمان کی آواز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بلند کی ہے اسے بلند کرنا آسان نہیں..... جب ہم اسلام کو بچا بچتے ہیں تو پھر ہم یہ بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ بچائی کو دنیا میں پھیلانے میں ہم سے مخالف اگر ایمان نہ بھی لائیں تو بھی ان کو چاہیے کہ ہماری خیر خواہی کے قائل ہوں اور اس بات کو مانیں کہ ہم کچھ کہتے ہیں لیکن ہمدردی کے لئے کہتے ہیں۔ اور کہتے چلے جائیں گے۔ چاہے وہ ہم کو کتنے دکھ کیوں نہ دیں کتنی تکالیف کیوں نہ پہنچائیں خواہ وہ ہمیں آمدن سے محروم دیں خواہ شیروں کے آگے ڈالیں۔ پتھروں سے سنسلا کریں۔ پہاڑوں سے گر کر ہلاک کریں، سمندر میں چھینک دیں۔ ہم خدا کا نام لے کر کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے رو نہیں سکتے۔ جلتک ہماری جہاں میں جان ہے ہم یہ آواز بلند کرنے چلے جائیں گے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ تعلیم ضرور پھیل کر رہے گی۔ اور زبردست سے زبردست قویں بھی ہمارے رستہ میں اگر کھڑی ہوں گی تو وہ ناکام ہوں گی۔ اور یہ پیغام خدہ ہو گا۔ پس بہتری اسی میں ہے کہ ہماری آواز کو سنو۔ اپنی عاقبت کی بہتری کے لئے سنو اور اسی آواز کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند ہو رہی ہے غور سے سنو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔“

(۷)

جلسہ دہلی کے موقع پر ہزاروں افراد فساد اور فتنہ خرابی کی نیت سے جلسہ گاہ پر حملہ آور ہوئے اور ایک مرتبہ سترہ سالہ جلسہ گاہ کی طرف بھی رخ کیا اور جلسہ گاہ میں پرندہ سنگباری کی گئی جس کے نتیجے میں کئی احمدی جوان شدید زخمی ہو گئے۔ اس وقت پرچند نے احباب جماعت کو نہایت صبر و حوصلہ کے ساتھ جلسہ کی کاروائی سننے کی تلقین فرمائی۔ البتہ جب تورات کی طرف سنگباری شروع کی گئی تو حضور نے ایک سو فدام کو ان کی حفاظت کے لئے بھجوا دیا۔ اس موقع پر آجیے فرمایا:-

”یہ لوگ جو شور مچا رہے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں یہ بھی میری عداوت کی ایک دلیل پریش کر رہے ہیں۔ بھلا جھوٹ سے بھی کوئی ڈرتا ہے اور بھوٹ غالب آسکتا ہے؟ لوگ ڈرتے اس میں جو کسے متعلق سمجھتے ہیں۔“

حقیقی طاقت اس کے پاس ہے۔ اور وہ غالب آجائے گا۔ ہم وہ باتیں سننے کے لئے تیار ہیں جو یہ لوگ تہذیب اور شرافت سے سنائیں۔ یہ ہماری باتیں سننے سے لوگوں کو روکنے میں ملگرتین مویوں سے کہتا ہوں کہ وہ ہمارے لان قادیان میں آئیں اور ہمیں اپنی باتیں تہذیب کو نہ نظر رکھتے ہوئے سنائیں ہم ان کی باتیں سننے سے لوگوں کو منع نہیں کریں گے بلکہ انہیں جمع کر دیں گے اور ان سب علماء کا خرچ بھی دیں گے۔“

(۸)

ای موقع پر سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے دنیائے اسلام کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:-
”حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی جس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس میں ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پر کیا جائے گا۔ اور یہ ایسی واضح علامت ہے کہ اسے باطنی علوم کیا جاسکتا ہے۔ میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابل میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر نہیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں درجے میں ملکر خدا کے نفس سے بھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی۔“

”میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بیشک ہزار عالم جیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابل کریں مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔“
پھر آپ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:-

”میں خدا سے خبر پا کر اعلان کرتا ہوں کہ وہ پیشگوئی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فر فرمایا ہے اس کے اعتبار میں فرمایا تھا پلیدی ہوگی ہے۔ خدا تعالیٰ نے وہ یاد میں مجھے اطلاع دی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں۔ میں اس خدائے وحدہ لا شریک نے کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کھانا حقیقت کا کام ہے کہ یہ رویا جس کا ذکر میں نے کیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے جس نے خود میں سنایا۔ اگر میں اسی بیان میں بچا ہوں اور آسمان زمین کا خدا شاہد ہے کہ میں بچا ہوں تو یاد رکھنا چاہیے کہ آخر ایک دن میرے اور میرے شاگردوں کے ذریعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ سدری دنیا پر گرنے کی ایک ایک آواز آئے گا جب ساری دنیا پر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان کیسا اللہ اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ جیسا کہ پہلی صدیوں میں ہوئی تھی۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک صاحبِ نہ فکر مصنف کی حیثیت سے

پہلے جبکہ حضرت مرزا محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصنیفی کارنامے اردو زبان میں ہیں مگر ان میں تاریخ اردو کی پس نظر میں رکھتے ہوئے اپنی معروضات پیش کر دیں گی۔ تنقید ادب میں غیر جانبداری ضروری اور قومی طرز عمل ہے۔ ہر چند کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ میرے آقا و پیشوا، رہنما و کرم فرما ہیں تاہم میں تعین اقدار و معیار کے متعلق صاف اور سچی باتیں پیش کرنے کی ایماندارانہ کوشش کر دوں گا۔ انشاء اللہ

اردو زبان و ادب ایسے تہذیبی اہوارات ہیں جن کی وسعت اس قدر کمزور کو اپنی آغوش میں لیتے ہوئے عالمی تحریک کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اس تہذیبی توانائی کی وسیع ترین جماعت احمدیہ اسلامیہ کا بڑا حصہ ہے۔ اردو زبان و ادب کی گود میں بی ہے اور اس کے پردوں پر چڑھنے کے دد میں مختلف مذہبی، تعلیمی اور سیاسی تحریکیں نے اچھ ترقی دی ہے۔ جدا سے تہذیبی تحریکیں اپنے واسطہ انبیا کو آگے بڑھاتی ہیں اور ہر نہار واسطے تحریکات کی کامیاب توسیع و اشاعت کا موجب ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اسلامیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے زبان اردو کو اپنی عظیم الشانی تحریک احیاء اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنایا۔ آپ نے تقریر و تحریر میں اسی ہندوستانی زبان کو استعمال فرمایا۔ براہین احمدیہ کی عظیم المرتبت جلدوں کی تصنیف سے کیونکہ آفریقہ کتاب پیغام صلح اور رسالہ الوہیت کی تصنیف تا ایک مروجہ دریا سے تصنیف و تالیف و رد میں نظر آتا ہے۔ آپ کی شخصیت ایک شہر تیز شخصیت تھی۔ دوست و دشمن نے اس کو اعتراف کیا ہے۔ آپ ایک مذہبی تحریک احیاء کے پیغمبر تھے اور اردو زبان و ادب کے روحانی معرکے کا یزیدی تھے۔ قادیانی دینچا انہماک اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مرکز بنا بلکہ وہ اردو تصنیف و تالیف، تحقیق و تنقید، اشاعت و صحافت کا ایک اہم مصدر بن گیا۔ تفسیر قرآن اور اسلامی علم کلام کے لحاظ سے قادیانی ایک بے مثل عالمی مرکز بن گیا۔ دینی و دنیوی علم و ادب اور علم کلام فلسفہ و انبیات، اخلاقیات و روحانیات، تعلیمی و دینیات، تاریخ، سیاسیات، اقتصادیات، علم الادب و عربیات وغیرہ ان تمام حضرات نے بہ کثرت کتابیں اردو میں لکھیں۔ ان سب کا منبع و خزانہ قادیانی تھا۔

جس طرح تحریک دینی اہل حق نے اردو کے لئے آپ کا کام کیا ہے اسی طرح تحریک احمدی نے اردو کو آپ حیات بخشا۔ نمایاں فرق آخر الذکر کی وسعت اور اہمیت کا ہے۔ انیسویں سے کہ آپ تک تاریخ اردو زبان و ادب کے محققین نے ان دونوں میں سے کسی کا حق ادا نہیں کیا۔ اور تحریک احمدی کی ساسی اور دینی خدمات کے سلسلہ میں تو غفرناک تعصب سے کام لیا گیا ہے۔ باہرین ہر حقیقت کا چھپانا نا ممکن ہے۔ غ

فتبت است ہر جیدہ عالم دوام ما!

حضرت میرا غلام احمد علیہ السلام سلطان القلم تھے اور آپ کے فرزند ارجمند ہر جہت حسن و احسان میں آپ کے تکرار تھے۔ حضرت مرزا محمود احمد علیہ السلام کے صاحب فکر و طرز مصنف تھے اور آپ کی شخصیت و انفرادیت بھی مسلم ہے۔ فکر و بصیرت کے ساتھ ساتھ عظمت نے آپ کو فدوق سلیم اور لطافت و نفاست کی دولت بھی عطا کی ہے۔ آپ کی تصنیفوں میں منطق و استدلال، دہرہ و دہرہ بیان کی پُر تاثیر ترکیب نظر ہے۔ اردو ادب و ادبیہ کو مسرور کرتی ہے۔

حضرت مرزا محمود احمد کی مصنفات کا دائرہ نہایت وسیع اور بصیرت آفرین ہے۔ آپ نے اخلاقیات و روحانیات کے مختلف پہلوؤں پر بصیرت افروز کتابیں لکھیں اور آپ ہی کے عقیدہ کثا قلم نے طرائف، سیاسیات اور اقتصادیات کے پیچیدہ مسائل کی گہری بھی کھولی ہیں۔ آپ شاعر اور ادیب بھی تھے اور مترجم و مفسر قرآن بھی۔ نیز آپ اعلیٰ درجہ کے مقرر اور خطیب تھے۔ آپ کی تقریریں اور خطبات بھی منظم و مرتب کتابوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

حضرت مرزا محمود احمد کو دیکھیں سے ہی مطالعہ کتب کا شوق تھا۔ دینی کتابوں کے ساتھ ساتھ آپ کثرت سے اردو کی دینی و دنیوی کتابیں بھی پڑھا کرتے تھے۔ محدود ناؤں، اضافی، انشائیہ، نغموں، مثنویوں اور دوسری اصناف سخن کا مطالعہ بھی آپ نے فرمایا۔ اردو کی کتابوں کے علاوہ آپ انگریزی زبان میں شائع ہونے والی اعلیٰ درجہ کی علمی اور سائنسی کتب کا مطالعہ بھی فرماتے رہے۔ آپ کے علمی پیر کا کچھ تحریر بھی ہے۔ اگر ایک طرف مائلا سو کہ رز دہل تھے تو دوسری جانب آپ عاشقِ احسانیات سے بھی باخبر ہیں۔ آپ نے علم زراعت اور شہر کاری پر بھی میاری کتابیں پڑھیں۔ اور اقتصادیات و سیاسیات پر بھی۔ آپ تنظیم جماعت، انجمن و انفرادی نفسیات، فلسفہ نباتات اور تربیت جماعت کے ماہر تھے۔ دینیات کے مختلف شعبوں کا مطالعہ آپ نے اجماعی رنگ میں فرمایا۔ آپ کی فکر دینی، بصیرت اور عقلانی کی فوہ افشانیوں کا یہ عالم تھا کہ آپ کی مصنفات و تحقیقات کا تاریخی نہ صرف دھڑکنے لگتا ہے بلکہ خود اس کی ذہنی بینائی اور فکری بصیرت بڑھاتی ہے اور اس کا ذہن دو عالم فکر دین و دنیوی آفرین بن جاتا ہے۔

جس مسئلہ کے اکثر میں قادیانی گیا۔ ان دونوں قوی تحریک کے تحت جمعیہ پورے کے کارخانہ آہیں بڑی کمال و کمال ہوئی تھی۔ آپ نے مذکر کیا کہ غالباً یہ ہندوستانی فیکریوں کی سب سے بڑی اور طویل

اسرائیل کی تھی۔ آپ وقار علی کی قیادت سے واپس ہوتے ہوئے گول کمرے کے پہلو سے مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے۔ فرمایا۔ نہیں، بیٹھی، احمد آباد اور پونا کے کپڑے کے کارخانوں میں اس کی طویل تر اسرائیل کی ہو چکی ہے۔ میں ایک روحانی پیشوا کی اس واقفیت سے مستعد رہ گیا۔ میں ان دونوں اشتراکیت و اشتمالیت کا گہرا مطالعہ کر رہا تھا۔ اور میرے ذہن میں اسلام کے معاشی نظام کے متعلق الجھنیں پیدا ہونے لگی تھیں۔ میں مختلف فرقوں کے مسلمان علماء سے تبادلہ خیالات کر کے نا آسودہ لوٹ چلا تھا۔ احمدی علماء اسلامی قادیان میں اسلام اور اشتمالیت کے تقابلی مطالعہ کے باب میں میری تسلی نہیں کر سکتے تھے میں نے حضرت مرزا محمود غلیفہ المسیح کا دروازہ ڈرتے ڈرتے کھٹکھٹایا۔ حضور نے بندہ نازی فرمایا اور آدھ گھنٹے کی گفتگو سے میرے ذہن کے تاریک گوشے روشن ہو گئے اور دل کی بند کھڑکیاں کھل گئیں۔ میری بصیرت اس وقت اور بڑھ گئی جب اس تاریخی حاکم کے بعد حضور کی دو حرکت الٹا رکھا گئی۔ نظام نو۔ اور اسلام کا اقتصادی نظام نشان ہو گیا۔

مجھے اسلامی موضوعات بالخصوص سیرت پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر و تحریر کی سہولت ملنا نصیب ہوتی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں جب بھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مرزا محمد محمود غلیفہ المسیح الثانی کی تصنیفوں سے کسب فیوض کیا۔ میرے دیدہ و دل مند ہو گئے۔ اور بخدا مجھے نئے نئے افکار اور تازہ معانی کی دولت حاصل ہوئی اور میرے دماغ میں ایسی توانائی پیدا ہوئی کہ وہ خود بخود رس اور معنی آفرین بن گیا۔ میرے دین و دانش کی پرورش و تربیت میں حضرت مرزا محمود احمد کی مصنفات کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ میں اپنے عزیز فوجیوں کو کہتا رہتا ہوں کہ اگر تم دنیاوی علوم میں بھی آگے بڑھنا چاہتے ہو اور ذہن و دماغ کا کچھ چاہتے ہو تو حضرت غلیفہ المسیح الثانی کی کتابیں پڑھا کر۔ روح و جان کی تربیت کے ساتھ ساتھ ذہن و دماغ کی پرورش کے لئے یہ تصنیفیں سرچشمہ فیض ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتابیں جو عین حیات ہیں اور حضرت غلیفہ المسیح الثانی کی کتابیں علوم کی گہرائی ہیں۔ شاخ و در شاخ۔ شعبہ در شعبہ مربوط۔ منظم سہل۔ رواں۔ ان کا مصدور و منبع وہی دنیا کے فیض ہے۔ مسیح موعود کے اناجیل عصر اور یہ انجیل ادنیٰ پائوس قرآن سے فیضیاب و شاداب ہیں۔ انجیل علی محمد علی آل محمد۔ آمین! انجیل امین!

اس مختصر مقالہ میں حضرت مرزا محمود احمد کی مصنفانہ حیثیت کا سرسری جائزہ بھی نہیں دیا جا سکتا تو محض ایک تعارف ہے۔ اس موضوع پر ایک حقیقی و تنقیدی کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ آپ کے موضوعات تصنیف کی گہرائی اور تنوع تو اس امر کا متقاضی ہے کہ آپ کے ہر شعبہ تصنیف و تحقیق پر ایک بھر پور کتاب لکھی جائے۔ انشاء اللہ آپ کی کتب مستقبل کے عظیم الشان علوم اسلامی کی بنیاد بنیں گی۔ ہر نہر سے ایک وجہ بڑھ کر کثرت بردار ہو گا اور محمدی چشمہ کوڑی پہاڑی غالیگر ہو جائے گی۔

میں حضرت مرزا محمد محمود احمد کی مصنفات کو مختلف شعبوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور یہ سلسلہ

ایک حقیقت واضح ہے کہ آپ کی تصنیفوں کی بھر پور فضا اسلامی ہے۔ اسلام اور مسلم مسائل نے آپ کو مادہ تصنیف کیا ہے۔ میں سب سے پہلے ان تصنیفوں کا تذکرہ کر دوں گا جو تاریخی، سیاسی، عمرانی یا اقتصادی ہیں۔ مثلاً اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ "توک مولات اور احکام اسلام"۔ "نہرو رپورٹ پر تبصرہ"۔ "ہندوستان کا دستور اساسی"۔ "وفاقی نظام"۔ "نظام نو"۔ "اسلام کا اقتصادی نظام"۔ "ملکیت زمین"۔ فی الحال ان سب کتابوں پر علیحدہ علیحدہ تبصرہ کرنے کا موقع نہیں۔ میں صرف ان کی مشترک خصوصیات کا ذکر کر دوں گا۔ موضوعات و مسائل پر علامانہ نظر، مدلل خزانہ بیان، سچائی، صفائی، روانی، اخلاص، منانیت، قوت و استحکام، ذہانت، اقتصادیا، مجاہدیت سے پائی، دور بینی، ہمدردی، صلح جویی، انسانیت دوستی اور خدا ترسی ان تصنیفوں کی اقدار مشترک ہیں مسلم فرقوں کے درمیان اس کی تلاش اور تاریخ اسلام کے بنیادی مسائل کی حقیقت پسندانہ اور مدلل جوہانہ تعبیریں ہیں "اسلام میں اختلافات کا آغاز" میں ملتی ہیں۔ "توک مولات اور احکام اسلام"۔ "نہرو رپورٹ پر تبصرہ"۔ اور "ہندوستان کا دستور اساسی"۔ سیاسی بصیرت کے ساتھ ساتھ ملک و ملت کے لئے گہری در و مدنی اور بندہ مسلم اتحاد کے جذبہ صادقی کی آئینہ دار ہیں۔ کاش خود غرضی اور طاقتور دنیا دار کبر کثرت اور جوش و دولت میں عقل سلیم اور انسانیت کو حلاق نہ دے بیٹھتے۔

نظام نو اور اسلام کا اقتصادی نظام ایک سلسلہ کی دو اہم کڑیاں ہیں۔ تیسری کڑی ملکیت زمین ہے۔ ان کڑیوں کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہو گا کہ یہ ملک و ملت ہر پاد و پادانہ اقتصادی نظام اور اشتراکی نظام ساشیات پر تنقید کرتے ہوئے اسلامی اقتصادیات کی وضاحت کرتی ہیں اور اسلام کے نظام دینی و دنیا کی ہمہ جہتی تصویر کشی کرتی ہیں یہ مصنفات اسلامی اقتصادیات عہد نامہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں متین مگر توانا استدلال و تاریخ اور علم النفس سے واقفیت، علمی اقتصادیات سے گہری باخبری، قرآنی علوم کا عرفانی اور صداقت و حکمت اسلام پر ان ایمانی کی جلوہ گری ملتی ہے۔ ان سے ہمارے ذہن کی تشنگی بھی مٹا رہی ہے اور دل کی پیاس بھی۔

حضرت مکرّم کی تصنیفوں کا ایک سلسلہ دعوتِ ملامیر، تحفہ شہرِ نبوہ ویز، مسیح موعود کے کارنامے، نہایت اور اصحاحیت سخی حقیقی اسلام کے مرتب ہوتا ہے۔ دلائل و براہین، علوم و صداقت، اور شہادت و استقامت و تحقیق جدید اور ہنسی نگر سے ان مصنفات کی ترکیب ملتی ہے۔ اسلام اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق یہ تعمیری کتابیں ہمیشہ معیار اور مینار ہدایت کا کام دیں گی۔

حضرت محمود کی تصنیفوں کا ایک اور تہذیبی سلسلہ مذہب ذہن تابناک کڑیوں سے بنا ہے۔ علامتہ اللہ مولا علی نقی علیہ السلام، انقلاب حقیقی، سہماج الطالین اور سیرۃ جانی کی جلدیں۔ یہ کتابیں اخلاقیات، روحانیت اور الہیات کے علمائے تار سے ہیں۔ ارتقائے عالم و آدم، ذکر و فکر، حقیقت کا منہوہ مسئلہ تقدیر و تدبیر۔ علم الہی۔ ہزار ہا اہم ترین نفس و روح۔ تحریک قلب۔ غلبہ قرآن۔ حکمت شریعت، اسلامی تعلیمات، محبت الہی اور صلاح و سعادت کے عالم کے نظریہ مدلل پہلوؤں پر ان کتابوں نے ایسی جلیق و شغی کوشش کی ہے کہ ذہن و دل کی آنکھوں کے

ساتھ عقائد اور طمانیت کا ایک عالم ڈھلک اٹھا ہے۔ خاندان سلوک نے کر کے قرب اپنی حاصل کرنے کے وسائل ہمیں ان رہنما کا ہونے کے امداد فیہ بار میں ملے ہیں۔ سیر روحانی کی جلدیں مصر فکی فتوحات ملک کے مقام پر ہیں۔ کئی جہتوں سے سیر روحانی شیخ اکبر حضرت محی الدین امین قرنی کی گرفتار تصنیف کے زیادہ قریبی کتاب ہے۔ اس کی افادیت اور بصیرت افروزی مصری ثقافتوں کو بہتر طور پر پرور گئی ہے۔

حضرت مرزا محمود احمد کے تصنیف کا زمانہ میں گل سر۔ تفسیر مہر اور تفسیر کبیر کی تائید جہاں ہیں۔ یہ تفسیریں سراج سینہ ہیں۔ ان سے قرآن حکیم کی حیات بخش شاخوں کا انوکھا سا ہوتا ہے۔ تفسیر قرآنی کی یہ دولت ہر گز دنیا اور مٹی کے لئے ناخوشیوں اور بزدلیوں سے افضل ہے۔

علوم قرآنی کے گہرے آبدار کان معانی و معانی عرفان سے نکالے گئے ہیں۔ خواص معارف پر فدا ہونے کو ہی چاہتا ہے۔

یہ تفسیروں کی خوبیاں بیان کرنے کیلئے ایک دفتر چاہیے۔ میں اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد کر کے دیتا ہوں۔ یہ ہے کہ بعد از گزشتہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تفسیر کبیر کی چند جلدیں پروفیسر عبداللہ بیگلی سابق صدر شعبہ فارسی پڑھ گاہی پڑھ۔ دوسری پرنسپل انجمنہ کالج پٹنہ کی خدمت میں پیش کی۔ وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر کہنے لگے مگر ہونے کو اچھوں نے صد سحر بیہوش انداز میں پڑھنے کے شیعہ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کے لئے دیں اور ایک دن کئی شیعوں کو جو انہوں نے ملک کے خیالات دریافت کئے۔ ایک شیخ نے کہا کہ فارسی تفسیروں میں یہ تفسیریں ہی ہیں۔ پروفیسر عبداللہ صاحب نے پوچھا کہ عربی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے۔ شیعہ خاموش رہے۔ پھر دیکھ کے بعد ان میں سے ایک نے کہا چنانچہ میں اسلامی عربی تفسیریں ملتی ہیں۔ مصر و شام کی ساری تفسیر کے مطالعہ کے بعد ہی صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا ذکر شروع کیا اور فرمایا۔ مرزا محمود کی تفسیر کبیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی۔ آپ جدید تفسیر میں بھی مصر و شام سے ملگوا جائے اور چند ماہ بعد مجھ سے بات کیجئے۔ عربی و فارسی کے علماء بہت ہر گئے۔

بہرہ ایما جیروائے میں تفسیر کبیر مندرجہ ذیل خوبیوں کی حامل ہے۔ ان میں قرآن حکیم کے تسلسل، مدد، تنظیم، ترتیب، تعمیر اور مہر و حق کے موضوعات و معانی کی ہمہ جہتی کو صاف، روشن و مدلل طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ قرآن مجید صرف ایک سادہ مواد پر نہیں بلکہ یہ ایک روحانی قہر الخروا ہے۔ ایک زندہ تاج محل ہے۔ اس کے عناصر ترکیب کے حسن کار و نغم و ضبط۔ اس کی تراشیدہ دیوار بیان، اس کی جڑ و اصل صحت گری، اس کی گہری وسیع اور بلند معنی آفرینی اور اس کے غیر ختم غریزہ علم و حقائق کا شوق تفسیر کبیر کے مطالعہ سے حاصل ہوتے لگتا ہے۔ قرآن حکیم کے اس تمام مفہم کی دریافت و اصل جذبہ حیرت انگیز معنی انداز و علم حضرت مرزا محمد علی علیہ السلام کی دریافت ہے۔ اگرچہ مصنف و ادیب کا لڑکا نے قرآن مجید کے حاسن کو تسلیم کرنے کے باوجود یہ بات کہہ دی تھی کہ "قرآن ایک خوبصورت مگر بے ربط بیانی ہے۔"

IT IS A BEAUTIFUL TOWN

حضرت مرزا محمود نے نہایت لطیف و لطیف انداز میں اس امر کو درجہ یقین لکھ دیا کہ قرآن مجید ایک کتاب عظیم ہے اور اس کے ابواب و عناصر اس کی سورتیں اور آیات کی وسیع و گہری طرح بخش و سبکی دانہ و نظم و شکی کی مثال عروج، ششم، متناسب، ہم آہنگ اور حسین ہیں۔

تفسیر کبیر کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس میں انسانی ثقافتوں، فن و فنون اور مسئلوں سے وابستہ کثرت نئے معانی، نکتہ اور تفصیلات ملتی ہیں۔ اور سادہ و سادہ و ذہن کی کشش کی بجائی ہیں۔ ہر جگہ، ہر جگہ کی تفسیر میں معارف اور علوم کا ریا نے رواں جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ سے علوم اور مذہب مسائل پر گہری عقیدہ ملتی ہیں اور اسلامی نظریوں کا اتنا شگفتہ و بیان مناسب کہ آخر الذکر کی برتری ثابت ہو جاتی ہے۔

تفسیر کبیر میں قصص قرآنی کی عارفانہ تعبیریں اور تفصیلات ملتی ہیں۔ علم و حکمت، روحانیت و عرفان، کلمہ و لفظ و نہایت کی تجلیاں شکوک و شبہات کے خن و خاشاک کو دور کر کے تبہیم و تسکین کی راہیں صاف و روشن کر دیتی ہیں۔ تاریخ عالم، قوموں کے عروج و زوال، اسباب نڈال، سامان عروج، انفسیات اجتماعی، فردیات کے لحاظ اور بندے کے اندر سے عقل کی اعلیٰ تحقیق و تشریح ملتی ہے۔

معجزات، پیشگوئیں، انبیاء و دیگر انبیاء کے قولوں، رموز و استعارات قرآنی و معجزات کی استہی، حکمتی اور انسانی افروزیوں سے تفسیر کبیر کے اوراق تائید ہیں۔

اس خطبہ تفسیر میں تعلیمات اسلامی کا فلسفہ نہایت عمدہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے مذہبوں کی عقلوں اور مہر و نفوس کے مزانہ و مقابلہ میں عالمانہ اور مضامینہ رنگ میں کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی پختہ و فضیلت سے دل کو طمانیت و راحت و تسکین ملتی ہے اور دہش کو محضت حاصل ہوتی ہے۔ اس تفسیر کا انداز و نظر عصری اور سائنسی بھی ہے۔ فلسفیانہ اور عقلی بھی اور وجدانی و عرفانی بھی۔

اس تفسیر کبیر کے عالم علم و عرفان کی تجلیات بیان کرنے کے لئے دفتر و دفتر چلیں گے۔ یہ تفسیر طہارت اسلامی کے بجا دولت ہے۔ قرآن حکیم کی اسی تفسیر کے تحت محمدیہ کا مستقبل وابستہ ہے۔

مخبر اب حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کی ہدایت کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ ہر سید کو آپ کے دستورات عملی ہیں تاہم ان کی اہمیت بھی سہم ہے۔ ادب عالم کی ہدایت ہی ایسی شخصیت تھی کہ قرآنی میں تہجد کے علمی و فطرت کے لئے ادبی حرز، شمال کی۔ ان کے موضوعات کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ان کے اسلوب بیان کا حسن بھی دلکش ہے۔ ہر گز ان فرانس کا لڑا فلسفی تھا۔ اس کی خوبصورت اور پُر اثر مندرجہ ذیل دیکھا ہے۔ اسی اور میکاتے، لکھتے، چرچے، مستحق اور ابواکلام و غیرہ کے مضامین و موضوعات کا سرچھی، طرز ان یا غریبی تھے کہ ان کے اسلوب اور حسن انظار نے ان کی علم معجزات کی اہمیت تسلیم کر لی تھی۔

حضرت مرزا محمود کی پُر قوت، حسین و شریف نثر اور ادب میں ہمیشہ مادی جانے لگی۔ ابھی تک اہل ادب نے آپ کی انشاء کے حسن و توانائی کی طرف چھٹی تو جوب نہیں کی ہے۔ مجھے یاد ہے، ایک دفعہ حضرت صاحب لاکھی مضمون رسالہ شہکار لاہور میں چھپا تھا۔ صاحب مضمون کے متعلق کچھ بڑی نفی۔ مولانا تاج محمد حبیب آبادی نے ادارہ میں لکھا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامد می پوشش

من افادہ قدرت را می شناسم

صنوبر کا ایک علمی مقالہ علم لائسنس رسالہ نیرنگ خیال لاہور میں شائع ہوا۔ اس مقالہ نے علمی و ادبی دنیا کو زور سے چونکلا دیا تھا۔ لیکن ابھی تک حضرت مرزا محمود کی ادبی حیثیت متعین نہیں کی گئی۔ میں آپ کے بلند ادبی مقام پر تھوڑی روشنی ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلطان القلم اندکن کے عظیم الشان خلفاء کی ادبی حیثیت پر تحقیق کا کام ہمارے علمی و ادبی اوروں میں ہونا چاہیے۔ میں کئی سال سے کوشاں ہوں کہ کسی صاحب نظر و جوان کو اس کام پر لگاؤں اور اس خوش توفیق سے پی۔ ایچ۔ ڈی ڈگری کیلئے مقالہ لکھواؤں۔ اللہ تعالیٰ میری اس خواہش کو پورا کر دے! اللہم آمین۔

ادبیت بغیر ذوق جمالی کے جلوہ آرا نہیں ہو سکتی۔ حضرت مرزا محمود کو اللہ تعالیٰ نے ذوق جمالی نمایاں طور پر عطا کیا تھا۔ آپ لطیف الخیال اور درد مند دل رکھنے والے شاعر بھی تھے۔ کام محمود کی صرف نثر نہیں، بلکہ نظمیں، سنہ و نثر کا لونا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر لای اور تھوڑی مضمون کو ذوق حسن بکثرت بخشا تھا۔ منظر، عبارات اور دیباغات اس پیچیدگی کے چھپرے میں مغل ذوق کی حسین یادگار ہیں۔ حضرت مرزا محمود کو بھی یہ ذوق ورثہ میں ملا تھا۔ آپ کو تھمر بارغ لاری اور چین اندازی کا بڑا شوق و ذوق تھا۔ اور ان لٹکاریوں کا جملی ملک آپ کو حاصل تھا۔ قدیای کی مقدس سرزمین اس کی گواہی دے رہی ہے۔

سلطان القلم حضرت مرزا غلام احمد تادیانی کا شاعرانہ اور ادبی ذوق بھی حضرت مرزا محمود کو وراثت میں ملا۔ اور حضرت اُم المؤمنین حضرت جہاں بیگم صاحبہ کی طرف سے اُنہو کے صاحب طرز و تجربہ شاعر خواجہ میر درد و جلوی کی شہرت و مصروفیت بھی آپ کو ملی۔ زندگی اور فن میں وراثت و ماحول کی بڑی اہمیت ہے۔ لیکن تحقیق و حقیقت کا بڑا حصہ انفرادی وادبیت ہے۔

ہر کہ بخشند خدا شے بخشندہ

حضرت مرزا محمود کی مصداق، گفتگو، رہائش اور لباس میں بھی حسن کا جلوہ یا جمال کی کوئی کمی نہ ملتی جوتی تھی۔ آپ کا تہذیب جمالیاتی تھا۔ صنوبر کو عطریات کا نفیس شوق تھا۔ اور آپ عطر سازی کا علم بھی سمجھتے تھے۔ صنوبر کی روحانی شخصیت سے بھر آپ کے شعری و نثری کام کی تاثیر میں افادہ کیا۔ آپ کی شخصیت آپ کے فن میں تاباں ہے۔

کلام محمود کی دربار شاہی، اپنی مادی اور دگر انداز، سلاست، فصاحت اور نظری و پرتاثر انداز، ان کا

وجہ ہے نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ اس کا ٹکڑی، صوری انداز پیاپی پہرے سے اور گراں قدر بناتا ہے۔ بعض نظمیں اور غزلیں کوکل مدح کو وجہ حلال کے عجیب عالم میں لے آتی ہیں۔ مثلاً۔

میں تمہیں جانے نہ دوں گا، میں تمہیں جانے نہ دوں گا

کیا محبت جانے لگی یوں

کیا چڑا روؤں گا میں غول

یاد کر کے چشم نے کون

میں تمہیں جانے نہ دوں گا، میں تمہیں جانے نہ دوں گا

اور
فوج و مان جماعت مجھے کچھ کہتا ہے

حضرت مرزا محمود کی شاعرانہ حیثیت ایک عظیمہ مقالہ کی متقاضی ہے۔ میں نے یہاں اس کا اسٹکی ذکر کیا تاکہ آپ کے ذوق جمالی اور سرمایہ وجدان کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ اسی ذوق و شوق نے اسی پائے کی گاری نے آپ کی نثری تصنیفوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

حضرت مرزا محمود کی طرز نگارش کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ موضوع سخن کے مطابق ہے۔ علمی مضامین کے لئے سنجیدہ، متین، مدلل، سلیس اور روانہ اسلوب بیانی پڑتا ہے۔ آخر میں ہوتا۔ آپ کے اسلوب میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں، عام فہم فصیح اور پُر وقار طرز نگارش کام کو دلنشین بنا دیتی ہے۔ لیکن آپ کے اسلوب میں موزون، چمک واری میں ملتی ہے۔ اس لیے کہ مناسب سانس، رنگ و نور، دلچسپی اور ایک بڑی موزونیت اور خوبصورتی سے آمیزتے ہیں۔ آپ کی عبارتوں کا ترقیم نثری بھی نہایت خوش آئند اور خوش تاثیر ہے۔ میں چند مثالیں پیش کر کے مزید یہ نکات کی وضاحت کروں گا۔ ملاحظہ ہو:-

”وہاؤں کی قومیت اند نصرت اہل کے نزول کے معاملہ میں بھی حضرت اقدس کا بغیر باری ہے۔ اور آپ کے خلیفہ سے زندہ ہونے والے وگ ایسی زندگی بخش وقت کو اپنے اندر محسوس کھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے اکثر افراد کی دعائیں دوسرے لوگوں سے زیادہ سنتا ہے۔ اور اپنی نصرت مان لیتے نازل کرتا ہے۔ اور ان کے دشمنوں کو جاک کر تباہ، اور ان کی محنتوں کے اعلیٰ ثمرات پیدا کرتا ہے۔ اللہ ان کو ایسا نہیں چھوڑتا۔ اور ان کے لئے غیرت دکھاتا ہے۔“

غرض حضرت اقدس نے نہ صرف مٹرو سے ہی زندہ کئے، بلکہ ایسے لوگ پیدا کر دئے ہیں جو خود بھی مٹرو سے زندہ کرنے والے ہیں۔ اور یہ کام سوائے ان سنگہ انبیاء کے جو اللہ تعالیٰ کے خاص پیار سے ہوتے ہیں، اللہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اور ہم بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ یہ سب فیض آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور آپ کا کام وہ حقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کام تھا۔

ایک اور طرف ملا کر دیکھتے ہیں کہ تہ ہوں :-

”قرآن نے جو کچھ میری کام مقرر نہیں فرمایا کہ وہ آپ اڑے۔ بلکہ یہ کام مقرر کیا ہے کہ وہ آپ بھی اڑے اور دوسری کو بھی اڑائے۔ قرآن نے ہمیں پڑھنا اور غلو کی طرح نہیں بتایا بلکہ اپنی طرف سے ہمیں بتایا ہے تاکہ آپ بھی غلو اور دوسری کو بھی اڑاؤ۔“ (ص ۱۲۱)

حضرت سیدنا محمدؐ کی ایک عمارت تھی اور گزلیں پر اس کی عظمت یہ ہے کہ آپ ساوہ اور عام فہم رنگ میں جسے چہرہ سے مبارک بیان فرما جاتے ہیں۔ آپ کے کام میں خور کو ہمیں کرنے والی قوت کے ساتھ مل کر گزارا اور گرم کرنے والی توانائی بھی پائی جاتی ہے۔ کہیں لطافت اور نفاست دامن والی پہنچتی ہے۔ اور کبھی جوں و نفث کبریا کی کاغذ دھاتی ہے۔ آپ سلیقہ اور قرینہ سے تشبیہات و استعارات بھی استعمال کرتے ہیں۔ بلاغت کی دوسری صفتیں بھی موزونیت سے بڑی جاتی ہیں۔ لیکن قرآن کا کام یا تحقیق سادگی کی مصنوعی اور گردن بار کو ششیں نہیں ہیں۔ میں سیدنا محمدؐ کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں :-

”..... ہم تمہیں اور چڑھے اور آنکھ ایک عمارت کی زمین پر پہنچے جو ایک بلند ٹکڑے پر مبنی ہوئی تھی۔ یہاں سے ساری دہلی نظر آتی تھی۔ اس کا قلب اس کا پرانا قلعہ تھا اور پرانی دہلی اور ہزاروں عمارات اور گھنڈے چاروں طرف سے اٹھیں بھاڑ بھاڑ کر اسے دیکھ رہے تھے اور قلعہ ان کی طرف گھور رہا تھا۔ میں اس جگہ پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پہلے تو اس جگہ پر تھکا ہوا تھا کہ یہ بلند ترین عمارت جو تمام دہلی پر بطور پرہ دار کھڑی ہے۔ اس کی بنائے والے کہاں چلے گئے۔ وہ کہہ سکتا تھا اور العزم کہہ سکتا تھا کہ قوت اور کس قدر طاقت و قوت رکھنے والے بادشاہ تھے جنہوں نے یہ عظیم الشان یادگاریں قائم کیں وہ کس شان کے ساتھ بندوستان میں آئے اور کس شان کے ساتھ یہاں سے مگر آج ان کی اولادوں کا کیا حال ہے۔ کوئی ان میں سے بڑھتی ہے، کوئی لڑا ہے، کوئی مہمار ہے، کوئی کوچی ہے اور کوئی میراثی ہے۔ میں ابھی خیالات میں تھا کہ میرے خیالات میرے قابو سے باہر نکل گئے۔ اور میں نہیں کا کہیں جا پہنچا۔“ (ص ۱۲۱)

”..... آخر وہ سب ایک اور نظارہ کی طرف اشارہ کر کے خود غائب ہو گئے۔ میں اس حوت کے غائب ہونے کو کھرا کھرا کھڑا رہا اور کھڑا رہا اور میرے سامنے میری حالت تھی۔ کوئی کوئی ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے جھجھے سے اپنی ٹانگی کی آواز آئی۔ تو اب جانو، میری سہ پہر میں اس آواز کو سن کر میرے دل سے ایسی غامضی ہو گئی۔ میرا دل اس وقت رقت انگیز جذبات سے بھر چکا تھا۔ میں وہ خون پرور ہاتھ لیا، اور تنہا کے طور پر اس کی ٹانگی پر رکھی۔ مگر اس زخم میں ایک لذت بھی تھی اور وہ خم سوز سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے اس کی دہلی کو دیکھا اور کہا کہ میں نے پایا، میں نے پایا۔ جب میں نے کہا کہ میں نے پایا، میں نے پایا، تو اس وقت میری دہلی کیفیت تھی

جس طرح آج سے دو ہزار سال پہلے گیا کے پاس ایک بانس کے درخت کے نیچے کو تم بڑھ چکی تھی، جبکہ وہ خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کا وصال حاصل کرنے کے لئے بیٹھا۔ اور وہ بیٹھا رہا اور بیٹھا رہا یہاں تک کہ بدھ مذہب کی روایات میں لکھا ہے کہ بانس کا درخت اس کی نیچے سے نکلا اور اس کے سر کے پار ہو گیا۔ مگر حوت کی وجہ سے اس کو اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔“ (ص ۱۲۱-۱۲۲)

”..... اس سوال کے پیدا ہونے ہی وہ تمام نظارے جو میری آنکھوں کے سامنے تھے غائب ہو گئے۔ اور ایک اور نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اور ایک نئی دنیا میری آنکھوں کے سامنے آہستہ آہستہ گذرنے لگ گئی۔ میں اس نئی دنیا کے آثار و قدیمہ کو دیکھنے میں مشغول ہوا۔ تو میں نے ایسے ایسے عظیم الشان آثار قدیمہ دیکھے جو ان آثار قدیمہ سے بہت زیادہ شاندار تھے۔ میں نے خیال میں میرا دل عموماً۔ بلکہ ایک فوق العادت کارنامہ آثار قدیمہ کی دریافت کا میرے سامنے آ گیا۔ ایک بڑا جڑ منتر جس کا اندازہ لگانا بھی انسانی طاقت سے بالا ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے پیدا ہوا۔ بڑے بڑے طبر معمولی تو بعد رتوں والے باغات، عظیم الشان نہریں، بے کنا ر سمندر، عالی شان قصر، ان کے لشکر خانے، دیوان عام، دیوان خاص، بازار، کتب خانے، دفتر، بے انتہا بلند مینار، ز اور غیر محدود وسعت والی مسجد، دلوں کو دھل دینے والے مقبعرے اور مساحت پر یادگاریں ایک ایک کے میری نگاہوں کے آگے پھرتی شروع ہوئیں۔ اور میں نے کہا، آفت میں کہاں آ گیا۔ یہ چیزیں میرے پاس ہی موجود تھیں۔ تمام دنیا کے پاس موجود ہیں۔ لیکن دنیا ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی۔ اور بچوں کی طرح کھلونوں کے پیچھے بھاگتی پھرتی ہے۔ میرا دل خون ہو گیا۔ اپنی بے بسی پر کہ میں یہ چیزیں دنیا کو دکھانے سے قاصر ہوں۔ میرا دل خون ہو گیا۔ گنہگار کی بے قیاسی پر۔ مگر میرا دل سرور بھی تھا، اس خزانے کے پائے پر، کون امکانات پر کہ ایک دن میں یا خدا کا کوئی اور جندہ یہ معنی خزانے دنیا کو دکھانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور میں نے جب ان چیزوں کو دیکھا تو بے اختیار یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے کہ میں نے پایا۔ میں نے پایا۔ میں نے پایا۔ یہ یقینی بات ہے کہ خلق کے قلعہ میں میں نے ایک اور دنیا کو پایا۔ ایک بالا دنیا، ایک بالا طاقت کے نشانات اور پہلے اس دنیا سے کھو گیا۔ پھر میں نے ایک اور دنیا کو جو اس سے کہیں زیادہ شاندار، کہیں زیادہ وسیع، کہیں زیادہ پائیدار، اور پھر ایک خاصے پر سیدھا کھنڈر اور تباہ حال تھی۔ دیکھا۔ اسے پایا۔ اس کی خستہ حالی پر میرا دل دریا۔ اس کی شان اور پائیداری سے میرا دل سرور ہوا۔“ (سید روحانی صفحہ ۱۲۱-۱۲۲)

حضرت مرزا محمدؒ کا اسلوب بیان سادگی کے باوجود نہایت پُر معنی و تاثیر ہوتا ہے۔ آپ لطیف و شیعہ معانی و نکات اس زبان میں پیش کرتے ہیں جو سہل متبع ہے۔ آپ کی نثر میں پُر کاری و تفتیح نام کو نہیں ہوتا۔

ایک فطری و معصوم دکھائی کے ساتھ فنی و دل ربانی کی جھلک ملتی ہے۔ ایک بڑے دریائے رود کا جمال و جمال کے ساتھ ہم آغوش پایا جاتا ہے۔ گہرائی، وسعت اور روانی کی حسین ترکیب ملتی ہے۔ طرز میں بڑا توازن ملتا ہے۔ اور ٹپک داری بھی۔ آنچ اور آہنگ میں مناسب تنوع بھی ملتا ہے۔ حاصل سخن پیش کرتے ہوئے یا تکمیل پیام کے وقت خطابت کا لطف بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ کے ہاں جذبہ و جوش کا اظہار بھی ہے مگر عقلی جذبات اور وحشی آتش نفسی کہیں بھی نہیں۔ تخیل کی رفتیں اور لطافتیں بھی ہیں، لیکن دور لاکھ نازک خیالی اور پیچیدہ نفاستیں نایاب ہیں۔

میں ختم کلام حسین کلام کی انتہا پر کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن حکیم و مجید میں کا ایک مجزہ نہیں ہے اور حضرت مرزا محمود احمد علی تفسیر کبیر ایک ایسا آئینہ جمال ہے جسے ہم روحانی جام جمشید کہہ سکتے ہیں۔ اس کی معنی آفرینوں اور نکتہ بیانوں کو حسین اظہار کا مجلی و مصطفیٰ اسلوب بھی حاصل ہے۔ تاثیر سخن اور گہرائی سخن کی کوئی حد ہی نہیں۔ ایک انگریز شاعر کیسے کہتا ہے کہ:

”صداقت حسین ہے اور حسن صداقت“

تفسیر کبیر صداقت کی حسین تعبیر و تشریح ہے۔ لہذا یہ ملت بیضا اور انسانیتِ عالمی کیلئے ”مستربدی“ کا سامان ہے۔ اس کی نگ جمال کا ایک عکس دیکھئے:-

سورة فاتحہ کے مضامین کا خلاصہ

”سورة فاتحہ کے مضامین میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ قرآن کریم کے لئے بطور دیباچہ کے ہیں۔ قرآن کریم کے مضامین کو مختصر طور پر اس میں بیان کر دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والے کو شروع میں ہی قرآنی مطالب پر اجماع آگاہی ہو جائے۔ پہلے بسم اللہ سے شروع کیا ہے۔ جس کا ظاہر ہے کہ ایک سلامی خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے۔ (بسم اللہ) وہ اس امر پر بھی یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ فلسفیوں کے عقیدے کے مطابق مرنے دُنیا کے لئے علتِ ادنیٰ کا کام نہیں دے رہا۔ بلکہ دُنیا کے کام اس کے حکم اور اشارے سے ہیں۔ پس وہ بھی۔ اس کی اس کی مدد اور اعانت بندہ کے لئے بہت کچھ کار آمد ہو سکتی ہے۔ (بسم اللہ) وہ صرف ایک اندرونی طاقت نہیں ہے بلکہ وہ مستقل وجود رکھتا ہے اور اس کا مستقل نام ہے اور مختلف صفات سے وہ متصف ہے۔ (اللہ الرحمن الرحیم) وہ منبع ہے سب ترقیات کا اور تمام سامانِ حیات سے کام لے کر دنیا ترقی کر سکتی ہے۔ اسی کے قبضہ میں ہیں (الرحمن) اس کی انسانی کو اعلیٰ ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ جب وہ اللہ کے پیدا کردہ سامانوں سے صحیح طور پر کام لیتا ہے تو اس کی کام کے اعلیٰ نتائج پیدا ہوتے ہیں، جو اسے مزید انعامات کے مستحق بنا دیتے ہیں۔ اور نائنے پہلے جاتے ہیں۔ (الرحیم) اس کی سب کاموں میں جامعیت اور کمال پایا جاتا

ہے۔ اور محسن سے وہ متصف ہے۔ اور سب تعریفوں کا مالک ہے۔ کیونکہ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کا پیدا کردہ ہے۔ (الحمد للہ رب العالمین)۔ کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی نہیں جس کی ابتدا اور انتہا دیکھنا ہو، بلکہ اس کے سوا جس قدر اشیاء ہیں، اونی حالت سے شروع ہوئی ہیں اور ترقی کرتے کرتے کمال کو پہنچی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سب اشیاء کا خالق ہے۔ اور کوئی چیز آپ ہی آپ نہیں (رب العالمین)۔ یہ دُنیا ایک متشروع دنیا ہے یعنی اس کی ہزاروں شاخیں ہیں اور ہزاروں قسم کے مزاج ہیں۔ پس کسی چیز کے بچنے کے لئے اس کی جنس پر طور کرنا چاہیے۔ نہ کہ دوسری جنس کی اشیاء پر۔ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر جنس سے اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔ پس دنیا میں خدا تعالیٰ کے سلوک کی اگر اختلاف نظر آئے تو اس کے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے وہ اختلاف مصلحت کے اختلاف کی وجہ سے ہے، نہ کہ ظلم کی وجہ سے یا عدمِ توجہ کی وجہ سے۔ (رب العالمین) بصر اللہ تعالیٰ ہر کام لینے والی شے کا خالق نظر آتا ہے، وہ ہر سامان کا بھی خالق نظر آتا ہے۔ پس ہر چیز پر وقت اس کی مدد کی محتاج ہے (الرحمن) پھر بصر اللہ تعالیٰ اشیاء اور ان سامانوں کا خالق ہے جس سے ان اشیاء نے فائدہ اٹھانا ہے۔ اس طرح وہ ان نتائج پر بھی تصرف رکھتا ہے جو سامانوں کے استعمال کرنے کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان کو جس نے پیدا کیا اور اس کو کھانے کو بھی اس نے پیدا کیا ہے جو اس کی زندگی کے لئے ضروری ہے اور پھر وہ اچھا یا بُرا کھانے کے استعمال سے پیدا ہو گا وہ بھی اسی کے حکم اور امر سے ہی ہو گا۔ (الرحیم) پھر اس کی ہزاروں کاموں کا بھی ایک طریق مقرر کیا ہے۔ یعنی ہر چیز اپنے حالات کے مطابق اپنے کاموں کے لئے اپنے اپنے نتائج کا مجموعی نتیجہ ایک دن دیکھ لیتی ہے۔ یعنی کاموں کے نتیجہ و دفرح کے ہتھ ہیں، ایک درمیانی کہ ہر کام کا نتیجہ کچھ نہ کچھ نکل آتا ہے اور ایک کفری کہ سب کاموں کا مجموعی نتیجہ نکلتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے صرف یہی انتظام نہیں کیا کہ ہر کام کا نتیجہ نکلے بلکہ اس نے یہ تدبیر بھی اختیار کر لی ہے کہ سب کاموں کا مجموعی نتیجہ نکلے۔ جس کے سبب سے وہ ناپاک یوم اللہ بن گیا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول، جز اول، صفحہ ۱۳۵)

حاصل کلام یہ کہ حضرت مرزا محمود احمد علیہ السلام کا یہ ایک بلند پایہ محقق، مجددِ فرین مفسر، صاحبِ اثر و تبار، مفردِ ماہر اسامیہ است اور جو مبرا اصل حیات اور جو مبرا اصل حیات رکھنے والے مفسر ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی شانِ اعلیٰ کا بغیر مطبوعہ کلام

خوشہ و نغمہ اندازِ شریف کی

آریوں کو میری جانب سے سنائے کوئی
 جو جو ہمت تو میرے سامنے آئے کوئی
 مرد میدان بنے اپنے دلائل لائے
 گھر میں بیٹھا بھڑا باتیں نہ بنائے کوئی
 آسمانی جو شہادت ہو اسے پیش کرے
 یہ نہی بے ہودہ نہ بے پر کی اڑائے کوئی
 سچا مذہب بھی ہے پر ساتھ دلائل ہی نہیں
 ایسی باتیں کسی احق کو سنائے کوئی
 جے وہ صیاد ہے صید سمجھ بیٹھے ہیں
 انہی مخلوق سے یہ ہودہ تو اٹھائے کوئی
 بیٹھ کر شیش محل میں نہ کرے نادانی
 ساکن قلعہ پہ پتھر نہ چھائے کوئی
 تاک میں لشکرِ محمود ابھی بیٹھا ہے
 ہاں سمجھ کر ذرا ناقوس بجائے کوئی
 ہم ہیں طیار بتانے کو کہاں مستراں
 خوبیاں دید کی بھی ہم کو بتائے کوئی
 کس طرح مانیں کہ مولیٰ کی ہدایت ہے وہ
 دید کو جب نہ پڑھے اور نہ پڑھائے کوئی
 ایسی ویسی جو کوئی بات نہ ہو دیدوں میں
 ان کو اس طرح سے کیوں گھر میں چھپائے کوئی
 خود ہی جب دید کے پڑھنے سے وہ غم ہے
 پھر کسی غیر کو کس طرح سکھائے کوئی

حسنِ احسان میں تیرا نظیر ہوگا

مرحوم جناب مرزا عبدالحق صاحب

یادِ محمود

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس عابد کو یہ سعادت نصیب کی کہ آغاز جوانی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا۔ حضور ابھی خلیفہ نہیں ہوئے تھے۔ غالباً ۱۲۸۵ھ میں شملہ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گرمیوں میں تشریف لے گئے۔ میں اس وقت دہلی سکول میں پڑھتا تھا شملہ کی جماعت کے ساتھ حضور کی فوٹو لی گئی۔ اس میں یہ عاجز بھی حضور کے قدموں میں بیٹھا ہے۔ یہ فوٹو اصحاب احمد ملی چھپی ہوئی ہے۔ اس وقت میری عمر ۱۳ سال تھی۔ انہی دنوں میں میرے بھائی مولوی عبدالرحمن صاحب مرحوم نے بوشہر کے ایک ممتاز جبر تھے حضور کو دعوت پر بھی بلایا۔ حضور کی شخصیت کا مجھ پر گہرا اثر ہوا

۱۹۱۵ء میں مجھے لاہور کالج میں بھیجا گیا۔ میرے والد صاحب محترم شملہ میں فوت ہو چکے تھے ان کے بعد میں بھائی عبدالرحمن صاحب مرحوم کے پاس ہی رہتا تھا جو میرا بے حد خیال رکھتے تھے۔ بد قسمتی سے ۱۲۸۵ھ میں بھائی صاحب غیر مباحثین میں شامل ہو گئے۔ لاہور بھیجے وقت انہوں نے مجھے مولوی صدر دین صاحب کے پاس رہائش کے لئے بھیجا۔ غالباً ایک ماہ یا کم و بیش عرصہ گزرا ہو گا کہ میں ٹانگر پور کہیں جا رہا تھا کہ دیال سنگھ کالج کے نزدیک ایک چھوٹی سی کوٹھی پر احمدیہ بوسٹل کھا دیکھا۔ میں اندر گیا۔ چند ایک بڑے جو نظر آئے سب دائرہ میں رکھے ہوئے تھے اور ان کے چہروں سے نیکی چمکتی تھی۔ میں تعجب ہوا۔ ایک بڑے نے کہا کہ ہمیں آپ کے لاہور آنے کا علم ہو گیا تھا اور آپ کی کاشش میں تھے۔ میں نے اپنا سامان وہیں منگوالیا اور احمدیہ بوسٹل میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک پاکیزہ ماحول تھا جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طور سے پیشتر آیا۔

گرمیوں کی تعلیمات میں شملہ گیا تو بھائی صاحب مرحوم بے کلم کھلا اختلاف ہو گیا۔ بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ میں نے اختلافی مسائل کی ایک کاپی بنائی ہوئی تھی۔ آخر بھائی صاحب مجھ سے مایوس ہو گئے۔ انہوں نے مجھ پر دباؤ ڈالنا چاہا۔ لیکن میں نے اسے قبول نہ کیا۔ وہ بہت شریف طبیعت کے تھے۔ پھر اپنی ذات تک بوشہر میں رہی تعلقات نہ کبھی ٹھنی پیدائش کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ازادہ شفقت ایک لمبا عرصہ بھائی صاحب کا حال مجھ سے دریافت فرماتے رہے۔

بھائی صاحب مرحوم سے اختلاف کے بعد حضور نے خیالی فرمایا کہ شاید مجھے تکلیف نہ بردار استے ہی، ذہنی طور پر بعض دینی باتیں چرچ کر کے ختم ہوا۔ حضور کا خط نہایت شفقت کا تھا۔ میں نے عرض کر دیا کہ مجھے ذہنی ضرورت نہیں۔ لیکن

مجھے یہ احساس ہو گیا کہ میرے لئے اپنے حقیقی بھائی سے بہت زیادہ شفقت رکھنے والا انسان موجود ہے۔

۱۹۱۱ء میں میں نے بی۔ اے کیا اور شکر میں ملازم ہو گیا۔ پھر ملازمت چھوڑ کر ملائچ میں داخل ہو گیا۔ مسکلی پڑھائی کی طرف توجہ مرکب تھی اور دنیاویات کی طرف زیادہ۔ پہلے سال تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کے باوجود کامیاب فرمادیا۔ لیکن دوسرے سال میں رہ گیا۔ جس پر دوبارہ تعلیمیں ملازمت لگئی۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں تھا جو مردوں میں دہلی جلا جاتا تھا۔ دہلی جاکر میرا یہ حال تھا کہ حضور اندر قادیان سے دُوری برداشت نہ کر سکتا تھا اور بدسلوکیات آنسو ریز ہوجاتے تھے۔ اس وجہ سے استعفیٰ دیکر قادیان چلا گیا۔ یہ ۱۹۲۵ء کی بات ہے۔ وہاں جاکر احمدیہ سکول میں انگریزی پڑھ کر گیا۔ اور چند ماہ پڑھانا کر دیا۔ حضور بار بار فرماتے کہ ایل۔ ایل۔ بی کے امتحان کے لئے وہاں بھیج دو۔ لیکن میں ٹائی ٹولن کرنا نہ کرنا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایل۔ ایل۔ بی کر لینے کے بعد مجھے قادیان سے باہر جانے کا حکم ہو جائے۔ ایک مرتبہ حضور سفر سے واپس قشربہ گئے۔ رستے میں ملتے ہی مجھ سے دریافت فرمایا کہ وہاں بھیج دیا ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا ابھی نہیں۔ فرمایا کہ فوراً بھیج دو۔ چنانچہ میں نے وہاں بھیج دیا اور اسی سال امتحان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کامیاب فرمادیا۔ لیکن پھر وہی ہوا جس کا مجھے ڈرنا تھا یعنی حضرت صاحب نے حکم فرمایا کہ میں فوراً گورداسپور میں پریکٹس شروع کروں۔

میں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو حضور کا حکم بتایا۔ انہی دفع میں حضرت مفتی صاحب دینی اللہ تعالیٰ نے فرمائے روایا میں دیکھا کہ عاجز گورداسپور میں دہلی کے ڈپٹی کمشنر کے ساتھ ایک ہی چل دیانی پر بیٹھا سچا در اس سے نہایت بے تکلفی سے باتیں کر رہا ہے۔ پھر اس کی کہادہ حضرت صاحب کی بات سننا چاہتا ہے۔ میری یہی معلوم ہوا کہ حضرت صاحب دہلی تشریف لے آئے ہیں اور اُسے قرآن کریم پڑھ کر سناتے ہیں۔ میں نے یہ خواب حضور کی خدمت میں لکھا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو دیوی عزت دے گا اور آپ کی وجہ سے حکام کو سلسلہ کی طرف متوجہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسی تعبیر کو درست ثابت کیا۔ یہ سب حضور کی توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ فالحمد للہ علی ذلک وھو اعظم الامور۔ حضور کے حکم کے مطابق میں نے ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء کو گورداسپور میں پریکٹس شروع کر دی اور تقسیم ملک تک وہیں رہا۔

میرا معمول یہ تھا کہ میں ہفتہ کی شام کو سائیکل پر قادیان چلا جاتا اور یہاں صبح کو واپس گورداسپور جاتا۔ اس زمانہ میں ابھی شمال سے قادیان گاڑی نہ جاتی تھی۔ اور بس بھی ایک آدمی تھی۔ سائیکل پر ایک طرف کا سفر۔ ایل۔ ایل۔ اے۔ میں سے میں میل کچا راستہ تھا۔ باقی پہر کی ٹھوکی اور پختہ سڑک تھی۔ مجھے مونا زہنی تین گھنٹے لگتے تھے۔ گاڑی چلنے کے بعد مونا زہنی کے راستے گاڑی چر جاتا۔ سادے سال میں شاید ہی کوئی ہفتہ ہوتا جب قادیان جاتے ہیں تا فرما ہفتہ کی شام سے ہی حضور کی محبت نصیب ہوتی شروع ہو جاتی۔ اور بزرگوں کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا حضور کی کشش میرے لئے ایسی تھی کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ یہ کشش شاید اسے ہی پیدا ہو چکی تھی۔ اور ہمیشہ بڑھتی ہی رہی۔ یہ کشش اس محبت و احسان کا نتیجہ تھی جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سید محمد علیہ السلام کا نظیر بنایا ہے۔

مجھے ساری عمر میں ایک ابتلا پیش آیا ہے لیکن وہ تھا بڑا سخت۔ یہ مسئلہ دینی بات ہے۔ میں نے قادیان جاکر نام کے وقت حضور کی خدمت میں اس کی تفصیل عرض کی تھی۔ میری طبیعت میں اس وقت سخت جوش تھا اور گفتگو میں گستاخی حضور نے نہایت توبہ اور تحمل سے قریباً نصف گھنٹہ سنا۔ رتی بھر بھی ترشرونی کا اظہار نہ فرمایا۔ اگلی صبح کو سب مجھے حضور کا ایک خط ملا جس میں حضور نے تحریر فرمایا کہ میں نے ساری رات کمر چارپائی کے ساتھ نہیں لگائی اور آپ کیلئے دعا کرتا رہا یہاں تک کہ صبح کی نماز سے قبل الہام ہوا۔ السلام علیکم۔ اس سے تسلی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میری بھی اور آپ کا بھی مخالفت فرمائے گا۔ یہ ہے اس خط کا خلاصہ۔ خط نہایت عجیب اور دردمندانہ تھا۔ تین چار صفحے کا تھا۔ افسوس ہے ایک دفعہ میری چوٹی ہو گئی تو اس میں وہ خط بھی اور حضور کے دست مبارک سے لکھے ہوئے بہت سے اور خط بھی جو شاید یہ بھی سنی یا اس کے بھی زیادہ ہوں گے ضائع ہو گئے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی۔ چند ایک خط اب بھی میرے پاس ہیں۔

حضور کے اس خط کے باوجود بھی میری تسلی نہ ہوئی۔ دلی میں ایک آگ تھی جس کا کوئی علاج نظر نہ آتا تھا۔ اس خط کے بعد حضور کے اس بارہ میں کچھ اور خط بھی آئے۔ چند دن بعد میں سائیکل پر واپس گورداسپور جا رہا تھا کہ راستے میں نہری کی پٹری پر موضع سٹھالی کے نزدیکی مجھے یوں محسوس ہوا کہ اوپر سے کوئی ہاتھ میرے اندر داخل ہوا ہے اور اس کی میری اتلا دلی سب کو دھکیل کر نکال کر کھانک کر دبا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس بے انتہا فضل و کرم کی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اس وقت کے بعد کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کسی قسم کا کوئی شک دلی میں داخل نہ ہوا۔ اس میں حقیقی کا بے انتہا شکر ہے کہ اس کی ایک اطلاع چیز کا ایسا آؤڑ اور غیر معمولی علاج فرمایا۔ یہ حضور کی اس دھماکا نچر تھا جو آپ نے ساری رات اس عاجز کے لئے کی تھی۔ میں اس احسان اور شفقت کا کوئی جواب نہیں پاتا۔ اس کے بعد نور پٹہ آگ کو حضور نے مجھے ایک خط تحریر فرمایا جس میں ایک روایہ لکھا ہے۔ میں نے خوابوں اور دیداد کے لئے ایک نوٹ لکھ رکھی ہوئی ہے اس میں میں نے یہ خط بھی نقل کر لیا۔ دھوھذا۔

”پرسوں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد مبارک کے اس صحنے میں کھڑا ہوں جو حضرت سید محمد علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے۔ جسے محمد شاہ اور ایک اور شخص جو یاد نہیں رہے وہاں کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم اسی قدر پاس کھڑے ہیں کہ قریباً قریباً فنگیر ہو سکی حالت ہے۔ میں شیکر محمد شاہ صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے دوسرے آدمی کے۔ اس تیسرے شخص اور میرے درمیان جگہ خالی ہے۔ اتنے میں آپ اگر اس جگہ کھڑے ہو گئے ہیں اور اسی قدر قریب ہو کر اس حلقہ میں داخل ہو کر میرا بازو یا سینہ اس طرح چھونا شروع کیا ہے جس طرح کوئی محبت سے چھوتا ہے۔ اس پر میں نے بھی محبت سے اپنا ہاتھ رکھا کہ آپ کے دائیں کان کا گوشت ہاتھ میں پکڑ کر اس طرح ملنا شروع کیا ہے جس طرح پیار اور سرزنش دونوں نظر ہوتے ہیں اور باپ اپنے بچہ کو محبت سے تنبیہ کرتا ہے۔ اس پر آپ بھی مسکراہٹ سے میں اور میں بھی مسکرا دیا ہوں۔“

یوگیا خدا شائے کی طرف سے اس ابتداء کے ختم ہو جانے کی حضور کو اطلاع تھی۔

۱۹۲۸ء کے شروع میں حضور نے سورہ یوسف سے درس کا اعلان فرمایا جو پورا ایک ماہ رہنا تھا۔ پچھلے دروس حضور نے چلائی میں رکھا۔ میرے گھنے پرکھیں لے ڈنا اس میں شامل ہوتا ہے لیکن میں قیادت ستمبر میں ہوتی ہے اس لئے میں جولائی اور ستمبر دو ماہ قادیان میں رہونگا۔ حضور نے اسے ستمبر میں رکھ دیا۔ پھر باقی کوثر سے اطلاع آئی کہ اس مرتبہ گریوں کی تعلیمات ۸ رگت سے ہوں گی۔ میں نے پھر حضور کی خدمت میں گھما کر خدا تعالیٰ کا مشاہدہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں میں حضور کے پاس رہوں تو حضور نے اپنے اعلان کو پھر بدل دیا اور ۸ رگت سے ہی شروع کرنے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ یہ عاجز بھوت سے اس میں شامل ہوا۔ اور سارا مہینہ قادیان میں رہا۔ اس کے علوم ہوتا ہے کہ حضور خدام کی سبوت کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ یہ سب اطلاعات اس وقت کے افعل میں موجود ہیں۔

۱۹۲۹ء میں حضور کثیر تشریف لے گئے اور سرنگ میں ایک ماڈس بوٹ میں رہائش رکھی جس میں بھی بیٹوں میں رہیں چاہیے تاکہ حضور کی محبت سے فیضیاب ہو سکیں۔ میں حضرت خلیفہ نور دین صاحب جو دینی نقاد تھے ان کے مکان پر طہارہ حضور کو ملنے گیا تو اس وقت حضور کسی اور کام میں مصروفیت کی بنا پر میری طرف توجہ نہ فرما سکے۔ میرے لئے یہ بات عجیب تھی کہ میں اتنی دقت سے حضور کی خاطر آیا ہوں اور حضور نے توجہ بھی نہ فرمائی۔ چنانچہ میں اگلے دن ماضی نہ ہوا۔ تیسرے روز آیا تو حضور کے بیٹھے والے کمرہ کے ساتھ دوسرے کمرہ میں جہاں حضور کا عمل تھا دو بستوں سے باقوں میں مصروف ہو گیا۔ حضور نے میری آواز سن لی اور اُس نے فرمایا "مرزا صاحب ادھر آئیں تو۔ آپ دونوں آئے کیوں نہیں؟" اس عاجز کا سارا افسوس جاتا رہا اور خوشی سے بھر گیا۔ خدام کی یہ کیسی دجوتی ہے۔

انہیں دونوں حضور نے ایک روز مجھے اور خلیفہ نور دین صاحب کو کھانے کے لئے بلایا۔ حضور اور خلیفہ نور دین صاحب اور میں تینوں ہی تھے۔ حضور ایک چھوٹے سے قالین پر تشریف فرما تھے۔ مجھے اور خلیفہ صاحب کو فرمانے لگے۔ میںیں اوپر آجائیں۔ خلیفہ صاحب کی طبیعت میں مزاج تھا۔ فرمانے لگے "حضور ایک مسند پر دو خلیفے اچھے نہیں لگتے۔ حضور اس پر بہت جتنے۔"

میرا معمول تھا کہ ایک بستر یا ٹوٹ مسکڑی کے دفتر میں بندھا ہوا رکھ دوں گا تاکہ اگر حضور کسی سفر پر تشریف لے جائیں تو وہ بستر بھی ساتھ لے جایا کرے۔ اس طرح میں باسانی سفر میں حضور کوں جاتا۔ مجھے سفر کی اطلاع بھی دے دیا جاتی۔ ایک دفعہ مجھے اطلاع ملی کہ حضور دھارن کے لئے مالیر کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے حضور کی خدمت میں بذریعہ خط یا کار راستہ میں مل جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا ہم بیاس دیو سے سلیش پر آپ کا سناں وقت سے انتظار کریں گے۔ اور وہاں سے آپ کو کار میں ساتھ لے جائیں گے۔ غیور دھارن سے دیو سے مل سکا۔ اور بیاسی مغرب کی غار کے بعد پہنچا جو مقررہ وقت سے کئی گھنٹے بعد تھا۔ حضور نے صرف اتنا فرمایا کہ ہم نے اتنے گھنٹے آپ کا انتظار کیا ہے۔ پھر حشا کے وقت اس ماہ کو اپنی کار میں ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر کسی ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا حالانکہ حضور کا بہت سادقت اس دفعہ متاثر کیا۔ قریب ساری رات ہم چلتے رہے۔

حضور کی باتوں سے مستفیض ہوتے رہے۔

اسی سفر میں دلپس پر حضرت درد صاحب نے میرے لئے گاڑی پرانا مقرر کیا۔ میں حضور سے اجازت لے کر سلیش پر جانے لگا تو حضور نے مجھے واپس بلا کر پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ صاحب کے فرمانے کے مطابق گاڑی کے ذریعے واپس جا رہا ہوں۔ حضور فرمانے لگے نہیں آپ میرے ساتھ ہی کار پر چلیں۔ چنانچہ میں حضور کے ساتھ کار پر لڑھکا نہنگ آیا۔ راستے میں ہرنوں کی ایک قطار جاتی ہوئی نظر آئی۔ حضور نے مجھے اور صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب کو جواری کار میں تھے بعد میں دیں کہ ہرن مار کر ڈالو۔ کار ایک طرف کھڑی کر دی۔ ہم ہرنوں کے پیچھے گئے اور ناز کے نیکی کوئی ہرن نہ مل سکا۔ قریب آدھ گھنٹہ اس میں خرچ ہو گیا۔ جب ہم دونوں حضور کے قریب پہنچے تو مجھے مخاطب ہو کر جنس کر فرمایا۔ مرزا بھی سلام۔ ہرن گھر جا کر مرزا کی گاڑی ہم دونوں بہت شرمندہ ہوئے۔ اس بات پر ہم سے مذاق ہوتا رہا۔

لدھیانہ سے اس عاجز نے گاڑی پر سیدھا گورد اسپد جانا تھا۔ حضور نے حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب کا بیانی دینی نقاد تھے کہ گورد اسپد کی گاڑی کے وقت کا پتہ لگوا دیا اور میرے لئے ٹکٹ لگوا دیا۔ اور وہیں تشریف فرما رہے۔ یہاں تک کہ گاڑی چلنے میں پانچ سات منٹ رو گئے۔ تب حضور نے مجھے فرمایا۔ اب آپ گاڑی پر سوار ہوائیں اور ہم قادیان جاتے ہیں۔ حضور کے اس کلف و کرم کی یاد میری آنکھوں میں آنسو لے آتی ہے۔

ایک دفعہ حضور چٹا ٹوٹ سے پانچ سات میل کے فاصلہ پر ڈھاکو تشریف لے گئے۔ دامن کو میں حضور نے کپ لگایا۔ بہت اچھی ٹوٹ تھی۔ حضور دو تین ہفتے وہاں رہے۔ میں مدد نہ کچھلے فارغ ہو کر بس پر چٹا ٹوٹ چلا جاتا۔ وہاں ایک سائیکل رکھ رکھو ڈرا۔ اس پر ڈھاکو چلا جاتا۔ ملت حضور کے پاس رہنا اور صبح گورد اسپد واپس آجاتا۔ اتنی کار سارا دن مل جاتا۔ اکثر دفعہ گھنٹوں حضور کی پرمعارف باتیں سنانے کا موقع مل جاتا۔

ڈھاکو سے واپس آکر حضور پیر پور جی دیا کے کنارے پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضور کی زمین بھی تھی۔ میں بھی ہفتہ کی شام کو وہاں پہنچ گیا۔ حضور نے سرسوں کے رنگ کی تعریف فرمائی جو کسی نے ڈھاکو کے آتے ہوئے حضور کو راستے میں کھایا تھا۔ میں جب گورد اسپد واپس گیا تو اپنا ادھی بھج کر وہیں سے ساگ پکا کر لگایا جہاں بہت صاحب کھا کر آئے تھے۔ اگلے ہفتے وہ ساگ اور چند سیر کھانڈ میں کی بن دفتی ضرورت تھی ایک گھوڑے پر لودا رکھ کر وہیں بھیجی اور خود بھی پہنچا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے آپ نے اس ساگ واسے کا پتہ لکھ لے لیا۔

پیر وچھی میں ہی ایک روز حضور کشتی پر دریا کی میر کھلے گئے۔ کشتی میں کھائش لم تھی۔ حضرت خلیفہ المسیح ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی گئے ہوئے تھے۔ حضور نے نہیں ساتھ بیٹھا۔ میں پیچھے رہ گیا۔ واپس گورد اسپد جا کر میں نے حضور کی خدمت میں گھما کر انہیں بیٹھا ہی ہوتا ہے۔ میری یہ بات فضول تھی۔ لیکن اگلی اتوار کا قادیان گیا تو حضور فرمانے لگے آج آپ کو چھٹی ہے میرے ساتھ شکار کو چلیں۔ چنانچہ میں سارا دن حضور کی محبت

میں رہا۔ یہ گویا پھیر و چلی والی بات کی کافی تھی۔

ایک دفعہ میں ڈبہوزی گیا ہوا تھا۔ وہاں حضور کے آنے کی اطلاع ملی جس پر استقبال کے لئے موزوں کے ادا ہو گیا۔ حضور نے ملنے ہی دریافت فرمایا آپ کب یہاں آئے تھے۔ میں نے بتایا تو فرمایا سنا ہے ہیں جو کوئی ملے ہے ابھی بڑی ہے۔ آپ بھی ہمارے ساتھ ہی آجائیں۔ چنانچہ میں اسی روز حضور کے پاس پہنچ گیا۔ دو ہفتہ کے قریب وہاں کا حضور درازہ لطف و دلفری وقت کا کھانا بھی ہمارے ساتھ کھاتے اور ناشتہ وغیرہ بھی ساتھ کرتے۔ سارا سارا دل حضور کی باتیں سننے کا موقع ملتا رہا۔ میرے لئے بھی ہم لوگ ساتھ جاتے۔ ایک مدد میرے لئے دیان گند پھاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں کا نظارہ بہت پسند آیا۔ اسی وقت پیش کاغذ لے کر کچھ اشعار رکھے جن میں میں دہان کے متعلق درد کا اظہار تھا۔ حضرت ڈاکٹر حسنت اللہ صاحب سے وہ اشعار پڑھوائے گئے۔

ایک مرتبہ حضور دھرم سالاہ تشریف لے گئے۔ مجھے ایک احمدی دوست ایک غیر احمدی کی سفارش کے لئے حضور کے پاس لے گئے۔ دھرم سالاہ میں وہ کوئی مٹی، ساتھ کچھ کر رہے تھے جن میں حضرت ڈاکٹر حسنت اللہ صاحب اور حضرت درد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بٹھیرے ہوئے تھے۔ میں بھی وہیں ٹھہرا۔ کچھ سفر کی گرفت اور کچھ قیام کی بوجھ کا زیادہ موزوں نہ ہونا۔ حضور کے ساتھ بانوں کے وقت اس کا اثر تھا۔ میں واپس گورداسپور آیا تو حضور کا خدا آیا کہ اس وقت آپ کے چہرے پر افسردگی بہت تھی۔ میں نے دونوں وجہیں سمجھیں۔ الگ دفعہ میں دھرم سالاہ کی وضو کرنے کو بھی میں میرے لئے ایک کمرہ خالی کر دیا اور مغرب کے بعد میرے کمرہ میں تشریف لاکر باتیں کرتے رہے۔ جہاں نازی کا حضور خاص خیال رکھتے۔ سفر میں جہاں بھی حضور کے ساتھ جاتا کھانا ملوگا اپنے ساتھ کھاتے اور دودھ اور چائے وغیرہ کا اہتمام فرماتے۔ ایک سفر میں نوکر نے کچھ ففٹ کی اور میرے لئے کھانا ذرا دیر سے لایا تو حضور اس پر خفا ہوئے رہے۔ مجھے حضور کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ایک دفعہ حضور نے مجھے ڈبہوزی سے ٹیلیفون پر پوچھا کہ میرا بھتیجیوں میں کیا پروگرام ہے اس وقت ستمبر کی تعطیلات شروع ہو چکی تھیں۔ لیکن میں ابھی گورداسپور میں ہی تھا اور باہر نہ گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں سالانہ وغیرہ تیار کر چکا ہوں اور آج شملہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرماتے تھے شملہ اور ڈبہوزی میں تو کوئی فرق نہیں آپ ڈبہوزی میں آجائیں۔ ایک فردی مشورہ بھی کرنا ہے۔ چنانچہ میں اسی روز بجائے شملہ کے ڈبہوزی پہنچا گیا۔ حضور نے مجھے اپنے کمرہ کے ساتھ دالے کمرہ میں ٹھہرایا۔

ایک خط میں یہاں نقل کرتا ہوں جو غالباً حضور نے مجھے ڈبہوزی سے لکھا تھا۔ یہ ان چند ایک خطوں میں سے ہے جو ابھی تک میرے پاس پڑے ہیں۔ یہ آپ پر دالے واقعہ سے پہلے کی بات ہے۔ لفظ پر پتہ بھی حضور کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ وہ خط ہے:-

” عزیزم محرم مرزا عبدالحق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط اور کوہن نے جو انکم اللہ احسن الجراء۔

انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ قلب صافی اور نفس مطمئنہ عطا فرمائے اور اس دنیا سے ایسے وقت میں اٹھائے کہ راضیہ مرضیہ کی حالت ہو۔ آمین۔

میاں صاحب کو کام مل گیا ہے یا نہیں اس بارہ میں کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کوہن کے بارہ میں کوئی بھی نہیں ہوئی۔ اخبار میں تھا کہ ڈیورنٹا پٹرول مل گیا اور آپ نے بھی ایا ڈنگے پٹرول کا کوہن ہے۔ شاید جاپان کی وجہ سے گورنٹس نے ڈنگا کر دیا ہوگا۔ سپرٹ کا لائسنس پانچ گیلن کا ڈی سی نے حکم دیدیا تھا۔ اب تک منور احمد کو کاغذات نہیں ملے اس کی طرف بھی توجہ کریں۔ اور اسکی ساتھ ایک حکم بھی دفتر کا ہوتا ہے کہ انڈسٹریل ڈسٹریکٹ جاپان کو پٹرول دیا جائے یہ تحریر بھی لے لی جلیبیٹے۔ والسلام

فاکس

آپ کے اہل و عیال تو غالباً یہاں ہیں پھر آپ کوہن نہیں آئے۔ (درست) مرزا محسن و احد اس خط میں میاں صاحب سے مراد میرے عزیز دوست میاں عطاء اللہ صاحب ہیں۔

آپ کی شفقت اور جہان فانی کا یہ عالم ہے کہ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ ہفتہ کی شام کو قادیان حاضر ہوتا تو محلہ بارگ میں ہی فرما جاتے کہ کھانا میرے ساتھ کھاؤں۔ پھر کھانے پر باتیں ہوتی رہتیں۔

ایک دفعہ حضور نے مجھے گورداسپور تار جیجا کہ حضور میرے پاس تشریف لارہے ہیں۔ میں اتفاق سے موضع اشول میں جماعت کے جلسہ پر گیا ہوا تھا اس لئے تار نہ مل سکا۔ حضور تشریف لائے اور اس جگہ کے مکان کے سامنے ٹرک پر ڈھونچ آ گئے ٹرک کار میں ہی میرا انتظار فرماتے رہے۔ اور پھر تشریف لے گئے حضور ڈبہوزی سے واپسی پر بھی بعض دفعہ میرے پاس ٹھہر کر قادیان تشریف لے جاتے۔ یہ ایک نہایت اہل انی خادمہ کی دلداری کے طور پر ہوتا۔

شملہ میں میرے ایک دوست کی وجہ سے مجھے گورداسپور سے باہر مستقل سرکاری دکان کی پیشکش کی گئی۔ میں نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ اس بارہ میں حضور کا میرے لئے کیا حکم ہے۔ حضور نے مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت بلال صاحب اور چوہدری صاحب نے جو مشورہ دیا اور اس پر جو حضور نے تحریر فرمایا وہ اصل خط میرے پاس ابھی تک موجود ہے وہ یہاں نقل کرتا ہوں۔ اس سے حضور کی اپنے خدا کے معاملات میں ادب و پستی اور بائیک نظری

خود و نفس علی رسولہ الکریم

و علی عبد المسیح الموعود

DHO-155

سیدنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور نے کوہن مرزا عبدالحق صاحب کے خط پر جس میں

انہوں نے حضور سے مشورہ مانگا ہے۔ مگر چودہری فتح محمد صاحب سیال اور خاکسار کی رائے چوبھی ہے۔ جو باہر سے ہے کہ ہم دونوں نے اس بات میں باہم مشورہ کیا ہے۔ دلائل میں دونوں متفق تھے کہ قریب ذریعہ میں یہ فائدہ سے کہ چوبھی اور یہ یہ نقصان کے مگر نتیجہ میں اگر اختلاف تھا تو نہ کسی چودہری صاحب یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ بحیثیت چوبھی اس پہلو کو غلبہ ہے کہ مرزا صاحب کی پی مقرر ہو جائیگی مگر میں یہ نتیجہ نکالتا تھا اور نکالتا ہوں کہ بحیثیت چوبھی مرزا صاحب کا گورد اسپور میں آزاد رہ کر پریکٹس کرنا جماعتی مفاد اور خود ان کے ذاتی مفاد کے لحاظ سے بہتر ہے۔ یہ تو خاص ہے کہ پی پی مقرر ہوتے ہی مرزا صاحب کو گورد اسپور سے چلے جانا ہو گا کیونکہ انہیں افسر بنانا اس ضلع میں نہیں رہ سکتے دیں گے۔ تو گویا ہم نے اس لحاظ سے دیکھا ہے کہ مرزا صاحب ہر کاری دیں ہو کر باہر جانا منظور کریں یا کہ نہیں گورد اسپور میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے رہیں۔ سرکاری دیکل سبھنے میں مرزا صاحب کے لئے ذاتی فائدہ اس قدر ضرور ہے کہ ایک باعزت عہدہ ملتا ہے۔ اور ماہوار آمد مہین اور باقاعدہ صورت اختیار کر لیتی ہے۔ مگر ذاتی لحاظ سے ان کا یہ نقصان ہے کہ ان کی موجودہ آمد سرکاری دیکل کی تنخواہ سے کم از کم فی الحال زیادہ ہے۔ اور باہر جانے سے وہ قادیان کی ہفتہ وار آمد اور مرکزی جماعت کی خدمت سے عروسی کے دکھ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی طبیعت اور طبی عادت کے لحاظ سے ان کے لئے یہ واقعی ایک بھائی تکلیف اور نقصان ہے۔ اور پھر غالباً وہ اپنی عادت کے لحاظ سے سرکاری ملازمت کی پابندیوں کو بھی نہ برداشت کر سکیں گے۔ دوسری طرف اگر وہ گورد اسپور میں آزاد پریکٹس کریں تو ایک تو ان کو وہ ذاتی فائدہ حاصل ہوتا ہے جو اوپر درج ہے اور دوسرے وہ ضلع کے مرکز میں جو خاص اہمیت رکھتا ہے جماعت کی غائیت اور جماعتی مقدمات میں پیروی کی خدمت بجالا سکتے ہیں۔ ان کا وجود ضلع کے مرکز میں واقعی بے حد غنیمت ہے۔ یہ ممکن ہے کہ چونکہ جماعت بڑھ رہی ہے اس لئے اگر کئی کو گورد اسپور میں کوئی اور احمدی دیکل بھی پریکٹس شروع کرے تو اس کا وقتی اثر مرزا صاحب کی آمد پر پڑے۔ مگر یہ اثر اگر بھی تو وقتی ہی ہو گا اور بہر حال دوسرے ذاتی اور جماعتی مفاد زیادہ وزن دار نظر آتے ہیں۔ پس راہِ رجحان کے بعد ہم دونوں اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ بحیثیت چوبھی مرزا صاحب کے لئے گورد اسپور میں آزاد پریکٹس کرنا ہی بہتر ہے۔

فقط داسلام

خاکسار فتح محمد سیال

اب مجھے ہر شہر ہے کہ مرزا صاحب کو گورد اسپور

میں رہنا چاہئے۔

دستخط: فتح محمد سیال

RS یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے متعلق جو تحریک از خود ہو چکی ہے اسے اپنی طرف سے اٹھے نہ چھایا جائے اور نتیجہ قرار پر چھوڑ دیا جائے۔ (B.A. INITIALLED)۔
 (دیکھا کہ کسی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ برخط نمبر ۲۱-۱۱-۶۶)۔
 "مرزا صاحب کی بھوایا جائے۔"

میرا پہلے خیال تھا کہ آپ کا فائدہ پی پی جتنے میں ہے مگر اب میری یہ رائے بدل چکی ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا تھا میرے نزدیک اچھے عہدہ عزت کا موجب ہیں اور وہ لوگ ان کو قبول کر سکتے ہیں جو اس کے پاس کچھ پس انداز ہو۔ آپ کے پاس روپیہ نہیں اور اللہ تعالیٰ زندگی بخشے تو دوبارہ پریکٹس کا چھانا بہت مشکل ہو گا۔ اس لئے اب کہ پریکٹس چلی گئی ہے پی پی جتنے میں خاص فائدہ نہیں۔ مگر بہتر ہو گا کہ استخارہ بھی کریں۔ شاید اللہ تعالیٰ کا علم دوسری بات ہو۔ داسلام

R 555
21-11-66

دستخط: مرزا محمود احمد

میں نے اس کے بعد بھی فیصلہ کیا کہ سرکاری وکالت نہ لی جائے۔

ایک دفعہ ایک مقدمہ میں خالین سلفہ حسنہ کی ذات پر کچھ دھچکا لگنے کی کوشش کی۔ اس مقدمہ کی پیروی میرے سپرد تھی۔ مکرم مولوی فضل دین صاحب پٹیل میری امداد کرتے تھے۔ بنالیں کیس تھا حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض اور دست اس کی تاریخوں پر کارروائی دیکھنے کے لئے موجود رہتے تھے۔ ایک روز معاملہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یہ بزرگ ٹکس لے کر حسنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجویز کیا کہ مشرعی چودھری محمد فخر اللہ خاں صاحب کو تار دے کہ پیروی کے لئے بلایا جائے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ مصنف فرماتے تھے کہ نہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ عبدالحی ہی پیروی کرے۔ اسی وقت حضور نے مجھے اپنی ایک جیس دی کہ پیروی کرتے وقت یہ اندر سے پس بیا کریں۔ یہ فیض ابھی تک میرے پاس پڑھا ہے۔ یہ اعتماد کی عجیب مثال ہے۔ میری پریکٹس اس وقت صرف دو تین سال کی تھی۔

پاکستان بننے کا اعلان ہوا اور قادیان ہندوستان میں کو دیا گیا تو حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں قادیان کی حفاظت کے لئے چند ماہ تک دہلی ٹھہر جاؤں۔ میرے لئے یہ نہیں راحت کی بات تھی۔ چنانچہ میں آخری قافلہ کے آئے تک (۱۴ تا ۱۵) دہلی رہا اور حضور کی طرف سے موقوفہ کام سر انجام دیتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت صاحبزادہ مرزا محمد احمد صاحب بھی وہیں تھے۔ ہم تینوں حضور کے حکم کے تحت آٹھ تا نو دن آئے۔

حضرت صاحب نے ایک دینی پہلے ہم تینوں کو ایک مشترکہ خط لکھا جس میں میں یوں مخاطب فرمایا:۔

"عزیزان مرزا ناصر احمد (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) و مرزا محمود احمد و مرزا عبدالحی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

اس خط میں ہمارے لئے مفصل ہدایات تھیں۔ اور یہ تھا کہ ہم فلاں فلاں دکانیں اور پھرائیں۔ میرے جیسے عاجز انسان کے لئے حضور کا یہ طرز خطاب جس میں اپنے دو دیگر گوشوں کے ساتھ اس عاجز کو شامل فرمادیا کیسا راحت بخش تھا۔ یہ خدا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث علیہ السلام اللہ تعالیٰ انھو العزیز کے پاس رہا۔

قادیان میں ہی حضور نے مجھے تحریر فرمایا کہ پاکستانی میں جس جگہ ہمارا مرکز بنے گا وہ جھنگ کے ضلع میں ہے۔ لیکن سرگودھا سے قریب ہے۔ اور فرمایا کہ یہ عاجز انتخاب کرنے کے دن وہ ضلعوں میں سے کہیں پرکلیش کرے گا۔ میں نے سرگودھا کو پسند کیا۔ اور سرگودھا میں ہی ۲۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو پورے گاؤں میں ایک متفقہ ہوا۔ اور ۶ سال سرگودھا میں رہا۔ اس کے بعد میرا یہاں سے تبادلہ کیا گیا تو میں نے حضور کی اجازت سے استعفیٰ دیدیا اور اپنی پرکلیش شروع کر دی۔ اب چند ایک واقعات سرگودھا کے بھی لکھتا ہوں۔ جو حضور کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

غالباً ۱۹۵۰ء میں حضور نے مجھے تحریر فرمایا کہ حضور اس عاجز کے ساتھ سکیٹر پہاڑ پر جانا چاہتے ہیں۔ اور اس عاجز سے تاریخوں کے متعلق دریافت فرمایا کہ میرے لئے کوئی مناسب درجہ کی۔ میں نے عرض کر دیا۔ چنانچہ اس بلند حضور یہاں قشربہ لے آئے اور مجھے ساتھ لے لیا۔ راستے میں فرمانے لگے ہم دو دن پہلے بھی سکیٹر ہوا آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ کیسے۔ فرمانے لگے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواہش کا اظہار کیا تھا۔ ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے انہیں اسی روز لے گیا۔ اور آپ کا پورا گرام اسی طرح رہنے دیا تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ میں سخت متعجب ہوا کہ حضور نے میری ہولت کا اتنا خیال رکھا اور خود اسی تکلیف اٹھانے کو صرف دو دن پہلے اتنا مسافر کیا۔ سکیٹر میں دو تین دن حضور کی باتیں گھنٹوں گھنٹوں روزانہ سننے کا وقت ملا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہاں کی مہمانی میرے ذمہ دے دیں۔ فرمانے لگے نہیں آپ ہمارے جوان ہیں۔

۱۹۵۱ء میں حضور نے اتنا ایک سال کے لئے صوبائی ادارت قائم فرمائی۔ اس تجربے کے بعد اسے مستقل کر دیا۔ پہلے انھیں میں ہی اس عاجز کو چنا گیا۔ حضور کی خدمت میں انتخاب کی رپورٹ بھیج دی گئی۔ اسی روز شام کو چائے کی ایک تقریب تھی۔ وہاں اس عاجز کو مخاطب ہو کر حضور فرمانے لگے۔

میں نے عرض کیا حضور جو ہدایت اور حکم دیں گے اس کے مطابق انشاء اللہ کرتا جاؤں گا۔ حضور کی ایک خاص خصوصیت محنت اور جفاکشی تھی۔ ایک دفعہ میں نے جلالہ کے سٹیشن پر آپ سے آپ کا روزانہ کا معمول پوچھا۔ فرمانے لگے میں رات کو ایک ایک بجے تک بڑھتا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ میری آنکھوں کے سامنے تاریک نہ رہے۔ پھر گھر کے لئے میں اٹھتا تھا۔ اور صبح کی نماز کے بعد سوتا بھی نہ تھا۔ اب اتنا نہیں کر سکتا۔ اور صبح کی نماز کے بعد سو جاتا ہوں۔ یہ قریباً سا ۱۹۵۸ء کی بات ہے۔

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ حضور میرے یا بعض اور دوستوں کے ساتھ رات کو دو دو بجے تک کام کرتے۔ جن دنوں جماعت کے لئے کوئی خاص مشغولت ہو تو میں دن دن کوئی حدیث نہ رہتی۔ اور محنت اور جفاکشی میں

ب کلمات کو دیتے۔

میری داستان بہت لمبی ہے۔ چند ایک باتیں جو مستحضر تھیں لکھ دی ہیں۔ دراصل میری ساری عمر ہی اس وجود کے گرد چکر لگانے میں گزری۔ اس میں مجھے خدا نظر آیا۔ خدا کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کا مسیح (علیہ السلام) نظر آئے۔ اس میں ایک عجیب کشش تھی جو ہر وقت کھینچتی رہی۔ وہ حسن اندامان وہ شفقت اور وفا۔ وہ رہنمائی اور دلدادگی۔ وہ ظاہری اہل باطنی علوم سے مزین ہونا اس زمانہ میں کسی اور جگہ نظر نہ آیا۔ اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اس پر ۷



مولانا برکات احمد صاحب راجپوتی مرحوم
قادیان

ہمارے محسن آقا سیدنا محمد رسول اللہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزشتہ نصف صدی میں اپنے اعزاء و اقارب و دونوں اور بیگانوں بلکہ ممالک کے ساتھ جو حسن سلوک اور عظیم احسانات کئے ہیں۔ ان کا کسی قدر اندازہ اس عظیم محبت و عقیدت اور مہافتہ سے کیا جاسکتا ہے۔ جو آپ سے تعلق رکھنے والے اصحاب کو آپ کے عین وجود کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

جلبت القلوب علی محبت من احسن الیہا۔

(۱)

ادھر سے لے کر لاکھوں کا ذکر ہے کہ احرار کی مخالفت زدوں پر بھی بعض انگریز افسر بھی احوال کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس وجود خاص طور پر مخالفین کی خرافات کا ہدف بنا ہوا تھا۔ ان حضرات کے پیش نظر جماعت کی طرف سے حضور کے مخالفیہ پرو کا خاص انتظام تھا۔ اور عداوت مستحق پر بیادوں کے قادیان کے عوجات سے رہنا کا رونا خود پر اصحاب قمر خلافت اور سجدہ ہمارے فیروز مقامات پر پہرہ کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ خاک راویں وقت عظیم اسلام ہادی سکول میں فوجی جماعت کا لایا بیٹھ تھا اور قمر خلافت میں بعض دوسرے اصحاب کے ساتھ پہرہ کی فیلوئی اٹا کر رہا تھا۔ ہم لوگ قمر خلافت کے بچے محکم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رات کے دو بجے کا وقت تھا کہ بیرونی دروازہ سے پرکشی نے زور سے دستک دی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ دو دوست دیروال داخل امر تھرا سے سائیکلوں پر آئے ہیں۔ وہاں پر چورم و زور محمد لطیف صاحب باجوہ سب سے جو اس حلقہ کی تبلیغی تنظیم کے انچارج تھے۔ سخت مباد پر گئے تھے اور انہوں نے علاج کے انتظام کے لئے حضور کے نام رقم بھیجا تھا۔

ہماری طرف سے ان دوستوں کو مشورہ دیا گیا۔ کہ آپ ہسپتال جاکر کرم چھدی صاحب کی بیماری کی تفصیل ڈاکٹر صاحب کو بتائیں اور حسب حالات دوائی لے جائیں یا ڈاکٹر کا ساتھ جانا ضروری ہو تو ڈاکٹر صاحب کو ساتھ لے جائیں۔ اس وقت رات کے دو بجے حضرت صاحب کو میدانہ کرنا اور تکلیف دینا سب نہیں۔ لیکن دن کو دوا دینے امر نہ کیا کہ ان کا رونا اسی وقت حضور کی خدمت میں پیش کیا جاسے۔ ہندو نقصان کی دفعہ داری پر میدان پر ہوئی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ہم بڑی محنت سے ہر چوال کی لہر کے راستہ میں پہنچے

ہیں۔ راستہ میں گھنٹوں کی سارا ڈاکڑوں نے نہیں گھیرے ہیں۔ سلیا تھا اتفاق سے ہمیں سے ایک کے پاس تاجی تھی جس کی مدد سے وہ پانی ٹھونڈا کر دیا کہ کئی بار وہ دوا ڈاکڑوں سے پانی لیا دیا اور پیچھے گئے۔ پھر حال ہو سکے۔ شہر بھر پر ہم نے مستقل پیر علی درجن کو اٹھایا اور سینی لسی کر کے بعد دروازہ کھولا۔ اور ہونے لگا کہ آپ قمر خلافت کی بیڑیوں ناسکہ دروازہ پر دستک دی۔ حضور خود کمر لپیٹے۔ رخصت ہوا۔ اور ہسپتال کے ڈاکٹر کے نام ہدایت تحریر فرمائی کہ وہ خود آمدی اور پہلے کر تیار ہو جائیں۔ کچھ دنوں بعد۔ یہ خود بھی تحریر فرمائی اور حکم دیا کہ اسی وقت میری کار اور ڈوا ٹھونڈ کر تیار کیا جائے۔ سارا ڈاکڑوں کے لئے کہ پیش نظر احتیاطی دوا نسخہ دار اصحاب کو بھی موجود رکھوں کہ ساتھ جانے کا حکم دیا اور شاد و فریاد ارجب تک اس طرح سب مع ساقیوں کے کار پر روانہ ہو جائیں۔ تو مجھے اطلاع دی جاتے۔ چنانچہ ماٹھے میں بچے کے قریب اطلاع ملی کہ کار میں ڈاکٹر وادوں اور دوسرے اصحاب کے دیروال کی ڈاکٹ دوا نہ ہو گی۔ حضور فرمائی اس وقت تک آپ کے پرکشیہ میں منتظر بیٹھے رہے۔ اور اطلاع ملے پر اسرار حوت کے لئے اندر تشریف لے گئے۔ حضور کی اس شفقت و ہمدردی اور احسان کو آپ نے اپنے ایک خادم کے لئے ظاہر فرمایا اور ہمدردی و ہمدان کے ہم چولی نہیں سکتے۔

(۲)

قادیان کے اکثر اصحاب سیدنا کے ایک شہید معاند ڈاکٹر گرجیش سنگھ کو جانتے ہیں۔ ڈاکٹر معروف انسان قمر خلافت کے سامنے حضرت سیدنا امیر شاہ صاحب کے مکان کے مشعل جانب شمال واقع ہے۔ یہ شخص قادیان میں سولہ بیس سیدنا سرگودھا تھا۔ حضرت اقدس اور آپ کی جماعت کے خلاف مخالفت کا لکھنؤ قید و قید و کشت و کشت تھا۔ حضور پروردگار مس کی مہافتہ و دوش کے اس کے ساتھ چھدی اور شفقت اور آفرینہ رہتے تھے۔ چنانچہ تقسیم ہونے کے بعد جب حضرت امیر علی پاکستان ہجرت فرمائے تھے۔ ڈاکٹر گرجیش سنگھ اور ان کے خاندان کو اپنے ہم مذہب پناہ گزینوں سے واسطہ پڑا تو ان کو حضرت صاحب اور ان کی جماعت کے اتفاق کی برتری اور محاسن کا احساس ہوا۔ اور وہ برا حضور اور جماعت کی قمر لپ کر گئے۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ میری جماعتی اہل۔ اسے میں تعلیم پائی تھی اور اس میں غلطی کا تصور نہ تھا۔ اس سلسلہ میں وہ کمرہ تھی۔ لہذا خوش رکھنے کی ضرورت تھی۔ قادیان میں سوسے امیر جماعت کے افسر کے اور کئی دینی تعلیم یافتہ تھے۔ وہاں قید کر کے یہ معلوم ہوا کہ کرم چھدی صاحب صاحب انظر غرض میں ایم۔ نے ہیں۔ میرے ان کے دفتر صاحب کرم ماسٹر علی محمد صاحب بی لے لی سے اچھے ملازم تھے۔ چنانچہ میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ اور اپنی جماعتی کے لئے چھدی صاحب کو کمرہ میں بٹھانے کی بات چیت کی اور درخواست کی کہ چھدی صاحب نے فرمایا کہ میرا دل کچھ عید السہام و وقت غلطی ہے۔ اور اس کے وقت کا ایک ایک منٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے محبت ہے۔ اور

اگر حضرت صاحب اجازت دیدیں تو وہ بخوشی یہ خدمت بجالا سکتا ہے۔ ان دونوں میں نے حضرت صاحب اور جماعت کے خلاف کچھ مقدمات کئے ہوئے تھے۔ اور میرے تعلقات حضرت کے ساتھ بہت کشیدہ تھے۔ لہذا میں حضرت صاحب کی خدمت میں مکرم عبدالسلام صاحب کو اجازت دینے کے لئے کہنا نہ چاہتا تھا۔ لیکن جب پڑھانے کا کوئی اور انتظام نہ ہو سکا۔ تو مجبوراً میں نے حضرت کی خدمت میں اپنی طرف کے لئے ایک رقم لکھا۔ حضرت نے اس پر بخوشی عبدالسلام صاحب کو اجازت دیدی۔ چنانچہ مکرم عبدالسلام صاحب کئی ماہ تک میری بھانجی کو پڑھاتے رہے۔ میں نے ان کو کوشش نہیں دینا چاہی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں حضرت صاحب کے حکم کے ماتحت بعد از کوئی پڑھاؤں گا۔ اس کا معاملہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نتیجہ غلطہ پر یہ دیکھ لیا کہ میں نے یہ سنا کہ ایک شخص نے میری صفائی اور مبلغ دستل دہیہ ملے کہ عبدالسلام صاحب کے گھر پہنچا۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ صفائی اندر روپے نہیں لے سکتا اگر آپ چاہیں تو حضرت صاحب کے پاس لے جائیں چنانچہ میں نے وہ رقم اور صفائی حضرت کی خدمت میں بھجوائی۔ حضرت نے بھی کے مبارکباد دی اور فرمایا کہ آپ ہمارے پڑھو سکا ہیں۔ میں نے جو بھی کی پڑھائی کا انتظام کیا ہے وہ کسی معاوضہ کے لئے نہیں تھا۔ حضرت نے صفائی دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ تقسیم کرا دی اور رقم مجھے واپس کر دی۔ آپ کے اس حسی سلوک کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہے۔ مگر میں بدقسمتی بھی بجا حق غفلت کرتا رہا۔ لیکن حضرت کے اس احسان کے نتیجہ میری گردن خم ہے۔

(۱۳)

خاندان احمدیہ کا واقعہ ہے کہ قادیان سے موضع ناٹھ پور کی طرف لکڑی کا ایک بیج ہوا۔ ہمارا نادانوں کا احمدی ٹیم کے مقابل پر غصہ و نزاکت کے سکھ دیہات کے کھانڈی تھے۔ یہ بیج بہت اہم تھا۔ اور بیج سے قبل تمام علاقہ میں اس کے متعلق ڈونڈی پٹائی لگنی تھی۔ چنانچہ علاقہ کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ دیہاتی اپنے رواج کے مطابق لاکھیاں ساتھ لائے لیکن ہمارے اصحاب سوائے پیش کش کے چند فوجیوں کے باقی نچتے تھے۔ بیج کے دوران میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا۔ اور باوجود بھانسنے کے دیہاتی سکھوں نے جوں جوں سے بہت سے شراب کے نشہ میں چور ہونے کی وجہ سے مشغول تھے۔ ہمدردیہ نتیجہ دوستوں پر لاکھوں سے مل کر دیا۔ ہمارے اصحاب نے کھیتوں سے مٹی کے ڈھیٹے اٹھا اٹھا کر اپنے دفاع کے لئے پھینکنے شروع کئے۔ چونکہ قادیان کے احمدیوں کی تنظیم اور بہادری کا تمام لڑنے پر رعب تھا اس لئے حملہ آور ناٹھ پور کے گاؤں کی طرف ہٹا ہوتے گئے۔ اور ہمارے دوستوں کا ایک حصہ جوں جوں کافی تعداد اور عمر دونوں کی کمی تھی آگے بڑھتے گئے گاؤں کے قریب سکھوں نے دوبارہ لاکھوں سے مل کر لیا۔ اور ہمارے اصحاب مقابلہ کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ ایمان احمدی صاحب مرحوم کو زخمی طور پر شدید زخمی آئی، جو خوشام برکتی تھی اور اندھا بن چکا تھا۔ اس لئے اصحاب نے مزید آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور واپس لوٹ آئے۔ جب حضرت اندہ کی خدمت میں اس واقعے کی اطلاع ملی۔ تو آپ کو بہت غم اور اضطراب ہوا۔ اور

آپ دوسرا احمدی کے حق میں تشریف لے آئے۔ اور علم و کار عملیات کے تمام احمدی افراد کی جانچ لی جائے۔ اور پڑائی کی جائے کہ کوئی احمدی ایسا تو نہیں جو اس وطن کے مجبورین میں ایک گھرنہ پہنچا ہو۔ چنانچہ آپ کئی گھنٹوں تک مدبر احمدیہ کے حق میں انتظار فرماتے رہے اور آپ کی حالت میں وقت اس شوقین کی طرح مٹی جیسے کٹ پٹنے کا ٹوکڑی جگ میں گٹھے ہوئے ہوں۔ اور وہ ان کے سماجی سے واپس آتے کہنے سے شدید بے چینی سے منکر ہو۔ چنانچہ جب تک ہر عمر سے ایک ایک آدمی کی بحیریت دماغی کی اطلاع حضرت کو نہ مل گئی۔ آپ گھر تشریف نہ لے گئے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اس وقت مکرم سیکرٹری عبداللطیف صاحب جیسے جو کور کے والدین تھے احمدی خود صفائی مقابلے میں پیش پیش تھے کا پتہ نہ ہو سکا۔ اور وہ غالباً دوسرے وہی صبح زخمی حالت میں گوتوں کے ایک کھیت میں سے گئے۔ یہ ہنگامہ تو ساہا سال پیشتر گذر چکا ہے۔ لیکن ہمارے شوقین احمدی محسن آقا کی شفقت و احسان اور اپنی جماعت کے ساتھ محبت اور حسن سلوک کی یاد اب تک تازہ ہے۔

(۱۴)

مکرم بی بی خاتون صاحبہ مرحوم کو بہت سے اصحاب جانتے ہیں۔ خاتون صاحبہ مرحوم نے ساہا سال تک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں نہایت اخص اور محنت سے خدمات سر انجام دیں۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو اس کے چند دن بعد میں لاہور سے قادیان دیں گاڑی پر آنا تھا۔ اتفاق سے خاتون صاحبہ کے بڑے لڑکے عبداللہ صاحب بیوی ہم سفر ہوئے۔ یہی تھے ان سے اظہارِ محبت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک ہم اپنے والد صاحب کی بہت اور شفقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن سلوک اور سخاوت پر تاؤ کے ہمارے حرمہ رسیدہ وہاں کو تسکین بخشی ہے۔ اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ حضرت اندہ کے وجود میں ہمیں اپنے باپ سے بڑھ کر شوقین ہستی مل گئی ہے۔ میرے والد صاحب کی وفات پر حضور نے میرے بھائی عزیزم عبداللطیف صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی والدہ صاحبہ سے پوچھ کر بتاؤ کہ ان کے ذمہ کوئی قرض تو واجب لاوا نہیں۔ مراب کرنے پر محرم ہوا کہ مبلغ سات سو روپے سے کچھ تو رقم واجب الادا ہے۔ حضرت نے فوراً وہ رقم ان کے لئے کاغذ پر فرمادیا اور میرے چھوٹے بھائی کو باوجود کم تنہی کے قلمی طور پر اپنے دفتر میں لائے مقرر فرمایا۔ جیٹک والد محترم کے داغ مفارقت دینے سے میں رنج اور تکلیف بردہ ہو ایک طبعی امر ہے۔ لیکن حضرت کے حسن سلوک نے ہمارے دلوں پر جو تسکین کا بھاریا رکھا ہے اس سے ہمارے غم کا دوا ہو گیا ہے۔

(۱۵)

۱۳۴۵ھ کے قریب جب ڈاکھی (بنگال) میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ اور ہندوؤں کا بہت سا خفا تھا اور مالی نقصان ہوا اور اندہ گاندھی جی حالات کی دوستی کے لئے ڈاکھی گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے انہیں اندہ خفا میں کوئی شفقت و احسان نہ کیا۔ بلکہ ان کے جہیز سے معذور تھا۔ مبلغ کا پانچ سو روپے تھوڑا سا انتظام ہندوؤں کی اندوہ

کے لئے لکھنا ہی کو بھجوا دیا۔ اسی طرح جب صاحب بہادر نے مسلمانوں کے غفلت و غلامی کے خلاف فتنہ مٹانے کے مقصد سے قتل و غارت
اور فساد کھڑا کیا اور گرم کیا اور بہادر کی حکومت میں بھی لکھنا ہی سے کام لیتے ہوئے اس فتنے کو بھگا دیا۔
خود نہ کسی تو حضرت خلیفۃ المسیح کا سناں اور شفقت سے بھرپور دل مسلمانوں کی اسی معصیت سے بہت آزدہ
ہوا۔ اور آپ نے قاضی محمد مسٹر محمد علی جناح کو ریلیف کے کام کے لئے فوراً مبلغ پندرہ ہزار روپیہ بھجوا دیا۔
اور نہ کہ سے ایک دفعہ ریلیف کے کام کے لئے بھجوانے کا انتظام فرمایا۔ اس وقت کے فائزوں کے پہلے
وفاقی میں محترم ڈاکٹر محمد صوفی احمد صاحب اور محترم ڈاکٹر محمد احمد صاحب (حال سرگودھا) تھے اور دوسرے
وفاقی میں محترم ڈاکٹر محمد صوفی احمد صاحب اور محترم ڈاکٹر محمد علی صاحب شال تھے۔ نیز صمدیہ ہمارے کئی
فوجوں جو اس وقت قادیان میں رہتے تھے بھی دفعتاً شریک ہوئے۔ ان میں محترم پروفیسر سید فضل احمد صاحب
احالی ایس۔ بی۔ پٹنہ، محمد حیدر صاحبی بن عبد القادر صاحب قادیان، محمد رفیع صاحبی بن عبد القادر صاحب قادیان
ہیں وہ فوجی سرکاری فائزوں کے طور پر شال تھا۔ اس وقت کے دیگر بھی حضور نے ہزار روپیہ ریلیف کے کام
پر خرچ فرمایا۔ اور تیار پید کیپ میں سر فیر درخان صاحب قادیان نے ہمارے کام کے سائن کے بعد چارہاٹ احمدیہ کے
کام کی خاص طور پر تعریف کی اور جو نام اللہ اس میں لکھا۔

اسی زمانہ کے قریب مراد آباد کے شہر کے ایک بھائی ایک لکھ گئی۔ میں نے ایک احمدی گھر لے لیا۔
تقصای ہوا۔ جب اس کی اطلاع حضور کو گئی تو آپ کا حکم دل سے تاب بھگیا۔ اور آپ نے فوراً ایک پندرہ ہزار
ذریعہ محرم سید بود صاحب (حال بلہ) بھجوا دیا اور اس طرح اسی معصیت زدہ کلب کو اپنے احباب و شفقت
سے سہارا دے گا۔ اس وقت احمدیوں کے ہاتھ کے لوگوں پر جماعت احمدیہ کے مقدس مقام کی
جمہوری کا بہت اثر ہوا۔ ناظر ہند۔

(۶)

مصری فتنہ میں فخریہ مشائی پیش پیش تھا۔ اس کے اپنی زبان اور قلم سے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ
اور آپ کے اہل بیت کے غفلت و غلامی سے بے وقوفی اور غلامی سے کام لیا۔ اور اس کی اصلاحی فوج
اتہامات پہنچ گئی تھی۔ اسی کا حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے فتنہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے
معدن کا نشانہ سے غلامی اور دشمنی سے بڑھتی ہوئی تھی۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کی جڑوں سے حضور کی
خدمت میں حادثہ ہو کر اپنی مالی منگی اور سامان خود فروش سے تہی دستی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کی مدد و استعا
ما وود اس کے لئے فخریہ مشائی اور اس کے شریعت سے سب سے غافل و غلامی سے تہی دستی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کی مدد و استعا
ہوا فتنہ بھائی تھا۔ اس کی بیوی اور بھائی کی زوجہ حلی سے مطلع ہو کر آپ کے دل میں رافت اور ہمدردی کا
پیشہ جو شہر زن ہوا اور آپ نے ان کے لئے سامان خود فروش اور دیگر ضروریات کو بھجوانے کے لئے
خلیفۃ المسیح فرمایا۔ آپ ہی کا حلف و اس میں تھا کہ آپ سب ایک دھن کے کہنے کو فائز ہوں گے

سے بھجوا دیا۔ جبکہ اس کی نام نہاد دوست اس کی کوئی اعانت نہ کر سکے۔

حضور نے اعلان فرمایا تھا کہ آپ سب اپنے رشتہ داروں یا قاضیوں نے ان کے دوسرے احباب چارہاٹ
کے نکاحوں کا اعلان کرنے کے لئے فرصت نہ نکالیں گے۔ لیکن جب فخر الدین دہلوی کے لڑکے نے لکھا کہ اہل مشرعو
کا نکاح اگر حضور خود چھان نہ لے تو اس کا رشتہ احمدیوں میں ہو سکتا ہے۔ وہ نہ کوئی احمدی اس کا رشتہ
قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ تو آپ نے یہ درخواست قبول کرتے ہوئے فخر الدین کی لڑکی کے نکاح کا اعلان
خود فرمایا۔ اور یہ ثابت کیا کہ آپ کی ہمدردی اور احسان کا تہذیب و تمدن کے لئے بھی اسی طرح جو شہر زن ہے جیسے
اپنے دوستوں کے لئے۔

(۷)

جنگ عظیم دوم کے دوران میں انگریزوں نے جو قیدی اٹلی کی فوج سے گرفتار کئے تھے۔ ان کو پول کیپ "جو
دعوم سلا کے قریب ہے" میں بند کیا۔ کچھ عرصہ بعد ان قیدیوں کو نفس و دولت کی بھرتیوں دیدی گئیں۔ چنانچہ وہ ہزارت
سے بچا کے مختلف علاقوں میں گھومتے پھرتے گئے۔ ان میں سے ایک ریڈیو انجلیئر مسلمان ہو گیا اور اس کا نام
"فادق" رکھا گیا۔ وہ ہمارے بعض احباب کے ساتھ جو میر و تقریب کے لئے دھرم سالکی طرف گئے تھے
والوس ہو کر قادیان آئے۔ یہاں پر اس کو احمدیت قبول کرنے کی ترغیب ملی۔ وہ چند دن یہاں رہ کر حضرت خلیفۃ المسیح
الکافی رضی اللہ عنہ کے عنان کی مجلس خود کشی میں شریک ہوا۔ اور احمدی کی تعلیمات سے بہت متاثر ہوا۔
رخصت کے چند دن گزارنے کے بعد وہ واپس "پول کیپ" چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر قادیان آیا۔
اس کے پاس سفر کے اخراجات نہ تھے۔ لہذا وہ اپنی سسٹن کی انگوٹھی بیچ کر کہاں آیا۔ جب رخصت کے ایام
گزارنے کے بعد وہ واپس جانے لگا تو اس سسٹن میں تیار کیا کہ جو قیدی ہونے کے اس کے پاس لکھ و غیرہ کی
رقم نہ تھی اور اس کو سسٹن کی انگوٹھی بیچ کر سفر کے اخراجات کا انتظام کرنا پڑا ہے۔ لیکن اب واپس کر آیا
کی رقم اس کے پاس نہیں اور قادیان میں بھی اس کے کچھ اخراجات ہو چکے ہیں۔ لہذا اس حالت کے پیش نظر اس
گھبراہٹ میں احمد صاحب وقت زندگی اور غمگار نے اخراجات کا اندازہ کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔
"میرے بھائی احمدی کی خدمت میں اس سفارش کر دو کہ فرمایا کہ یہ معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ سب
میں بڑی لوگ کھانا خرچ کرنے کے عادی ہیں۔ مبلغ بیس روپے ان کو کفایت نہ کرے گا۔ ان کی سسٹن
پانچ سو روپیہ دیا جائے۔ حضور کی اس ہمدردی اور شفقت کا فاروق صاحب پر بہت اثر ہوا۔ اور وہ
بیشائب قلب اور عذبات شکر سے جبرق ہو کر واپس لوٹے۔ اپنے وطن جانے سے پہلے وہ ایک دفعہ
پھر قادیان آئے۔ حضور سے بھی آخری دفعہ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور اپنے وطن میں تبلیغ کے متعلق
حضور سے رہنمائی اور تحریری ہدایات لے کر اپنے وطن پہلے گئے۔ جہاں کچھ عرصہ تک ان کے خطوط اٹلی سے
میں آتے رہے۔ معلوم نہیں اب وہ کہاں ہیں۔ ان دنوں کے حالات دیکھ کر۔ لیکن ہمارے آفاقی شفقت

اور ممتاز سولہ کاغذ جو ایک جہتی کے متعلق آپ نے ظاہر فرمایا پر اسے خوب پرترسم ہے۔

(۸)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اہل بیرون کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک کرنے کا واسطہ جو خیال رہنا۔ آپ پسماندہ اقوام کو امداد دینے اور ترقی دینے کے لئے ہمیشہ پیش پیش تھے۔ وہ لوگ جو مسکین کے ذمت و ذمہ کے تھے ان کے لئے رخصت و رخصت یا اجرت قرار یا کمزوری سے انسانی حقوق سے غور تھے خاص طور پر آپ کی قربانیاں کرنا تھے۔ آپ کی قربانیاں کرنا تھے قادیان کے خاکروبا اسلامی مسادات و برادری میں شامی پر چلے گئے۔ آپ نے اس وقت صرف خاص سے ان پسماندہ لوگوں کے بچوں کو ایم۔ اے کے تعلیم دلانے کے وظائف دینے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ صندوق امداد سے کئی لاکھ کے بیڑک تک تعلیم پر قربت نفس کے طور پر ہو گئے۔

میاں سید کشمیر علی مسلمان اکثریت کی حمایت بیت لڑی ہوئی اور قابل امداد عثمانی اہل شام و اہل سے دور گروہ راجہ ان کو مخالف کا حقہ مشت بناتے ہوئے تھا۔ چنانچہ آپ نے ان کے کشمیریوں کو انسانی حقوق دلانے کے لئے "معد کشمیر کشی" جو کہ اس نے نمایاں کئے ہیں وہ تاریخ انسانیت کا ایک قیمتی درخت ہیں۔

(۹)

صندوق امداد قادیان اور دہلیہ کے مراکز اور جماعت کے لئے اہمیت تھا۔ آپ قیوم اور بیواؤں کے لئے شاد و شادی تھے۔ سبب صندوق قادیان میں تھے قربانیاں کا کوئی غریب اپنے آپ کو نہیں دامن نہ سمجھتا تھا۔ نہ صرف احمدی مقلدین آپ کے اہل کرم سے فخر کیا کرتے تھے بلکہ سکھ، ہندو اور عیسائی قزاق بھی مصیبت اور تنہائی میں آپ کی پافوی سپہا راہیں کرتے تھے۔ ہر سال موسم ہرما کے مل و محل سے پہلے غریبوں کے لئے کپڑے اور کلاں آپ کے حکم سے تیار کر دیتے جیسے۔ گندم کے موسم پر ہر صاحب زمین کے لئے گندم کا انتظام اس کی معیشت کے مطابق معیت یا قرض رقم دے کر کر دیا جاتا تھا۔ اسی طرح عیدین اور جلوس اور وغیرہ کے مواقع پر صندوق کے حکم سے مقلدین کی ضروریات اسی رنگ میں پوری ہو جاتیں کہ ان میں اس قدر کمی نہ ہو سکتا تھا۔ اور وہ اس کی سوسائٹی میں امیروں کے ساتھ بخوشی ایک ہی صف میں مسادات کے احساس سے ہمہ تن تھے۔

صندوق قادیان کے بعد ہندو اور سکھ اہل بیواؤں، یتیموں کے وظائف مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ "وارثہ تہرہ" کے بعد بھی آپ نے یہ وظائف سب سالانہ جاری رکھے گا اور شاد فرمایا۔ چنانچہ اس بار میں مشہور عثمانی ہندو مسادات و قادیان اپنے منظم کام میں فرماتے ہیں۔

سبکدوش بیواؤں تقسیم دین کے بعد بھی
دن کی گھبراہٹ سے ہیں ان کی دعا کو صبح و شام

بیسویں محتاج ہندو، اور بیوی محتاج سکھ
سب و خلیفہ پار ہے ہیں حق تک بلا التزام

(تحریک احمدیت بھارت داسیوں کی نظر میں)

(۱۰)

مذہب و ملت میں پند و اندیش سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن سلوک اور شفقت کی طرف اشارہ کے متعلق بطور نمونہ تحریر کی گئی ہیں۔ آپ نے جماعت میں جو عظیم الشان تعلیم قائم فرمائی ہے۔ اس کے ذریعہ سے جو غیر انتہائی خدمت خلق اور رفاه عام کے کام ہو رہے ہیں۔ وہ بھی آپ کے تعلیم انعامات کا ایک حصہ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس دامن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو غیر قرار دیا ہے۔ اور آپ کے کارنامے جس دامن کی تصدیق کرتے ہیں۔ آپ لاؤگوں کے ساتھ ساتھ سولہ کی قوت عظیمہ کے نتیجہ میں ہے۔ جو اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ اپنی حقوق کے لئے عطا فرماتا ہے۔ لیکن باوجود قوت کے تعلیم ہونے کے آپ کی قوت علیہ اہل انعام میں بھی فرق نہیں آیا۔ آپ نے دل و انعام کے تقاضوں کو چھوڑ کر دے ہوئے یا انصافی فیصلہ جات کرتے ہوئے ہمیشہ انتہائی برکت سے کام لیا۔ اور بلا خوف آپ نے فیصلہ جات صادر فرمائے جو اسے اصلاح و اہل یا سلسلہ کے عداوت کی مصیبت کے آپ نے ایسے امور میں بالعموم قومی اختیار نہیں فرمائی۔

سیدنا المصلح موعودؑ کے علم لدنی کے اثرات

تفسیر کبیر کے انقلاب انگیز اور مبارک اثرات

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر انقلاب انگیز اثرات کی حامل اور آپ کے لدنی علم کا ایک مبارک خزانہ ہے۔ خاک رکھ کر قبولِ احدیت میں تفسیر غامضہ حصہ ہے۔ ۱۹۵۲ء میں جب میں انجمن احمدی نہیں ہوا تھا اور وزارت امور کشمیر راولپنڈی پاکستان کی طرف سے جہا جی جی وی کے کیمپ ماسٹر ضلع کیمپ پور میں تعینات اور دینیات کا نگران مقرر تھا۔ تو تفسیر کبیر کی پہلی جلد میرے مطالعہ میں آئی۔ جو کیمپ میں رہنے والے ایک جہا جی احمدی نے مجھے مطالعہ کے لئے اپنے اس رٹس کے ساتھ بھجوائی جو میرا شاگرد تھا اور قرآن مجید پڑھنے کے لئے ویکر جہا جی طلباء کے ساتھ روزانہ میرے پاس آیا کرتا تھا۔ تفسیر کبیر کی یہ جلد سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے ۹ رکوعوں پر مشتمل تھی۔

جب میں نے اسے پڑھا تو شوق کیا تو اس میں علوم و معارف اور حکمت کی ایسی باتیں پائیں جو نہ میں نے اس سے پہلے تفسیر ابن کثیر، تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن اور تفسیر جلالین میں دیکھی تھیں اور نہ کہیں دینی مدارس کے علماء نے سنی تھیں۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کی تشریح اور اسی طرح عبادت، شغافت ہدایت، صراط مستقیم، منع علیہم، مغضوب اور منالین کی پُر لطف اور پرمعارف تشریح اور سورۃ بقرہ کے دیگر مشکل مقامات کی تفسیر دیکھ کر قلبی سکون اور روحانی سرور حاصل ہوا جاتا تھا۔

چنانچہ تفسیر کے مطالعہ میں اتنا شغف بڑھنے لگا کہ بعض اوقات کھانا مقررہ اوقات سے مؤخر ہو جاتا مگر تفسیر چھوڑنے کو دل نہ جاتا تھا۔ انہی دنوں پہلوت اور خوش منظر خرابوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جس سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا اندر اندر ہی سے دل کی کھڑکی کھل گئی ہے اور میں اپنے آپ کو قریب الہی محسوس کرتا تھا۔ اس کے مجھے یقین حاصل ہو گیا کہ جتنا کوئی خدا کی صفات پر غور کرتا جہا جی اتنا ہی خدا سے قریب ہوتا جہا جی۔

مزید احمدیہ لٹریچر کی تلاش میں بوجہ خط و کتابت

تفسیر کبیر کی یہ جلد پڑھنے کے بعد اب مجھے مزید احمدیہ لٹریچر پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ انہی دنوں میں نے، بروہ خط لکھا کہ مجھے تفسیر کبیر کی جلدیں اور باقی سلسلہ احمدیہ کی موجود کتب بھجوائی جائیں۔ روپے کی خدا کے فضل سے کمی نہ رہے۔ قریب دو سو روپے مجھے مشاہیرہ ملے تھا۔ چنانچہ چند دنوں میں روپہ سے موجود کتب موصول ہوئیں۔ جنہیں میں اب بانگدہ خود اور انہماک سے پڑھنے لگا۔ اس کے اور لٹریچر ہوا۔ ایک دفعہ کشف میں آواز آئی۔ ”یہ کتابیں آسمانی تار سے ہیں۔“

سورہ پیر کی ضمانت پر تفسیر کبیر کی ایک نایاب جلد کا مطالعہ

تفسیر کبیر کی مزید جلدوں کی طلب میں راولپنڈی آیا دہلی مگر می قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کمرشل کالج سے ہیں نے تفسیر کبیر کی مزید جلدیں لے کر مطالعہ کیں اور گئی کھلتی گئیں۔

سورۃ یونس تا سورۃ کہف دلی تفسیر کبیر کی ایک جلد نایاب ہو گئی تھی اس کی تلاش ہوئی تو پتہ چلا کہ راولپنڈی میں مگر می ماسٹر ضیاء اللہ صاحب احمدی کے پاس یہ جلد موجود ہے۔ میں مگر می قاضی بشیر احمد صاحب موصوف کا تعارفی دفتر لے کر ان کے پاس پہنچا اور ان سے عرض کرنا لیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ جلد اب نایاب ہو چکی ہے اور پہلے سو سو روپے تک بیک چلی ہے اور لوگ کتابیں لے کر واپس نہیں کرتے، میں نے انہیں کہا کہ آپ میری طرف سے مبلغ ایک سو روپے زر نقد ضمانت کے طور پر رکھ لیں اور تحریر بھجوائیں کہ تفسیر کبیر کی اس جلد کی واپسی پر مبلغ ایک سو روپے واپس کر دیا جائے گا۔ انہوں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ میں نے یہ جلد لے کر مطالعہ کی اس میں قرآن شریف کے باقی مشکل مقامات کی لطیف تفسیر دیکھ کر خوشی سے میری روح بھوم جاتی تھی۔ اور یہ سچیدہ مسائل سے قلب و دماغ اس طرح صاف ہوتے جاتے تھے جیسا کوئی بیمار بیمار دلوں سے شفاء حاصل کرتا جاسکتے۔

میرے خلاف احمدی ہونے کی شکایت

جب میں کیمپ ماسٹر ضلع کیمپ کبھی کبھی راولپنڈی آیا کرتا تھا تو راولپنڈی کے علماء اور علمی مجالس کے اہلکار ایک ساتھ بعض تحقیق طلب مسائل میں میں اختلاف کرتا تھا۔ مثلاً حضرت آدمؑ کی جنت ارہی تھی یا سمادی جہنم اور نہ کافروں کے لئے ابدا ہے یا غیر الہی وغیرہ۔ ان مسائل میں کبھی میں تفسیر کبیر کا حوالہ دیتا۔ اس پر ان اہلکار نے میرے خلاف احمدی ہونے کا پروپانڈا کیا اور شجاعت علی صاحب صدیقی سابق اگوست جنرل راولپنڈی

پاکستان جو وزارت امور کثیر راولپنڈی کی طرف سے کیمپ سماجی کے دینی امور کے ان دونوں مشیر کی حیثیت رکھتے تھے نئے شکایت کی کو خاک را احمدیوں کا لٹر بچر پڑھتا ہے اور اس سے متاثر ہے۔

اس شکایت پر مجھے کیمپ مانسہرے راولپنڈی بلا لیا گیا اور اس سلسلہ میں مجھ سے پرسش کی گئی۔ میں نے واضح کر دیا کہ میں جماعت احمدیہ کا لٹر بچر پڑھتا ہوں اور اسی طرح ہر فرقہ کا لٹر بچر پڑھتا ہوں کیونکہ کیمپ ہمارے ہر فرقہ کے لوگ ہیں۔ مجھے ایک عالم اور سبکے نگران کی حیثیت سے ان سب فرقوں کے اصل مقام سے آگاہ ہونا چاہیئے۔ درہ ان سے مذہبی تبادلہ خیالات کیلئے ہو سکتا ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اور کیمپ میں بھی بعض لوگوں نے مجھے دوپروہ احمدی مشہور کر رکھا تھا اور میری مخالفت شروع کر دی تھی۔ گوگواراں چلا رہا۔

راولپنڈی میں آمد اور ماہنامہ تعلیم القرآن کی ادارت

احمدیت کی تحقیقات میں اب ۱۹۵۵ء چلا تھا۔ حکومت پاکستان نے مجھ کو کیمپ بند کرنے کی پالیسی کے پیش نظر ملازمین کیمپ کی تخفیف اور اس کی بھی تخفیف میں آیا۔ ۱۹۵۵ء کے آخر میں تخفیف کے بعد میں راولپنڈی چلا آیا جہاں مولوی غلام اللہ خاں صاحب ہتھم مدرسہ تعلیم القرآن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کا میں پہلا ایڈیٹر مقرر ہوا۔

”جماعت اسلامی“ اور تفسیر کبیر کی پیش کردہ نظریہ حکومت الہیہ

اب تک میں جماعت اسلامی کا لٹر بچر بھی پڑھتا رہا تھا اور ان کے اخبارات و رسائل کا خرید بھی کرتا تھا۔ اور ان کے پیش کردہ نظریہ حکومت الہیہ کا بھی قائل تھا۔ مگر اپنی دونوں جہتوں نے تفسیر کبیر کی وہ جملہ مطالعہ کی جو سورہ ماعون کی تفسیر پر مشتمل ہے جس میں ”الذین“ کے مختلف لغوی معانی بیان کرتے ہوئے اس کے ایک معنی ”حکومت الہیہ“ کے لئے تھے اور اس مقام پر حکومت الہیہ ”اور خلافت اسلامیہ“ کی تشریح بھی کی گئی تھی وہی دفعہ ”حکومت الہیہ“ کی ایسی لطیف تشریح میرے سامنے آئی جس نے مجھے شدید طور پر متاثر کیا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ پیروں سے لے کر سر کی چوٹی تک مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ اس میں بیان کیا گیا تھا کہ حکومت الہیہ سیاسی اقتدار کے بغیر حاصل نہیں ہوتی بلکہ حکومت الہیہ خود بخود دلوں پر قائم ہوتی ہے۔ اور حکومت الہیہ دراصل عرش پر قائم ہے۔ جس کا فعل دنیا میں قائم ہوتا ہے اور اسی عالمی حکومت الہیہ کا نام خلافت ہے۔ اور خلافت اس کے جماعت اسلامی کا وقت ہے۔ حکومت الہیہ اور اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے سیاسی اقتدار کا حاصل کرنا ضروری ہے اگر سیاسی اقتدار نہ ہو تو اور

طاقت سے حاصل نہیں ہوتا تو حکومت الہیہ قائم نہیں ہو سکتی۔

میں نے جب انبیاء و کرام کی تاریخ اور سنت پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے سیاسی طاقت حاصل محض بغیر حکومت الہیہ موشن کی جماعت میں قائم کر دی۔ انہوں نے حکومت وقت سے ان کا اقتدار چھیننے کی کوششیں نہیں کیں۔ جماعت اسلامی کے موقف کے مطابق اصل مومن وہ ہے جو حکومت الہیہ کے قیام کی غرض سے حکومت وقت سے بھی ٹکر لے۔ اسلئے یہ سوال بھی میرے لئے ایک اہم سوال بن گیا تھا کہ آیا حکومت وقت سے ٹکر لیا اصل مومن ہونے کی علامت ہے یا حکومت وقت کی اطاعت کرنا؟

جماعت احمدیہ کے لٹر بچر میں یہ موقف پیش کیا گیا تھا کہ مومن کو حکومت وقت کی اطاعت کرنی چاہیئے خواہ وہ مسلم حکومت ہو یا غیر مسلم حکومت۔ اس مسئلہ پر بھی خاکسار نے کافی حصہ ناس غور و خوض کیا۔ مولوی وکرام کی کتب اور علامہ اہل سنت والجماعت کی کتب پڑھ کر بھی میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ قرآن و حدیث اور انبیاء و کرام کی سنت کی رو سے صحیح موقف یہی ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال واضح ہے کہ کافر حکومت کی طاعت کرنی خود اجتہاد علی خذائن الادب کے الفاظ میں خود ان کی نگرانی کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور آپ وہ بزرگوار رہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کافر حکومت کی طاعت بھی کرے تو اس کی موت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود اسلئے اس حدیث پر اس اعتراض کا پاسخ ہونا بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے عیسائی حکومت کی اطاعت کی اور اپنی جماعت کو اس کی بدایت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤسائے مکہ کی حکومت سے ٹکر نہیں کیا۔ اگر وہ آپ کو مذہبی آزادی دیتے اور تبلیغ دین میں آپ کے مزاحم نہ ہوتے تو آپ مکہ سے ہجرت بھی نہ فرماتے مگر مکہ کے لوگوں نے تبلیغ دین پر مزاحمت کرنے کے علاوہ آپ کو قتل کرنے کی کوششیں کیں۔ تب آپ نے یہاں سے ہجرت کی اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ حبشہ کی عیسائی حکومت کی پناہ میں چلے جائیں چنانچہ بعض مسلمان وہاں چلے گئے اور نجاشی کی عیسائی حکومت کے ہاں پناہ گزین رہ کر مذہبی آزادی سے زندگی بسر کی۔ حضرت موسیٰؑ کو اگر مصر میں تبلیغ دین کی آزادی ملتی تو وہ بھی مصر سے ہجرت نہ کرتے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے حکومت وقت کی اطاعت کی تعلیم دی۔ ان شراوں نے راقم کو جماعت اسلامی کے موقف کے خلاف داس موقف پر قائم کر دیا کہ حکومت وقت جب تک ظہیر مذہب کی آزادی دے رکھے اس کی اطاعت کرنی چاہیئے اور جب وہ ظہیر مذہب کی آزادی میں مزاحم ہونے لگے تو پھر بھی فراہم بغاوت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اس حکمت بھرتہ کے لئے علاقہ میں چلے جانا چاہیئے۔ یہاں تک کہ مذہب کی آزادی کے علاوہ انسان اپنی زندگی گزار سکے۔ تمام پیغمبروں کی ہجرت سے اسی طریق عمل کی تعلیم اور فائدہ حاصل ہوا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیحؑ انسانی روحی مشہ غزالی ایک اور کتاب ”نجات“ کا مطالعہ کرنے کا بھی موقع ملا۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ نجات کیا ہے اور مذہب کی رو سے دنیوی مصائب تکالیف کے

مسئلہ نجات

سیدنا حضرت مصلح موعودؑ کے حسن و احسان کی ایمان افروز یادیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "مصلح موعود" کے بارے میں الہاماً بتایا گیا تھا کہ وہ "حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔ سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک وجود میں اس الہام الہی کا بہتم بالشان ظہور ہوا۔ جماعت احمدیہ کے افراد میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا۔ جو خواہ مخور کے قریب رہا ہو یا کبھی کبھی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ہو۔ اور اُس نے اس حسن و احسان کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔ اور آپؑ کی ہمدردی اور شفقت اور محبت سے محروم نہ پایا ہو۔ مزید برآں یہ کہ حضرت مصلح موعودؑ کے حسن و احسان کا دائرہ بہت وسیع ہے جو احمدی اصحاب تک ہی محدود نہیں بلکہ سب مسلمانوں۔ غیر مسلموں اور دوسری قوموں یہاں تک کہ اشد ترین دشمنوں پر بھی محیط ہے۔

اس حسن و احسان کے ان گنت واقعات ہیں جو ضبط تحریر میں نہیں لائے جاسکتے بعض احباب روح پرور اور ایمان افروز واقعات ذیل میں دے چکے ہیں جن سے آپؑ کی اپنے خدام و اصحاب جماعت اور دوسرے لوگوں سے ہمدردی شفقت، احسانات اور محبت و مروت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح قبولیت دعا، توکل علی اللہ، عزیمت و اولوالعزمی اور شاعت اسلام کی ٹپ ظاہر کرنا والے واقعات ہیں جو اس الہام الہی کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ (ادارہ)

مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب القرآن سسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری لکھتے ہیں:-

سیدنا حضرت مصلح موعودؑ نے ایک مرتبہ ایک نچے کو ذاتی کام ارشاد فرمایا جس کے لئے کچھ فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ مجھ میرے پاس آیا۔ دفتر میں لوگوں کے وقت کردہ سائیکل بھی تھے۔ اس نے حضورؑ کے ضروری کام کا ذکر کیا۔ میں نے ایک سائیکل اسے دیدیا۔ وہ فوراً اسی سائیکل پر گھبراؤ کام کر کے سائیکل واپس دیدیا۔ اور حضورؑ کی خدمت میں رپورٹ کر دی۔ حضورؑ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تم اتنی جلدی کیسے یہ کام کر گئے تھے جبکہ اس کام کے لئے اس قدر فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ اس نے بلا تکلف کہا کہ دفتر تحریک سے سائیکل لے کر آیا تھا۔ اس لئے پیدل جانے کی بجائے سائیکل پر جانے کی وجہ سے جلدی کام کر کے واپس آ گیا۔ حضورؑ نے مجھ سے جواب طلبی فرمائی۔ خاکسار نے عرض کر دیا کہ اس نے حضورؑ کے کام کا ذکر کیا تھا۔ اس نے دفتر کا

کیسے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر اسی نجات کا نظریہ واضح کر کے اس کا فوق ثابت کیا گیا تھا۔ اس کتاب نے بھی خاکسار کی بہت سی ذہنی الجھنوں کو دور کر دیا اور نجات پر صحیح مرتف مل گیا۔

مسئلہ تقدیر مسئلہ تقدیر پر خلیفۃ المسیحؑ کی یہ کتاب پڑھ کر تقدیر کے متعلق متعدد پیچیدگیاں حل ہو گئیں اور عام اعتراضات کا جواب مل گیا۔ اس سبب اور ذہنی معافی حاصل ہو گئی۔

تعبیر روایا تعبیر روایا کے موضوع پر بھی آپؑ کی کتاب پڑھی۔ اس موضوع پر چاعت اسلامی کے لوگوں کوئی کتاب نہیں ملتی۔ اس کتاب کے پڑھنے سے پتہ چلا کہ حضورؑ کو تعبیر روایا کے علم پر کتنی دسترس حاصل ہے اور کوئی روحانی انسان ہی اس علم سے دسترس رکھتا ہے۔ اس علم کے لحاظ سے جماعت اسلامی اور باقی تمام دینی جماعتوں میں جو فحشی اور خلاء ہے وہ محسوس ہوئے بغیر نہیں رہتا اور جماعت احمدیہ کے روحانی علوم و معارف اس خلاء کو پر کر دیتے ہیں اور کافی کشش کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس دوران میں باقی سلسلہ احمدیہ کی کتب بھی پڑھتا رہا اور مجھے روایا و کثوف ہونے لگے۔ جو میرے لئے مزید اطمینان قلب اور تشفی کا باعث بنتے گئے۔ مگر انہیں بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ غرضیکہ باقی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور خلیفۃ المسیحؑ الثانی رضی اللہ عنہ کے روحانی علوم و معارف کے مطالعہ نے مجھے اتنا متاثر کر دیا کہ میرے جسم میں روحانی انقلاب رونما ہونے لگا۔ اور ایک نیا جنم حاصل کر لیا جس سے ہمیشہ کا روحانی امن و سکون میسر آ گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک ۵

سائیکل دیدیا گیا حضور نے فرمایا کہ ذاتی کام کے لئے سائیکل دینا درست نہ تھا۔

جب حضور سندھ میں اپنی اور تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کی اراضی کے معائنہ پر تشریف لے جاتے۔ تو جملہ متعلقہ کارکنان کو اکٹھا کر کے رات کو دو دو تین تین بجے تک بیٹھ کر کئی کئی دن تک کام کے حسابات کا باہمی تصفیہ کرتے تھے۔ حضور کارکنان کو درمیان میں کچھ وقفہ بھی دے دیتے تھے تاکہ وہ چل پھر کر تازہ دم ہوں لیکن حضور خود اسی جگہ دوسرے اصحاب سے مصروف گفتگو ہو جاتے۔ اور کارکن کے چند منٹ کے بعد واپس آئے پر پھر مصروف ہو جاتے اور کام کو ختم کیا جاتا۔

جب شہزادہ دین محمد وستان آیا تو واسرائے کی طرف سے مختلف رؤسا اور لیڈروں کو اس کی ملاقات کے لئے کہا گیا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دو شرطوں کے ساتھ ملاقات کرنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔ ایک یہ کہ حضور اس کی بیوی سے مصافحہ نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ حضور ایک کتاب اسے تحفہ پیش کریں جس میں مذہب اسلام کی تبلیغ ہوگی۔ چنانچہ شہزادہ ویرکے مشورہ کے ساتھ یہ دونوں حضور کی باتیں مان لی گئیں۔ اور حضور نے ایسے تنگ وقت میں ایسی ضخیم کتاب تحریر فرمائی پھر اسے چھپوایا گیا اور چاندی کی طشتی میں رکھ کر پیش کیا گیا۔ ایسے تھوڑے عرصہ میں اس قدر مدلل انداز شہزادہ کتاب کی تصنیف حضور کی اولوالعزمی کا واضح ثبوت ہے۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی شادی ہوئی تو دعوت ولیمہ کے موقع پر قادیان سکسارے باستاندہ اپنا حق سمجھتے ہوئے از خود شامل ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ حاضرین میں سے ایک تعداد آج رات کھانے میں شریک نہ ہو۔ بلکہ جو لوگ بغیر ملائے کے اپنا حق سمجھتے ہوئے آگئے ہیں۔ ان کو بھی محروم نہ رکھا جائے اور یہ لوگ ان کو کھانا کھلانے کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لے لیں چنانچہ اس طرح سے جس قدر کھانا تیار تھا۔ وہ دوسرے لوگوں کو کھلا دیا گیا۔ اور جس قدر کھانا بچ رہا۔ اس کے متعلق حضور نے فیصلہ فرمایا کہ اب جو دوست کھانا کھلا رہے تھے وہ سب اکٹھے بیٹھ جائیں اور جس قدر بھی کھانا موجود ہے اس کو سب مل کر کھالیں۔ اور ان لوگوں کی کل پھر باقاعدہ دعوت ہوگی۔ چنانچہ حضور بھی بغیر کسی امتیاز کے ان اصحاب کے درمیان لائن میں بیٹھ گئے اور ایک ایک برتن پر دو دو تین تین اصحاب کو کھانے کا موقع ملا۔ حضور کے ساتھ بھی ایک اور دوست ایک ہی تالی سے کھاتے رہے۔

ایک موقع پر قادیان میں حضور کو معلوم ہوا کہ پنڈت ملاوال صاحب کی دوکان اچھی نہیں چل رہی۔ اور ان کو مالی وقت درپیش ہے۔ اس پر حضور نے اسی امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ہندو لوگ اور خصوصاً یہ خاندان بطور امداد مانگنے کو پسند نہیں کرتے۔ حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ان کی دوکان پر جانکر جو عام استعمال ہونے والی دوائیں ان کے پاس تیار شدہ موجود ہوں اور فروخت نہ ہوتی ہوں۔

وہ بیس روپے کی قیمت کی خرید لو۔ ان کے بتائے ہوئے نرخ کے متعلق ان سے کسی وعایت کا مطالبہ نہ کیا جاوے۔ اس طرح سے کسی حد تک ان کی امداد ہو جائے گی اور ان کو امداد کا احساس بھی نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس سے اس طور پر خفیہ احسان فرمایا کہ ان کو اپنے محسن کا پورے طور پر علم بھی نہ ہونے دیا۔

ایک مرتبہ حضور نے مجھے ایک اہم کام کے لئے کچھ نقدی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے اس کے خرچ کی تفصیل سے اطلاع ہو۔ لہذا جہاں تم پسند کرو اس رقم کو خرچ کرو۔ اور مجھے صرف یہ بتادینا کہ اس قدر رقم اس کام کے ضمن میں خرچ ہوئی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد جب خاکسار اس کام سے فارغ ہو کر قادیان آیا۔ اور پھر پوچھا گیا کہ اگلے دن دفتر میں اگر حضور کی خدمت میں اطلاع پیش کر دوں گا حضور نے خاکسار کو پیغام اس طور پر بھیجا کہ بے شک آج گھر پر آرام کر لو۔ کیونکہ کئی دنوں کے بعد آئے ہو۔ صرف اس قدر بتلا دو کہ کس قدر رقم خرچ کی ہے۔ تاکہ میں اپنے حساب میں درج کر لوں۔ دفتر آنے کی ضرورت نہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بورڈنگ تحریک جدید قائم کیا گیا تھا۔ اور مالی باپ کے جذبہ ایثار اور اعتماد کی یہ کیفیت تھی کہ بورڈنگ میں پچاس سال کی عمر کے بچوں کو بھی والدین نے بھجوا دیا کہ حضور کے زیر سایہ ان کی پرورش ہو۔ چنانچہ ایسے چھوٹے بچوں کے لئے ”خادم طفلان“ کے نام سے بعض معزز اصحاب کو کارکن رکھا گیا تھا۔ خود حضور وقتاً فوقتاً بورڈنگ میں تشریف لے جاتے اور اپنے ساتھ مٹھائی یاٹافیاں وغیرہ بھی لے جاتے۔ اور اپنے ہاتھ سے چھوٹے بچوں کو عطا فرماتے۔ ایک دفعہ جبکہ اطفال نے حضور کے بہت قریب ہو کر جنگھٹا کی کیفیت پیدا کر لی۔ موسم بھی کچھ گرمی کا تھا۔ ٹیوٹوٹس بچوں کو کچھ فاصلے پر رکھنے کی کوشش کی تو فرمایا۔ رہنے دیں ان کو قریب سے قریب نہ آنے دیں اور ان کو بے تکلف ہونے دیں۔ اس شفقت کے اعلان پر تو بچوں کا کٹھ حضور کے بہت قریب ہو گیا۔ حضور مسکراتے ہوئے بچوں سے ان کا تعارف کر کے اپنے ہاتھ سے مٹھائی تقسیم فرماتے رہے۔ یہ بچے جب بڑے ہوئے تو بہتوں نے حضور کی اس محبت کا اظہار کیا۔ اور اپنی اس خوش قسمتی پر ناز کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ جب کئی ماہ کے بعد کچھ ڈاک حضور کی خدمت میں پیش کی گئی۔ تو خاکسار کے پہلے خط کے پیش کرنے پر فرمایا کہ یہ خط تو چھ ماہ سے آیا ہوا ہے۔ خاکسار نے عرض کی یہ درست ہے لیکن موقع نہ مل سکا۔ جب خاکسار اس کا خلاصہ عرض کرنے لگا۔ تو بھی فرمایا۔ مضمون مجھے یاد ہے اور جواب لکھوا دیا۔ یہ واقعہ حضور کی کمال یادداشت کا ایک معمولی واقعہ ہے۔ دوسرے موقعوں پر بھی خطوط کا خلاصہ سننے کی نوبت بہت کم آتی تھی۔ فرسندہ کا نام سننے ہی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

قابل فروخت ہے۔ حضور وہ مجھے ملے خرید دیں۔ حضور نے ازراہ شفقت دفتر کو ہدایت فرمائی کہ جس قسم کا اونٹ یہ چاہتا ہے اسے خرید دیا جاوے۔ چنانچہ دفتر کا آدمی اس کے ساتھ گیا اور وہ اونٹ ۶۰۰ روپے میں خرید کر اس کے حوالے کیا گیا۔

مکرم جو باری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان بیان کرتے ہیں:-
سیدنا صالح موعودؑ غیر مسلموں سے بھی احسان اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے اور آپ ان کے لئے بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔ حضور کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ حسب ذیل ہے جو ۱۹۳۹ء میں "الحکم جوبلی نمبر" میں شائع ہو چکا ہے۔

"خلافت ثانیہ کا ابتدائی زمانہ تھا۔ میرے والد فاضل امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ان دنوں موضع لوہ چپ میں جو قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر جانب غرب واقع ہے ملازم تھے۔ پاس ایک گاؤں بھائی ننگل ہے۔ وہاں ایک شخص چھین سنگھ رہتا تھا۔ جو ابھی تک زندہ ہے۔ اس کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک دن اس نے کہا کہ میرے لئے اپنے حضرت صاحب سے دعا کرواؤں کہ خدا مجھے لڑکا دیدے۔ اگر مرزا صاحب سچے ہوں گے تو میرے ہاں اولاد ہو جائے گی۔

والد صاحب مرحوم قادیان آئے۔ حضرت امیر المومنینؑ کے حضور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا میں دعا کروں گا۔ اور انشاء اللہ اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ والد صاحب نے اسے یہ خوشخبری سنائی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اودھ سنگھ ہے۔ یہ لڑکا میٹرک پاس کر چکا ہے۔ اور اپنے گاؤں میں پہلا نوجوان ہے جس نے اتنی تعلیم حاصل کی ہے۔ جلسہ سالانہ قریب تھا۔ لوگ کثرت سے پیدل اور بیلوں میں قادیان آتے تھے۔ چھین سنگھ نے اس خوشی میں بٹالہ سے آنے والی سڑک پر احمدی دوستوں کو جو قادیان آتے تھے۔ گٹوں کا رس پلایا۔ میں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ والد صاحب نے اسے ایک کاغذ پر یہ واقعہ لکھ کر دیا تھا۔ تاکہ وہ اسے سڑک پر آویزاں کر دے اور آنے والے دوست اسے پڑھ سکیں۔ والد صاحب اس واقعہ کا ذکر بعد میں بھی فرمایا کرتے تھے۔

اس کاغذ پر سارا واقعہ لکھ دیا گیا تھا کہ یہ شخص اس خوشی کا اظہار اس طرح کر رہا ہے کہ جلسہ سالانہ آنے والے احباب کو اس پلاسے۔ دوست اس لئے بھی اس دعوت کو قبول کریں۔ تاکہ وہ اس واقعہ کے گواہ رہیں۔ گو اس واقعہ کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ کئی دوست ہماری جماعت میں سے ایسے ہوں گے جنہیں یہ واقعہ یاد ہوگا۔ چھین سنگھ زندہ موجود ہے جس کا دل چاہے اس سے دریافت لے۔ وہ اب بھی اس کی تصدیق کریگا۔

ایک دفعہ حضور نے سلسلہ کی ایک رقم جس کی مقدار کل ۵۰۰ روپے تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے حوالہ کرنے کا ارشاد فرمایا کہ وہ لاہور جا رہے ہیں۔ اپنے ساتھ لے جائیں۔ حضور نے مجھے مکرم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں بھیجا دیا۔ تاکہ خاکسار کو حضور کا نہ صرف یہ پیغام ہی پہنچائے بلکہ تسلی کر کے آئے کہ کیا یہ رقم انہوں نے اپنے کوٹ کے اندر کی جیب میں رکھ لی ہے۔ اور کیا اس کے منہ پر سوئی سے ٹانگے بھی لگا دیئے گئے ہیں یا نہیں۔ اور فرمایا کہ یہ رقم تو معمولی ہے لیکن چونکہ سلسلہ کی ہے اس لئے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

جب حضور نے قادیان میں دارالصناعت جاری فرمایا تاکہ جو احساس عام لوگوں میں منعت کاروں کے متعلق "کتیں" کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے اس کا ازالہ کیا جاوے اور اپنے ہاتھ سے کام کا وقار قائم کیا جاوے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب حضور دارالصناعت میں تشریف لے گئے تو حضور نے دارالصناعت جو بنی کے حصہ میں آری سے ایک لکڑی کو خود کاٹا۔ پھر دسے سے ایک لکڑی کو صاف کیا۔ تاکہ ہاتھ سے کام کرنے کو ذلت قرار دینے والے اپنی رائے کو بدل لیں۔ یہ بھی حضور کی فرض شناسی اور سلسلہ کے کام کو اہمیت دینے کی ایک ذریعہ مثال ہے کہ جب جماعت کے احباب نے خلافت جوبلی کے موقع پر ۱۹۳۹ء میں حضور کی خدمت میں پونے تین لاکھ کے قریب نقد رقم پیش کی۔ کہ جس طرح حضور چاہیں اپنے ذاتی مصرف میں لائیں تو حضور نے مجھے اپنے ذاتی مصرف میں لانے کے اسے تحریک جدید کی اراضی کی خرید پر صرف کیا۔ اور اس رقم سے ایک پیسہ بھی خود اپنی ذات پر خرچ کرنا پسند نہ فرمایا۔ بلکہ ہر سال تحریک جدید کو بطور چنہ ہزاروں روپے دیتے رہے۔

حضور سندھ میں ایک جگہ تشریف لے گئے تو حضور کے کار سے اترتے ہی حضور کے گرد اس گاؤں کے بہت سے غریب بچے اکٹھے ہو گئے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کچھ ریز گاڑی ہے اگر ہے تو ان غریب بچوں میں تقسیم کر دی جائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ سفر میں ایسی ضرورتوں کیلئے جھوٹے نوٹ اور ریز گاڑی ضرور رکھی جاوے۔ چنانچہ اس گاؤں میں بھی کچھ رقم غریبوں میں تقسیم کی گئی۔ اور آئندہ بھی سفر میں خیال رکھا گیا۔

ایک مرتبہ حضور جناب سید احمد صاحب بریلوی کی قبر پر بالا کوٹ تشریف لے گئے۔ تو دھلے کے بعد جب احاطہ سے باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ مجاور کو دس روپے دے جائیں کیونکہ یہ لوگ اپنے شوق سے بزرگوں کی قبروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کا بھی حق ہے۔

جب حضور رتوہ تشریف لائے تو ایک قریبی خاندان کے متولی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ان کے رہٹ کو چلانے والا ایک اونٹ تھا جو مر گیا۔ ایک اونٹ

یہ واقعہ لکھنے کے بعد میں نے مناسبت سمجھا کہ اسے بھی پڑھ کر سنایا جائے۔ چنانچہ جب اس کے لڑکے اودھم سنگھ نے ہی پڑھ کر سنایا۔ تو اس نے اقرار کیا کہ یہ درست ہے۔

(خاکسار ظہور احمد محلہ دارالرحمت نادیاں)

میں موضع بھالگی سنگل کا رہنے والا ہوں۔ لچمن سنگھ ہمارے گاؤں کا باشندہ ہے۔ مجھے یہ واقعہ خوب یاد ہے۔ جو بالکل درست اور صحیح ہے۔ میرے سامنے ہی اس شخص نے کہا تھا کہ اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ اور پھر خدا نے اسے لڑکا دیا۔

خاکسار عبدالرحیم المعروف پولہ ساکن بھالگی سنگل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

دستخط اودھم سنگھ

(منقول از احکام نادیاں جو بی نمبر مورخہ ۲۸/۱۱/۳۹)

سکھ ایک موحّد قوم ہے ہم سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگ سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف آلہ کار بناتے چلے آئے ہیں۔ نادیاں کے قریب موضع بسراں کی زمین میں جو مذبح تعمیر ہوا۔ وہ سکھوں نے ہی گرایا تھا۔ اس کے علاوہ کئی دفعہ مسلمانوں کے ساتھ ان کی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ اس کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رحمہ اللہ نے انفرادی طور پر یا بحیثیت جماعت امداد کی درخواست کی کبھی ناکام نہ گئے۔ کئی گرو واروں کی تعمیر میں حضور انکی امداد فرماتے رہے۔ ایک دفعہ نادیاں کے قریب کے ایک گاؤں کے چند سرکردہ سکھ آئے میرے واقف تھے۔ آنے کی غرض یہ بتانی کہ گوردوارہ تعمیر کر رہے ہیں۔ رقم بھی پوری نہیں۔ اس کے علاوہ جنگ کا زمانہ ہونے کیونچہ تعمیر کا سامان بھی نہیں مل رہا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب امداد کی درخواست کرنی ہو۔ چنانچہ درخواست لکھ دی گئی۔ سب نے دستخط کئے۔ اور درخواست حضور کو بھجوا دی۔ تھوڑی دیر میں منظوری آگئی۔ ان کی منشاء کے مطابق امداد ہو گئی۔ گوردوارہ بننے کے بعد جب بھی احمدی اس گاؤں سے گزرتے تو وہ ان کو دہاں لے جا کر بتاتے کہ یہ گوردوارہ مرزا صاحب کی ہر بانی سے تعمیر ہوا ہے اور اس میں شرک کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ایک خدا کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔

تقریباً ملک کے بعد مجھے ایک شخص ملا سلسلہ احمدیہ کا مخالف تھا۔ ان دنوں بہت پریشان تھا۔ مجھے پریشانی کی وجہ یہ بتانی کہ میری کہ بہن کی شادی ہو رہی ہے۔ رخصتہ نہ کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی ہے۔ میرے پاس روپیہ نہیں کہ اس شادی کے اخراجات برداشت کر سکوں۔ میں نے اسے کہا کہ تم حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور امداد کے لئے درخواست کرو۔ امید ہے حضور ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ اُسے اپنے کاموں کا پتہ تھا۔ کہنے لگا امید تو نہیں۔ مگر درخواست کر کے دیکھ لیتا ہوں

چند دن کے بعد پھر ملا۔ کہنے لگا کہ ہمیشہ کی شادی خیر و خوبی سرانجام پائی ہے۔ میں نے حضور کی خدمت میں جتنی رقم کے لئے کہا تھا اسی قدر رقم انہوں نے مجھے بھجوا دی تھی۔

مکرم مولانا ذریا احمد صاحب بمشتر سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ فرماتے ہیں:-
۱۹۳۵ء کے اخیر میں محترم مولوی ذریا احمد علی صاحب مرحوم نے گولڈ کوٹ (غانا) کیلئے ایک مولوی افضل کی خدمات حاصل کرنے کا اختیار افضل میں اعلان کر دیا۔ میں نے یہ اعلان پڑھ کر اپنے آپکو بلا شرط دہاں جانے کے لئے پیش کر دیا۔ جب مولوی ذریا احمد علی صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے سامنے میرا خط پیش کیا تو حضرت نے ازراہ شفقت فرمایا آپ انہیں اپنے ہمراہ لے جائیں کیونکہ وہ بلا شرط جانا چاہتے ہیں اور یہ ضرور کام کریں گے شرطیں کرنے والے کام نہیں کریں گے۔

۱۹۳۵ء کو گولڈ کوٹ مولوی ذریا احمد علی صاحب کی معیت میں گولڈ کوٹ تبلیغ کے لئے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی محبت کے ساتھ بلنگیر ہوئے اور تبلیغ کے متعلق ہدایات دیں۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء تک ہم دونوں ملی گولڈ کوٹ میں تبلیغ کرتے رہے۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ہمارے مولوی ذریا احمد علی صاحب کی تبدیلی گولڈ کوٹ (غانا) سے سیرالیون کر دی گئی اور گولڈ کوٹ کا جارج مجھے دیدہ یا گیا۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ایک دن بعد نماز عصر کھانسی میں اختیارات افضل کا مطالعہ کر رہا تھا۔ تو فوراً مجھے ایک غزو کی سی طاری ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ میں ایک پہاڑی راستہ سے گزر رہا ہوں اور جب میں ایک موڑ سے گزرنے لگا ہوں تو ایک چوڑے سفید گھٹنے میری ایڑی کو جھٹک کر پڑا۔ جب اُس نے پکارا تو فوراً میری زبان پر یہ الفاظ اُٹھ گئے کہ شجاش اللہ جاری ہوگا۔ لیکن اس کے لئے میری ایڑی چوڑی دی۔ جب میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ واقعہ کھاتو حضور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحبہ مجھے جواب لکھا کہ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے متعلق دکھلایا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کی اولاد ضلالتِ لاہد ہے اور بالخصوص اس سے مراد میں ہوں۔ اور ایک شخص کا نام لے کر فرمایا کہ کتنے عرصہ مراد وہ شخص ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے یعنی حضور کو اس کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ نماز فجر پڑھنے کے بعد میں نے اس جماعت کے افراد کے سامنے اس خواب کا ذکر کیا۔ اور چند دن لگا کر شراکت پسند عناصر پر سختی کی جس کے نتیجہ میں شرارت پسند عناصر جتنا پڑا اور شرارت کا قطع کیا گیا۔

۱ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (حسان اور) سے ایک احسان نے کسا پر یہ بھی ہے کہ میرے ایک خاندانی معاملہ میں حضور نے مجھے مسئلہ بتلے بغیر خود ہی ذمہ داری لیکر اس معاملہ کو سلجھا دیا۔
۱۹۳۶ء کے اخیر میں جب خاکسار گیارہ سال کے بعد گولڈ کوٹ سے بڑی راستہ سے واپس آیا تھا تو جرمیت اللہ کی مصروفیات و اسبت کی دشواریوں اور بعض مجبوریوں کی وجہ سے میں باقاعدہ خط و کتابت

مرکز سے جاری نہ رکھ سکا۔ تو حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو میرے متعلق بہت ہی تشویش پیدا ہوئی۔ چنانچہ جب میں تین چار ماہ صفر پر رہنے کے بعد لاہور کو قادیان پہنچا تو حضور نے اس تشویش اور فکر کا اظہار فرمایا اور نہایت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ دیر تک حضور میرے ساتھ بنگلہ رہے۔

مکرم مختار احمد صاحب ہاشمی لکھتے ہیں:-

قادیان آنے سے قبل میں جب کبھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھتا۔ تو حضور اور کی طرف سے اس کا ناقضہ جواب ملتا۔ مگر قادیان آنے پر ایک مرتبہ میں نے تین چار خط لکھے مگر کسی ایک کا بھی جواب نہ ملا۔ میں ہر روز دفتر پر ایسیٹ سکرٹری صاحب میں جاتا۔ اور ان کی دعا و شیطو کے جوابات کیلئے جو ایک بورڈ دفتر کے برآمدہ میں آویزاں ہوتا تھا۔ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا مگر اپنے نام کا کوئی خط نہ پا کر سر جھکائے ہوئے واپس گھر آجاتا۔ اور طرح طرح کے خیالات دل و دماغ پر محیط ہونے لگتے۔ آخر ایک دن مجبور ہو کر میں نے حضرت صاحب کے حضور جواب نہ پانے کی شکایت لکھ دی۔ اس پر مجھے اسی دن چند لکھنوں کے بعد جواب لکھ کر پہنچ گیا۔ اسی میں حضور نے ازراہ ذرہ نوازی یہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ آپ پریشان نہیں۔ آپ کو جواب اب بھی باقاعدہ ملتا رہیگا۔ اس مشفقانہ جواب سے مجھے بڑی مسرت ہوئی۔

ساتھ حضور کے آخری عشرہ میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے سیدنا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے تحت ربوہ کی جے آب و گیاہ اور پرسوں کی آخر زاد زمین کو آباد کرنے کے لئے ایک مختصر سا قافلہ جو جو الہامیت اور مستعد کارکنان پر مشتمل تھا۔ لاہور سے روانہ کیا۔ اس قافلہ نے کھلے میدان میں ڈیڑے ڈال دینے اور اپنے خیمے اور چھوٹا لاریاں ایک خاص ترتیب سے نصب کر دیں۔ اس کے بعد ماہ اکتوبر میں یکے بعد دیگرے چند قافلے اور اگر معین ہوئے۔ اب یہ آبادی سو ڈیڑھ سو افراد کے قریب ہو گئی۔ جس میں مستورات اور بچے بھی شامل تھے۔ یہاں صدر انجمن کے دفاتر کا کام بھی ماتحت انجمن کی نگرانی میں شروع ہو گیا۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ اطلاع ملی کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ربوہ تشریف لارہے ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا کہ حضور کے استقبال کے لئے مسٹر ک کے قریب ایک گیٹ تیار کریں۔ چنانچہ جملہ کارکنان کی مختلف ڈیوٹیوں پر تقسیم کر دی گئیں۔ اور ہم نے پہاڑی پودوں کا ایک ہر ا بھر ان خوبصورت دروازہ تیار کر کے راحت بار، بچے کے قریب مقررہ جگہ پر نصب کر دیا۔ اور حضور کی مجوزہ قیامگاہ تک چلنے سے مختلف راستے نمایاں کر دیئے۔ رہو ان اس مختصر آبادی کے سربراہ اور وہ اصحاب حضور کے استقبال کے لئے بچتے مسٹر ک پر جمع ہو گئے۔ اتنے میں حضور کی کارورہ سے نمودار ہوئی اور چند لمحوں بعد یہاں آکر رگ گئی حضور کا رخسار باہر تشریف لے آئے اور استقبال و فدی نشاندہی پورے خیال و خیال کی طرف چلنے لگے۔ حضور کے قیامگاہ والا خیمہ سلسلے سے قریب نظر آ رہا تھا۔ اور ہم کارکنان ایک دو گروہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اچانک حضور

چلتے چلتے یکدم رک گئے۔ اور آپ نے ارد گرد نظر دوڑائی اور گیٹ کی طرف جو آئی دائیں جانب ایک خاصے ناصل پر نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ شروع کر دیا۔ اور اس گیٹ میں سے ہو کر اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد دو تین مرتبہ آپ کو مسٹر ک پر آنے کا اتفاق ہوا۔ مگر آپ ہر دفعہ ہی گیٹ میں سے ہو کر تشریف لاتے اور لیجاتے رہے۔ اور اس طرح حضور نے ہماری حوصلہ افزائی کی۔

نومبر ۱۹۵۲ء کے پہلے عشرہ میں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ربوہ میں ایک ریسرچ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں لاہور کے اخبارات کے مدیران اور چیف رپورٹر شامل ہوئے۔ اس تقریب پر سیدنا حضرت المصلح الموعود بھی بنفس نفیس لاہور سے تشریف لائے۔ آپ نے کانفرنس کے ممبران کو ربوہ کا نقشہ دکھانے کے علاوہ موقع بھی دکھایا۔ نیز ربوہ اور سرگودھا کے درمیان اسی قسم کے دیگر انتادہ فراخ میدان بھی دکھائے۔ اس موقع پر دوپہر کے کھانے کا بھی انتظام ایک بڑے خیمہ کے اندر کیا گیا۔ میزوں اور کرسیوں کی ترتیب صدر کی نشست کو نمایاں کر دی گئی تھی۔ جو حضور رضی اللہ عنہ کے لئے مختص کی گئی تھی۔ جب آپ مہمانوں کے ساتھ اس خیمہ میں تشریف لائے تو آپ نے اس ترتیب پر ایک اچھٹی نظر ڈالی اور ایک میز کے سامنے تشریف فرما ہو گئے۔ اور اسکے بعد دوسرے مہمان بھی بیٹھ گئے۔ اور موقع نشست کا حصہ صدر دوسرے مہمانوں کے حصہ میں آیا۔ اس طرح حضور نے اپنے عملی نمونہ سے اظہار فرمایا کہ وہ اپنے لئے کوئی امتیاز پسند نہیں فرماتے۔

اسی طرح ایک اور موقع پر ربوہ تشریف لائے۔ دوپہر کے وقت جب حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ تو حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا یہی کھانا ربوہ کے رہائین کو دیا گیا ہے۔ تو منتظرین نے بتایا کہ دوپہر کے وقت دال اور شام کو گوشت دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو مجھے بھی دال دی جائے۔ جس کی قدر ا تعمیل کی گئی۔ اور ہم نے دیکھا کہ آپ گوشت دال پلٹ کو چھوڑنا نہیں اور دال دال سے ہی کھاتی۔

مکرم جمعدار فضل دین صاحب لکھتے ہیں:-

۱۹۵۲ء میں جب میں ربوہ میں دیگر عمارات کی نگرانی کے علاوہ تحریک جدید کی عمارات جامعۃ البشرین گیٹ ہاؤس اور گولیا زار میں ریسس اور اسکی طعقہ عمارت کی نگرانی کر رہا تھا تو مجھے آٹھ ہزار پچاس روپے دیگر لوہا خریدنے کے لئے لاہور بھیجا گیا۔ ان دنوں لوہا گورنمنٹ پلاننگ بورڈ کی کنٹرول پر تھا میں کی دن تک کنٹرول کے دفتر میں جیب میں روپیہ ڈال کر جاتا رہا۔ مگر وہاں سے اڑھار کھل کر نہ دے۔ تیرہ چوبیس روز ٹر گئے۔ آخری روز میں گھر سے پانچ ہزار دوسرو روپیہ جیب میں ڈال کر لے گیا تو اس روز بھی کنٹرول کے دفتر سے یہی جواب ملا کہ کل آنا۔ واپسی پر میں اتار کھلی سے ایک ٹانگہ میں سوار ہوں کہ درمیان میں کھلا میں اپنے گھر کے قریب جا کر ٹانگہ سے اترا اور ٹانگہ والے کو کر دیہا۔ جیب میں اپنے گھر میں داخل ہوا

اور حبیب میں ہاتھ ڈالا تو پانچ ہزار دو سو روپے کی رقم جس بٹوے میں تھی اس کو گم پایا۔ میں نے پولیس میں رپورٹ درج کرا دی۔ پولیس والے مجھے مجبور کرتے تھے کہ کسی پر شبہ کر دو۔ چنانچہ وہ ٹانگہ کے ٹاؤں پر مجھے لیجاتے اور مجھے اسی ٹانگہ والے کی شناخت کرنے کے لئے کہتے جس کے ٹانگہ میں روپے گم ہوئے تھے۔ مگر میں شناخت نہ کر سکتا تھا۔ میں نے پہلے روز ہی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو روپیہ کے گم ہونے کی اطلاع دیدی تھی۔ میں باقی تین ہزار روپے کا لوہا لیکر تو وہ پہنچا۔ جن احباب کے ذریعہ میں نے روپہ میں روپیہ لیا تھا انہیں تحریر لکھدی کہ میں یہ روپیہ آپکو ادا کر دوں گا۔ اور اگر میں ادا نہ کر سکا تو میری اولاد یہ روپیہ ادا کرے گی۔ یہ خبر کسی ذریعہ سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانیؒ کو بھی پہنچ گئی۔ حضور نے اس کے متعلق بعض احباب سے معلوم کیا کہ جب جعفر انصاریؒ کو آٹھ ہزار روپیہ دیا گیا تو روپے کی حفاظت کیلئے اس بوڑھے اور کمزور انسان کے ساتھ کیا کسی اور شخص کو بھی بھیجا گیا تھا؟ نفی میں جواب ملنے کے بعد حضور نے ایک تحریر وکیل اعلیٰ تحریک جدید روپہ کو بھجوائی کہ یہ روپیہ جعفر صاحب سے وصول نہ کیا جائے۔ یہ آپ کا اتنا بڑا احسان ہے کہ جسے میں۔ میرے بچے اور میرے دوست آشنا کبھی نہیں بھول سکتے۔

تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا مجھے اپنے ایک بیٹے کے داخلہ اور فیس کے لئے سخت ضرورت پیش آئی۔ میری پنشن صرف ۷۳ روپے ہے۔ میں نے روپہ پہنچ کر ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ روپہ کے دفتر میں درخواست دی کہ مجھے خزانہ صدر انجمن سے ایک صدر روپیہ بطور قرض دلایا جائے۔ میری کوئی جائداد اس وقت منقولہ اور غیر منقولہ نہیں ہے۔ صرف ۷۳ روپے ماہوار پنشن ہے۔ اس میں سے پندرہ روپے ماہوار بطور قسط اسی قرضہ میں ادا کرتا رہوں گا۔ یہ درخواست جب منگوری کے لئے حضرت امیر المومنینؒ کے پاس پہنچی تو حضور نے دفتر میں ایک صدر روپیہ نقد بھجوا دیا اور کہلا بھیجا کہ یہ روپیہ جعفر انصاریؒ کو دیا جائے۔ اور ان سے واپس نہ لیا جائے۔

میاں غلام محمد صاحب انتر لکھتے ہیں:-

حضرت امیر المومنینؒ کو اپنے خدام سے بڑی محبت تھی۔ حضورؐ کی محبت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضورؐ کو شریفیہ لے گئے تھے۔ خاکسار اور محترم چودہری اسد اللہ خان صاحب بھی ساتھ تھے۔ جہیز سے واپسی پر جب حضورؐ موٹر سے اترے اور قہر غلافیت کی سیڑھیوں تک پہنچے تو چودہری اسد اللہ خان صاحب نے ایک خاص دستار ہاندہ میں خاکسار سے چٹائی لی۔ گویا وہ مجھے کوئی خاص بات یاد کر رہے ہیں۔ بات یہ تھی کہ وہ مجھ سے کئی عرصہ پہلے سے ملنے کے لئے کہہ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ میرے ذریعہ سے حضورؐ کو ایک سیڑھی پیش پہنچا دیں۔ چنانچہ چودہری صاحب نے میرے چٹائی کی تو میں نے دیکھا کہ حضورؐ

ازراہ شفقت خدام تو انہی پر بال ہیں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ چودہری اسد اللہ خان میرے چٹائیاں لے رہے ہیں۔ حضورؐ فرماتے گئے۔ چٹائیاں تو محبت سے لی جایا کرتی ہیں۔ چودہری صاحب بھی آپ سے محبت ہی کا اظہار کر رہے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا۔ میرے ساتھ محبت کے اظہار میں دراصل حضورؐ سے عطر کے لئے درخواست ہو رہی ہے۔ حضورؐ متسم ہوئے اور فرمایا کہ "ذرا ٹھہر جاؤ" مجھے حضرت سیدہ اُم نامہؓ کی خدمت میں کسی کام کے لئے بھجوا دیا۔ میں واپس آیا تو کرم چودہری اسد اللہ خان صاحب کے ہاتھ میں حضورؐ کی طرف سے عطا کردہ ایک عطر کی شیشی تھی۔ شیشی دیکھتے ہی میں نے کہا کہ میرا احمد بھی دیدو۔ چودہری صاحب کہنے لگے کہ نہیں یہ تو حضورؐ نے مجھے ہی عطا فرمائی ہے۔ یہ بات حضورؐ نے بھی سن لی تو فرمایا۔ "ہاں اسی لئے تو میں نے تمہیں دوسری طرف بھجوا دیا تھا" اسی واقعہ کا ذکر کرم چودہری اسد اللہ خان صاحب نے بھی کیا ہے (چنانچہ میں دل گرفتہ سا ہو گیا اور اسی انداز میں ہم سب واپس آ گئے۔ حضورؐ نے میرا چہرہ پڑھ لیا تھا کہ گویا اسے اس محرومی کا بہت احساس ہے۔

دوسرے ہی دن میں انجمن کے کاغذات پیش کرنے کے لئے حسب معمول حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ضروری کاغذات دکھائے۔ ہدایات لیں اور جب واپس آنے لگا۔ تو حضورؐ نے مندرمایا۔ "ذرا ٹھہرو۔ چنانچہ میں رگ گیا۔ حضورؐ اندر تشریف لے گئے اور چند ہی لمحوں کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ حضورؐ کے ہاتھ میں ایک نفیس اور خوبصورت چھڑی تھی جو کہ عرصہ سے حضورؐ کے استعمال میں تھی آپ نے وہ چھڑی میز پر رکھی اور فرماتے گئے کہ "لو یہ چھڑی تمہارے لئے ہے۔"

عطر سے محرومی کا احساس تو مجھے تھا لیکن حضورؐ نے اس طور پر مجھے چھڑی کا تحفہ دیکر نوازا کہ میں مسرور بھی تھا اور ایک روز قبل کے جذبات پر زادم سا بھی۔

وہ چھڑی اب بھی میرے پاس بطور تبرک محفوظ ہے اور محرومیوں کے کئی احساسات کو سکون دینے کی لہروں میں چھپا لیتی ہے۔

کرم چودہری اسد اللہ خان صاحب پیر سٹر ایٹ لاو امیر جماعت احمدیہ لاہور

تحریر فرماتے ہیں:- ۱۹۹۷ء میں جب خاکسار پیر سٹری کی تعلیم کے لئے لندن پہنچا تو وہاں کی تہذیب اور ماحول چونکہ یہاں سے بالکل مختلف تھا۔ اس لئے طبیعت پر بہت اوجھ تھا اور بے حد اسی تھی۔ حتیٰ کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں واپس لاہور چلا جاتا ہوں اور جہاز میں سیٹ بھی بک کر لی۔ برادر کرم چودہریؒ نے غور نظر اسد اللہ خان صاحب کو اپنے اس ارادے سے اطلاع بھی کر دی اور باوجود انہی سرزنش کے ارادہ قائم رکھا۔ ابھی روانگی کی تاریخ میں چند دن باقی تھے کہ حضرت اقدسؒ کا پیغام پہنچا کہ اگر تعلیم حاصل کے بغیر واپس آؤ گے تو میں بہت ناراض ہوں گا۔ اس پیغام کا ملنا تھا کہ طبیعت کی تمام

اس وقت انکی مقدار میں موجود نہیں آپ اگلے ہفتہ آئیں۔ اگلے ہفتہ خاکسار حاضر ہوا تو حضور نے ازراہ شفقت ایک کافی بڑی شیشی مرحمت فرمادی۔

۱۹۴۶ء میں موسم گرما میں خاکسار نے ڈیہوڑی اپر بکروٹہ پر "نشانی گئی" مکان کر ایہ پر لیا۔ تاکہ حضور کے قرب میں گرمی کی تعطیلات گزارنے کی سعادت حاصل ہو۔ ایک دن صاحبزاد مرزا انور احمد صاحب نے خاکسار کو بس کے اوپر پر قریباً ۱۲ بجے دن فرمایا کہ حضرت اقدس پرائیویٹ میگزین صاحب کو فرما رہے تھے کہ اسد اللہ خان کو اطلاع کر دیں کہ وہ ایک نیچے دوپہر "بیت الفضل" آئے۔ میں نے یہ خیال کسے اگر کسی کام سے حضور نے لاہور وغیرہ بھجوانا ہوا تو بس کا وقت نہ نکل جائے آدھ سے "بیت الفضل" تک کا فاصلہ دوڑ کر طے کیا۔ جب میں "بیت الفضل" پہنچا تو میرا سانس بہت چڑھا ہوا تھا اور حضور اقدس پرائیویٹ میگزین صاحب کے خیمہ کے دروازہ پر کھڑے کچھ ہدایات فرما رہے تھے۔ خاکسار نے سلام عرض کیا تو حضور نے فرمایا آپ تو معلوم ہوتا ہے دوڑتے آئے ہیں۔ خاکسار نے اطلاع ملنے کا سارا واقعہ عرض کیا۔ تو حضور نے فرمایا "ہمارے چند خیر دوپہر کے کھانے پر آ رہے ہیں آپ کو بھی کھانے پر بلا رہے ہیں۔" خاکسار کے کپڑے خوب صاف نہ تھے۔ خاکسار نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا۔ حضور نے فوراً متنبہ ہو کر فرمایا "ہم نے آپ کو کھانے پر بلا رہے ہیں آپ کے کپڑوں کے لئے نہیں" کیا بتاؤں کہ اس وقت کس قدر خوشی اس عاجز کو ہوئی۔ بول معلوم ہوتا ہے فطرۃً سب سے میرا دل قیل ہو جائے تھا جب کھانے پر بیٹھے تو قادیان سے اسی دن حضور کے بارگاہ سے آم ڈیہوڑی پہنچے تھے۔ ایک نہایت ہی اعلیٰ اور کافی بڑا آم حضور نے برف لگے پانی سے خال کر اس میں سے صرف ایک چوتھی ایک خاکسار کو یہ کہہ کر مرحمت فرمایا "میرے آپ کھائیں" خاکسار نے وہ آم لے لیا اور وہ مال میں لپیٹ کر اچکن کی جیب میں اس خیال سے ڈال لیا کہ "نشانی گئی" میں جا کر یہ تبرک اپنے بیوی بچوں سمیت کھاؤں گا۔ تھوڑی دیر میں حضور نے فرمایا "آپ نے آم کھا بھی لیا؟" میں نے عرض کیا حضور ارکھ لیا ہے تاکہ عزیزی اعجاز وغیرہ کو بھی اس میں سے حصہ تبرک مل جائے۔ فرمایا "آپ کھالیں ان کے لئے اور بھی ہیں" میں نے وہ آم وہاں ہی کھالیا اور اسکی گٹھلی جیب میں ڈال لی۔ تاکہ اسے زمین میں لگا دیا جائے۔ کھانے کے بعد جب میں گھر پہنچا تو والدہ اعجاز نے مجھے بتایا کہ کوئی آدمی آموں کی ایک اچھی خاصی بڑی ٹوکری دے گیا ہے لیکن نہ تبرک کہ جس پر کہان سے آئی ہے اور نہ ہی یہ کہ کس کے لئے ہے۔ مجھے حضور کا ارشاد یاد آگیا اور ہم نے وہ آم اپنی خوش قسمتی پر شادال ہو کر کھائے اور خدا تعالیٰ کا اور حضور کا شکر ادا کیا۔

تقریباً ۱۹۴۷ء سے چند سال پہلے ایک مقدمہ قتل برادر محترم چوہدری شکر اللہ خان صاحب مرحوم پر بنادیا گیا جس کی وجہ سے مجھے لاہور سیالکوٹ اور دسک کے درمیان بہت ہی زیادہ سفر کرنا پڑا۔ برادر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ہندوستان سے باہر تھے۔ اس لئے مجھے بہت فکر تھی اور ذہنی بوجھ بھی

افسردگی دور ہو گئی اور میں نے انسی دن بیسٹری میں داخلہ لیکر چھ ماہ کی سیڈٹ فیسور کرا دی اور دل میں یہ راسخ یقین ہوا کہ اب بفضل اللہ تعالیٰ تحصیل تعلیم میرے لئے آسان اور مبارک ہوگی۔ اور ایسا ہی ہوا بھی۔ کیونکہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے تین سال کا کورس دو سال میں ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اگر حضور اقدس رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا پیغام نہ پہنچتا تو خاکسار یقیناً اپنی تعلیم پوری نہ کر سکتا اور یہ آنحضور کا اس غلام زادہ پر ایک ایسا احسان عظیم ہے کہ خاکسار ساری عمر میں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ دوران قیام انگلستان ایک امتحان کا جوابی پرچہ دیکر کمرہ امتحان سے باہر نکلا تو دوسرے طلباء سے جوابات کا مقابلہ کرنے پر یہ احساس ہوا کہ جہاں دوسروں کے جوابات آپس میں ملتے ہیں میرے جوابات ان تمام سے مختلف ہیں۔ اس خیال کے ماتحت کہ میرا پرچہ خراب ہوا ہے حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں دعا کا تار دیا۔ اگلی صبح حضور کی طرف سے جواب ملا کہ فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں دعا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور کامیاب فرمائے گا۔ کچھ جا کر میں نے ان طالب علموں کو جو پہلے دن مجھے کہہ رہے تھے کہ تم کامیاب نہیں ہو سکتے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ آپ لوگ پاس ہو گئے یا فیل۔ لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے میرے اس یقین کی وجہ دریافت کی تو میں نے انہیں حضور کا جوابی تار دکھا دیا۔ اور بتا دیا کہ یہ تار ہمارا امام کی طرف سے میری دعا کی التجا کے جواب میں ہے۔ چنانچہ میں نے انہیں ٹوٹ کر دیا جب اس امتحان کا نتیجہ نکلا۔ تو میں خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور اقدس کی دعاؤں کی برکت سے کامیاب تھا۔ اور ان تمام سے میرے نمبر زیادہ تھے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

طالب علمی کے زمانہ میں جتنا عرصہ خاکسار انگلستان میں مقیم رہا۔ ہر ہفتہ کی ڈاک سے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ ضرور عرض کرتا تھا اور حضور کی طرف سے بھی نہایت شفقت بھر اور آمنگ پیدا کرنے والا جواب ملتا تھا۔

ایک مرتبہ میں رتبہ گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور اعجاز نصر اللہ خان سے ناراض ہیں۔ خاکسار کا واحد تکلیف یہی تھی۔ حضور کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ تو فطر رقت سے خاکسار کی چوک نکل گئی اور انسو بھی آگئے حضور نے ازراہ شفقت دریافت فرمایا کہ کیا ماجرا ہے۔ عرض کیا کہ حضور میرا ایک ہی لڑکا تھا وہ مر گیا ہے۔ حضور نے چونک کر فرمایا کون! ہمارا اعجاز؟ خاکسار نے عرض کیا۔ وہی حضور نے دریافت فرمایا وہ کب؟ عرض کیا جب سے حضور اس پر ناراض ہیں میرے لئے وہ مر گیا ہے۔ حضور نے بلاتامل فرمایا "میں نے اُسے معاف کر دیا۔ کون کون سے احسان حضور کے یاد کئے جائیں اور کون کن کا ذکر کیا جائے۔"

۱۹۴۹ء میں مجھے امریکہ جانے اتفاق ہوا۔ روانہ ہوا۔ تین ہفتہ پیشتر حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ بڑی جرأت سے عرض کیا کہ حضور غلام مرحمت فرمایا ہے جو حضور خود اس تہاں فرماتے ہیں۔ فرمایا

بہت تھا۔ میری طبیعت میں جو رد عمل ہوا یہ تھا کہ مجھے پیشاب کی جگہ خون ہی آتا تھا اور کافی مقدار میں آتا تھا۔ دسمبر کے نصف تک میں اس قدر کمزور ہو چکا تھا کہ پہلو بدلنا بھی میرے لئے ممکن نہ رہا۔ ایک دن اسی طرح لیٹا ہوا تھا کہ نیچے موڑوں کے کھڑا ہونے کی آواز آئی۔ والدہ اعجاز نے مجھے بتایا کہ حضور اقدس تشریف لائے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے سوچا کہ حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کروں گا۔ چنانچہ حضور تشریف لائے اور حال دریافت فرمایا اور پھر باتوں کے دوران فرمایا۔ "آپ کا جلسہ پر جانے کو تو جی چاہتا ہوگا" میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور میں نے رندھی ہوئی آواز میں عرض کیا "حضور! وہ کون احمدی ہے جو جلسہ پر جانا نہ چاہے" اس پر حضور نے اپنی مبارک آنکھیں اٹھا کر خاکسار کی طرف دیکھا۔ اور خاکسار نے دیکھا کہ حضور کی گردن مبارک سے نہایت خوبصورت سرخی حضور کے چہرہ مبارک کی طرف بڑھتی شروع ہوئی اور حضور کا چہرہ اور گردن اور پیشانی اور کان مبارک سب کی طرح بلکہ سب سے کہیں زیادہ سرخ خوبصورت اور چمکدار ہو گئے۔ حضور نے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی مبارک اٹھا کر اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ "آپ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور جلسہ پر آئیں گے" مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا فرمادی ہے۔ حضور تھوڑی دیر تشریف فرما کر تشریف لے گئے تو مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں نے پیشاب کے لئے برتن لیکر پیشاب کیا تو اس میں ذرہ بھر بھی خون کی آلائش نہیں تھی۔ اور پھر اس کے بعد دن بدن میری صحت ترقی کرتی گئی یہاں تک کہ میں جلسہ سے تین یا چار دن پہلے قادیان پہنچ کر حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا "اچھا آپ آگئے؟" میں نے عرض کیا کہ حضور! یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ حضور نے فرمایا ہو کہ میں ضرور جلسہ پر آؤں گا اور میں نہ آتا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

حضور کے احسانات اور فیوض اس قدر ہم پر ہیں کہ ان کا ضبط تحریر میں لانا تو کجا ان کا شمار کرنا بھی ممکن نہیں۔ اور یہی کہنا پڑتا ہے۔
دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار تو ز دامن گلہ دارو

کرم مرزا فتح دین صاحب لکھتے ہیں:-

حضرت امجد المود رضی اللہ عنہ اپنے خدام کے کھانے اور لائش کا خاص خیال رکھتے تھے۔ سفر میں جب کھانا کھالیں اور چلن ہو۔ یا نماز پڑھنی ہو۔ تو پوچھیں گے۔ کیا سب آدمی کھانا کھا چکے ہیں۔ ایک دفعہ حضور باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ خاکسار بھی دسترخوان پر موجود تھا۔ سب کو ایک ایک پر اٹھا اور ایک ایک سادہ یا زیادہ روٹیاں دیں۔ جب کھانا کھا چکے تو فرمایا احمد صاحب ڈرائیور جو علاحدہ کر رہے تھے تو انہیں فرمایا۔ آپ بھی کھانا کھالیں۔ حضور نے اپنے سامنے سے ایک پراٹھا الگ کر دیا

کہ میں نے دوا اٹھا کر رکھ لئے تھے۔ تا ایسا نہ ہو کہ کھانے والے اس بات کو بھول جائیں کہ SERVE کرنے والے نے بھی کھانا ہے۔ اور اس کے لئے پراٹھا نہ رہے۔ اس لئے میں نے اپنے علاوہ ان کا پراٹھا بھی اٹھا کر رکھ لیا تھا۔ یہ واقعہ حضور کے اپنے خدام کے ساتھ حسن سلوک پر روشنی ڈالتا ہے۔

ستمبر ۱۹۵۵ء میں جب پاکستان کی وزارت عظمیٰ کے انتخاب کا سوال تھا مختلف سیاسی پارٹیاں اپنے لیڈر گورنر جنرل سے ملاقاتیں کر رہے تھے۔ اور کسی فیصلہ کے بعد وزیر اعظم کا اعلان ہونا تھا۔ اس کشمکش میں کتنے دن گزر گئے۔ ایک دن عصر کے وقت پر اچھا صاحبان سرگودھا سے کار میں حضور سے ملنے کے لئے نکلے گئے۔ انہوں نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور عرض کیا کہ فیصلہ قریب ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ فیصلہ تو ہو چکا ہے۔ صرف اعلان کا ہی انتظار ہے۔ مسلم لیگ نے ایم۔ آئی چندر پر کو انتخاب کیا ہے۔ یہ سن کر حضور نے بے ساختہ فرمایا کہ یہ وہی صاحب ہیں جن کے متعلق میں نے کہا تھا کہ میری گردن تمہارے گورنر کے ہاتھ میں تھی۔ اب گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ پھر پتہ ہے کیا حشر ہوا۔ وہ خدا جو اس وقت زندہ تھا۔ وہ اب بھی زندہ ہے۔ آخر دوا ہ بھی نہ ہوئے تھے۔ ان کی وزارت کا جو نتیجہ نکلا سب کو معلوم ہے۔

کرم مولوی محمد عرفان صاحب امیر صوبہ سرحد لکھتے ہیں:-

مولوی عبدالقیوم صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ بی۔ وکیل دکنی ہزارہ جو خدا دار قابلیت کے باعث زمانہ طالب علمی میں ہمیشہ تعلیم اور کھیلوں میں حصہ اول پر رہے۔ سال ۱۹۲۲ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر دہلی شرفی کی۔ اور دہلی میں بھی خدا کے فضل سے اچھے نمبروں میں شمار ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں دہلی ہار ہو گئے۔ اول اول ان کا بائیں طرف کوڑھ ہونا شروع ہوا۔ اور زبان پر بکھٹ پیدا ہوئی۔ اور کئی مرتبہ دوا دہ دہ دہلی سے محذور ہو کر صاحب فرماں ہو گئے۔ علاج معالجہ کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہوا۔ انہوں نے اس علاج کے لئے بلایا کا سفر بھی کیا۔ لیکن معذرت نہ ہوئے۔ اور دہلی آ گئے۔ تقسیم ملک سے بعد سات سال قبل وہ بغیر کسی آدمی کو امداد کے چل نہ سکتے تھے۔ انہوں نے جلسہ سالانہ دیکھنے کے خواہش پر لاہور اپنی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے حضور خلیفہ المسیح لاشانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرض فرمایا۔ جسے شروع فرمایا۔ ہونے سے ایک ہفتہ قبل قادیان سے بذریعہ تاریکی آؤر کچھ رقم دے گئی۔ معین رقم کا قدر علم نہیں لیکن اندازاً ایک آدمی کا کاروبار سیکند نکلا اس آدمی کا کاروبار تھوڑا کلاس تھا۔ اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی چٹھی بھی آگئی کہ حضور نے آپ کیلئے اور آپ کے ہمراہ ایک رفیق کے لئے کاروبار فرمایا ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالقیوم صاحب بعد ایک خادم کے عازم قادیان ہو گئے۔ خاکسار بھی اس سفر میں ساتھ تھا۔ شیخ پر ایک آدمی کو بھیجا دی گئی۔ چنانچہ مولوی صاحب کو سہارا دیکر جب شیخ پر پہنچا دیا جاتا تھا تو

جسے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور کے ہمراہ جو دوست تشریف لے گئے تھے۔ ان سب کے عمامے سبز رنگ کے تھے۔ مگر حضور کی اپنی پگڑی سفید رنگ کی ہی تھی حضور جب لندن سے مظفر و منصور مراجعت فرما رہے تو قادیان میں داخل ہونے کا نظارہ بھی قابل دید تھا۔ مثالاً پہنچ کر حضور مع خدام ناگوں پر سوار ہوئے جب قادیان کی سڑک کے موڑ پہنچے تو حضور اور خدام پیدل چلنے لگے۔ یہ میل بھر کا فاصلہ حضور نے مع خدام و اہلخانہ قادیان پیدل طے کیا۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب عربی میں دعائیں پڑھتے جاتے تھے اور باقی اصحاب انکو دہراتے جاتے تھے۔ یہ نظارہ بھی عجیب کیفیت اور نظارہ تھا۔ اس واقعہ سے حضرت مصلح موعود کا احباب جماعت سے مشورہ لینے اور انکے جذبات کے خیال رکھنے کا پہلو نمایاں ہے۔

مکرم لطیف احمد خاں صاحب نقیہا بیان کرتے ہیں:-

ایک دفعہ حضور قادیان سے ڈھوڑی بدریوٹر تشریف لے جا رہے تھے۔ جب ہرچو وال پہنچے تو سخت بارش شروع ہو گئی۔ ہم نے عرض کیا حضور بارش بہت ہے ہم سٹھیلی تک ساتھ جا سکیں گے حضور نے فرمایا بہت اچھا۔ جب سٹھیلی پہنچے تو بارش اتنی تھی کہ نہر کی ٹیڑی پر مڑ چلتی مشکل ہو گئی۔ ہم بھی ٹیکریں پیچنے لگے۔ سڑک خراب موٹر آہستہ آہستہ چلتی جاتی تھی۔ حضور و انصاریہ کو اپنے ہاتھ سے بھی سنبھال رہے تھے۔ جب گورداسپور کی سڑک پر پہنچ گئے تو حضور نے ۱۵ روپے دیئے اور فرمایا کہ ڈھوڑی فون کر دیا جاوے کہ بارش کی وجہ سے تم تیسری سروس سے آئیں گے۔ دوسری سروس نکل گئی ہے تاکہ انکو پریشانی نہ ہو۔ اور فرمایا کہ کھانا وغیرہ کھانا اور آرام کے دلیس قادیان چلے جانا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حضور کو اپنے خدام سے کتنا پیارا اور اراض تھا کہ اپنے بچوں کا سا سلوک فرماتے تھے۔

ایک دفعہ سفر میں بارشوں کی زیادتی کیوجہ سے سڑکیں ٹوٹ گئیں اور حضور کو پالم پور میں مسجد دارالہیا عرصہ قیام کرنا پڑا۔ اس سفر میں دفتر کاشاف زیادہ نہ تھا۔ خاکسار کو کام کی زیادتی کی وجہ سے بیمار ہو گیا۔ اور دو دن سخت تیزی کا بیمار رہا۔ جہاں حضور نماز کے موقع پر اپنے خدام کا حالی دریافت فرماتے وہاں دو دفعہ مغرب کی نماز کے بعد حضور اپنے دست مبارک سے عاجز کیلئے دودھ بھی لائے۔ عان اللہ بیک ایک جلیل القدر خلیفہ کا مقام اور کہاں اس کا ایک ادنیٰ خادم۔

قادیان میں ایک سال بارش نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ احراریوں۔ ہندوؤں وغیرہ سب نے بارش کیلئے دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی۔ حضور ڈھوڑی سے تشریف لائے۔ مغرب کے قریب کوٹلی دارالہدیہ احباب التعلیمی کے منتظر تھے۔ مولوی ابوالعطاء صاحب نے عرض کیا کہ حضور بارش کیلئے دعا فرمائیں۔ ہندو احراریوں نے بھی بہت دعا کی ہے۔ حضور نے فرمایا ان کی دعا سے تو بارش ہوتی نہیں۔ ہم آگئے ہیں۔

کرسی پر بیٹھے آرام سے جلسہ سنتے رہتے تھے۔ جلسہ کے خاتمہ پر حضور سے ملاقات ہوئی۔ تو حضور نے انکو دلیس جانے سے روک دیا۔ اور اسی طرح جب وہ تیسرے چوتھے روز واپسی کی اجازت مانگے تو حضور نے روک دیتے۔ غالباً دو ہفتہ تک مولوی صاحب قادیان ٹھہرے۔ اور پھر اسی طرح واپسی کا کارہ حضور نے عطا فرمایا اور مولوی صاحب مانسہرہ پہنچے۔ خاکسار جلسہ ختم ہونے پر آگیا تھا۔ مولوی صاحب بمعہ خدام حضور کے ارشاد کے مطابق ٹھہرے رہے۔ اور جب حضور نے ان کے اصرار پر اجازت دی۔ تب واپس آئے تھے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو بھولنے والا نہیں۔

مکرم مخدوم محمد ایوب خاں صاحب بی۔ آ۔ علیگ۔ آف میانی گھو گھیاٹ ضلع سرگودھا لکھتے ہیں:-

مسجد مبارک ربوہ میں ایک روز ظہر کی نماز حضور پُر نور کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد حضور جب تشریف لے جاتے تھے۔ تو میں نے اپنے لڑکے عزیز مخدوم محمد اجمل کی صحت کے واسطے دعا کیلئے درخواست کی۔ حضور پُر نور ازراہ شفقت ٹھہر گئے اور فرماتے تھے۔ ”صرت دعا کے لئے ہی نہ کہا کریں۔ ان کو دوائی مرکب انسنتین استعمال کرائیں“ اور مخاطب فرما کر فرماتے تھے۔ ”میں آپ کو، آپ کے والد صاحب کو اور آپ کی اولاد کو جانتا ہوں“ دینی سب کی طبیعت سے واقف ہوں) یہ پیارے کلمات سن کر میں تو خوشی سے بھر گیا۔ کہ حضور پُر نور کی ہم معمولی آدمیوں پر ایسی نظر شفقت و احسان ہے۔

مکرم محمد علی صاحب بی۔ آ۔ بی۔ ٹی اسٹنٹ ایڈیٹر دیو آف ویلیجنز تحریر فرماتے ہیں:-

۱۹۰۷ء میں انگلستان میں ایک مذہبی کانفرنس ہوئی جسے ویسٹلے کانفرنس کہتے ہیں۔ منتظرین کانفرنس کی طرف سے حضور کو بھی دعوت پہنچی کہ کانفرنس میں شریک ہو کر اپنا مضمون پڑھیں۔ جانے سے پہلے حضور نے جماعت کے اہم اہلکاروں سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ ایک دن مسجد مبارک قادیان میں احباب جمع ہوئے۔ بہت سے اصحاب نے موافق اور مخالفت تقریریں کیں۔ بعض دوستوں کا خیال تھا کہ حضور کو خود وہاں نہیں جانا چاہیئے بلکہ اپنے کسی نمائندے کے ذریعے مضمون پڑھ کر سنا دیا جائے۔ مگر دوسرے فریق کا خیال تھا کہ حضور کے خود تشریف لے جانے میں زیادہ برکات ہیں۔ جب رائے شماری ہوئی تو اکثر احباب کی اپنی رائے تھی کہ حضور خود بنفس نفیس تشریف لے جائیں۔ چنانچہ کثرت رائے کی بنا پر حضور خود تشریف لے گئے۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل تھی کہ جو احباب مسجد مبارک کے پرانے حصے میں بیٹھے تھے (یعنی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تھے) ان سب کی رائے بھی تھی کہ حضور خود تشریف لے جائیں۔ خاکسار دایم کا شمار بھی خوش قسمت سے انہی احباب میں تھا جن کی رائے موافق تھی اور جو مسجد مبارک کے

انشاء اللہ بارش ہو گئی۔ چنانچہ حضورؐ لوگوں سے ملاقات فرماتے رہے اور اسی اثناء میں بادل بھی اٹھنا شروع ہو گیا۔ اور مجھے یاد ہے کہ خاکسار اور نذیر احمد صاحب ڈرائیور نے جلدی جلدی مسجد مبارک کے چوک سے موٹر کا سامان اُتار کر قصر خلافت میں پہنچایا۔ اور جب موٹر بند کر کے خاکسار اور نذیر صاحب گھر جانے لگے تو بارش شروع ہو گئی اور ریتی چھلک پھینچنے تک پانی ہی پانی تھا۔ بڑی شکل سے ہم گھر پہنچے۔ یہ کتنا بڑا انسان تھا۔ سبحان اللہ۔ جو اپنی آنکھوں سے ایک گھنٹہ میں پورا ہوتا دیکھا کہ ”اب ہم آگئے ہیں بارش ہو گئی۔“

۱۹۳۲ء میں حضورؐ پالم پور تشریف لے گئے۔ وہاں سے ایک دن حضورؐ کا پروگرام بیچ ناگہان ٹپکا بنا۔ چونکہ کاروں میں جگہ کم تھی اسلئے حضورؐ نے خاکسار اور مرزا فتح دین صاحب سپرنٹنڈنٹ کو فرمایا کہ آپ بس پر آجائیں ہم وہاں انتظار کریں گے۔ پہلے تو ہمارا ارادہ نہ جانے کا ہوا۔ کیونکہ لیس کی آمد کی امید تھی سرٹک ٹوٹی ہوئی تھی۔ مگر پھر ہم دونوں اس وجہ سے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کھانے پر انتظار کریں گے۔ ہم چلی پڑے۔ ۱۲ بجے ۸ رک بنگلہ میں پہنچے تو حضورؐ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ انتظار کر کے کھانا شروع کیا ہے۔ اتنی دیر کیوں ہو گئی۔ ہم نے عرض کیا کہ لیس نہیں آئی، ہم پیدل آئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت حضورؐ نے پیالیوں میں کھانا ڈال کر اپنے ہاتھ سے ہمیں دیا۔ سبحان اللہ جب شفقت کے یہ نظارے آنکھوں کے سامنے آتے ہیں تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ ہمارا آقا کتنا بلند اخلاق اور اپنے خدام پر کس قدر مہربان تھا۔

۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے کہ حضورؐ ڈھری میں تھے وہاں سے ایک دن میر کے لئے دیان کنڈ جو ایک انجی پھاڑی تھی تشریف لے گئے۔ وہاں چائے کا بھی پروگرام تھا۔ مگر اتنے ہی بارش ہوئی شروع ہو گئی اور باگی بلی پھوڑاڑنے لگی۔ میں اور خان میر خان صاحب اور نذیر احمد صاحب ڈرائیور آگ جلاتے میں مصروف تھے مگر لکڑیوں کے گیلہ ہونے کی وجہ سے بڑی دقت تھی۔ اور پتھروں کے چلنے پر جھکے پھونکے مار رہے تھے کہ اتنے میں حضورؐ زبرد و حجاز سوکھی لکڑیاں لئے ہوئے تشریف لے آئے۔ اور ہمارے سروں پر چھتری گردی۔ ہم نے وہ لکڑیاں رکھ کر آگ جلائی۔ اور جب تک پانی آبل نہیں گیا حضورؐ چھتری کا سایہ رکھنے دھوئیں میں ہمارے پاس ہی کھڑے رہے۔

مکرم ملک حبیب الرحمن صاحب ریٹائرڈ ٹیچر انسپیکٹر سکول سرگودھا ڈویژن لکھتے ہیں:-
 ۱۹۳۲-۳۳ء کا ذکر ہے۔ میں ان دنوں احجام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ٹیچر تھا۔ میرے ایک عزیز خیر احمد دہشت جو خاندان سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان پر حاکم کو آپریٹو برک کی طرف سے غبن کا ایک مقدمہ بنایا گیا۔ چوند و محشر بیٹھنے انہیں ڈیڑھ سال قید بامشقت اور تقریباً دو ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی یہ خاندان نہایت معزز تھا اور اس وقت گردش میں تھا۔ مجھے اور میری طرح بہت سے دوسرے لوگوں کو

دکھ ہوا۔ اور میں نے اُن کی امداد کا پورا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ وہ سب میرے ہمراہ قادیان آئے اور ہم اپنے والد صاحب حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیکر حضرت اقدس کے حضور حاضر ہوئے۔ دعا کے لئے درخواست کی، و عرض کیا کہ اگر حضورؐ مجھ پر رضی ظفر اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد فرمائیں کہ سیشن کوٹ ڈیرہ غازی خان میں انکی طرف سے سیشن ہوں۔ تو حضورؐ کا اس خاندان پر احسان عظیم ہوگا۔ اور یہ خاندان ہمیشہ کی ذلت اور جنت سے بچ جائیگا۔ اسپر صدر نے فوری طور پر پرائیویٹ میگزین صاحب کو حکم دیا کہ وہ جو دہری صاحب کی خدمت میں لکھیں کہ ان کے مقدمہ کی پیروی کی جاوے۔ یہ ماہ فروری ۱۹۳۲ء کی بات ہے۔ اپریل ۱۹۳۲ء سے مکرم جو دہری صاحب سر میاں فضل حسین صاحب مجرم کی جگہ وائسرائے کی کونسل میں ممبر مقرر ہو چکے تھے۔ ان ایام میں اُن کا ڈیرہ غازی خان سیشن کوٹ میں جانا امر محال تھا۔ لیکن حضورؐ کے ارشاد کے ماتحت جناب جو دہری صاحب وہاں تشریف لے گئے اور سیشن جج نے انہیں دونوں سزائوں سے بری کر دیا۔ اور اس طرح ایک معزز سادات خاندان اس ذلت سے محفوظ ہو گیا۔

۱۹۳۸-۳۹ء کی بات ہے کہ مجھے ہر ماہ معمرہ میں درد کا شدید دورہ ہوتا شروع ہوا۔ بہت علاج کئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور میں بالکل لاجوار ہو گیا۔ آخر تنگ آکر میں امرتسر میں جکل ہسپتال میں داخل ہو گیا۔ مختلف اقسام کے ٹسٹ کئے جانے کے بعد ڈاکٹروں نے فیصلہ دیا کہ مجھے اپنڈیسائٹس ہے۔ اور پتے میں پتھری بھی ہے۔ لہذا دونوں آپریشن ہونگے جس سے میں سخت گھبرا گیا اور موقع پا کر ہسپتال سے نکل کر سیدہ خاتون دیاں پہنچا۔ اور اپنے آقا کے حضور تمام حالات عرض کئے۔ حضورؐ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ انچو اپنڈے سے سائٹس قطعاً نہیں ہے۔ ہاں پتے میں پتھری ہو سکتی ہے۔ میں دعا کر دیا۔ اسپر میں مطمئن ہو کر واپس اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔ اور معمولی دسی ہو ہو میو پیٹنک علاج شروع کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تین ماہ کے اندر مجھے کافی آفاقہ ہوا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد بیماری کا نام و نشان نہ رہا۔ اور باوجود سخت پتھری کے آج تک یہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی۔ یہ سب حضورؐ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ ورنہ یہ دو انہیں تو میں پہلے بھی ایک عرصہ تک استعمال کرتا رہا تھا۔

مکرم میاں روشن دین صاحب صراف آف اوکاڑہ لکھتے ہیں:-

۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے کہ میرا والد کا منیا الدین احمد نابینا بیٹے بیمار ہو گیا۔ اور میں اسے لیکر قادیان چلا گیا۔ یہ وہ دن تھے جب حضورؐ نے سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک درس دیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دعا کیلئے یاد دہانی کرو اتنے رہنا۔ کئی ڈاکٹر صاحبان بھی درس کی وجہ سے آئے ہوئے تھے۔ مثلاً ڈاکٹر حاجی خالص صاحب کچی ڈاکٹر حضرت سید عبدالستار صاحب۔ ڈاکٹر عنایت اللہ شاہ صاحب اور ڈاکٹر محمد الدین صاحب یہ سب علاج بھی کرتے رہے۔ آخر سب مشورہ دیا کہ اسے لاہور لے جائیں حضورؐ کی خدمت میں ڈاکٹر دین کا مشورہ رکھا

گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجھے لاکر دکھاویں۔ چنانچہ میں بچہ کو اٹھا کر لے گیا۔ تو حضور نے دعا فرماتے ہوئے اجازت دی کہ لے جاویں۔ اور فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں گا۔ وہاں لے جانے پر میوہ ہسپتال کے سول سرجن نے ہاؤس ہوکر کہہ دیا کہ یہ لڑکا نہیں بچے کا ہے واپس لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ کو واپس لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؑ کی دعاؤں سے یہ کرشمہ دکھایا کہ پیٹ میں جو غرور دیں پیسے بھر گئی تھیں ان کی پیسہ ناف کے ذریعہ خارج ہوتی گئی۔ اور لڑکا خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہو گیا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب امرتسر سے قادیان جا رہے تھے اور حضرت ام المؤمنینؑ بھی اسی گاڑی پر دہلی سے قادیان تشریف لے جا رہی تھیں۔ حضرت مولوی صاحب نے ضیاء الدین کو حضرت ام المؤمنینؑ کے پاس بھیجا دیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا حضرت امیر المؤمنینؑ کی دعا کا زندہ معجزہ ہے۔

مکرّم صاحبہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری رحمت علی صاحبہ سلم ایم ام سرگودھا۔ کہتی ہیں:- میں قریباً چار پانچ سال کی تھی کہ جب مجھے حضرت مصلح موعودؑ کی خدمت میں بسم اللہ کروانے کے لئے بھیجا گیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ نقدی اور قاعدہ لیسہ القرآن تھا۔ حضرت اقدسؑ آمدن مسجد مبارک سے متصل مکان کے بڑے کمرے میں تشریف فرما تھے جو پاکستان بننے کے وقت سیدہ ام وسیم صاحبہ کی رہائش گاہ تھی۔ حضرت اقدسؑ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور آغوشِ بلائہ سے شروع کر دیا۔ حضورؑ نے قاعدہ کے لفظوں یا نقطوں پر انگلی رکھی ہوئی تھی۔ حضور لفظ بولتے تھے اور میں دہرائی جاتی تھی۔ میری انگلی تو قاعدہ پر تھی مگر میں اس عظیم ہستی کی طرف دیکھے جا رہی تھی جس کے لئے دنیا کی بے شمار قومیں انتظار میں بیٹھی تھیں۔ اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی اور میں واپس گھر آگئی۔

۱۹۳۱ء میں ہمارے مکان واقعہ دارالرحمت قادیان کی بنیاد رکھنے کے لئے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ میں آجا جان ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحبؑ کا رقبہ لیکر حضور کی خدمت میں گئی گرمی کا موسم تھا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ حضرت اقدس سیدہ ام طاہرہؑ کے مکان کے برآمدے میں تھے۔ میں نے چھتری برآمدے کے قریب رکھی اور حضور کو سلام کے بعد رقبہ پیش کیا۔ حضور سفید لیستر پر لیٹے ہوئے اخبار پڑھ رہے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں حضور کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئی لیکن میرے مشفق آقائے اپنے تنبیہ کی طرف اشارہ کر کے اس کے ایک طرف اوپر بٹھالیا۔ اس کے بعد حضور مجھ سے مختلف باتیں پوچھتے رہے۔ حضور کو آمدن بخار تھا۔ اس لئے فرمایا کہ پھر کسی دن بنیاد رکھیں گے۔ چند دن کے بعد مجھے دوبارہ بھیجا گیا۔ جس وقت میں گئی اس وقت حضور حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہؑ گھر تشریف فرما تھے۔ اندر چند لمبے والے آئے ہوئے تھے۔ حضرت سیدہؑ کے قریب محترم شیخ نیاز احمد صاحب کی اہلیہ بیٹی ہوئی تھیں۔ جنہوں نے کہا کہ میں صبح سے حضرت اقدسؑ کے انتظار

میں بیٹھی تھیں۔ کیونکہ ان کے مکان کی بھی بنیاد رکھنی تھی۔ جب حضرت اقدسؑ کو ہم نے یاد دہانی کر دائی تو حضور اُسی وقت بنیاد رکھنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور فرمایا کہ جاؤ۔ نذیر سے کہو کہ موٹر تیار کر سے ہم اکٹھے جائیں گے۔ ہم جلاری سے نذیر صاحب کو موٹر تیار کرنے کا کہہ کر گھر آئے کہ حضور کے تشریف لانے کی اطلاع کر دیں۔ ہمارے گھر پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد حضور شیخ صاحب کی بنیاد رکھنے کے بعد ہماری بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لائے۔ قادیان کے بزرگ کثرت سے موجود تھے۔ کرسیوں کا انتظام تھا۔ حضرت اقدسؑ نے بنیاد رکھی اور لمبی دعا فرمائی۔ محلہ کے مرد عورتیں اور بچے حضور پر نورؑ کی زیارت کے لئے ارد گرد جمع تھے بڑا پرور و نشاط تھا۔ جو اشک آنکھوں کے سامنے ہے۔ حضور کرسی پر رونق افروز تھے اور سب سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔

مکرم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب سابق متعلم جامعہ لکھنے ہیں:- محترم دادا جان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت محترم والد صاحب خلیفہ صباح الدین صاحب مرحوم اور آپ کے دوسرے بہن بھائی عمر میں بہت چھوٹے تھے۔ حضرت خلیفہؑ اس وقت انسانی ضلے بالکل اپنے بچوں کی طرح سب کا خیال رکھا۔ انکی نگرانی فرمائی اور تعلیم کے بارے میں ہر سہولت مہیا فرمائی۔ بڑے ہونے پر سب کی شادیاں کیں۔ پھر سب کی اولادوں پر بھی شفقت فرماتے رہے۔ آپ گھر کی معمولی معمولی باتوں میں دلچسپی لیتے اور مفید مشورے عنایت فرماتے۔ ہماری بھوپھی جان حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھائی بہنوں کا ایک والدہ کی طرح خیال فرماتی رہیں۔

ماسٹر محمد حسین صاحب مرحوم کی روایت ہے کہ ایک رات آپ اپنی دوکان میں ہو کہ انھیں چوک تقادیان میں واقع تھی دیر تک کام کرتے۔ دو بجے کے قریب حضرت امیر المؤمنین اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہاں سے گزرے آپ کے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ ماسٹر صاحب کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ ابھی اطلاع آئی ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی ہے۔ ہم بیمار پرسی کے لئے جا رہے ہیں۔ رات کا اندھیرا سردیوں کی رات لالٹین کی روشنی اور پھر قصر خلافت سے حضرت ام المؤمنینؑ کے ہمراہ بہشتی مقبرہ والے باغ کا لمبا فاصلہ یہ سب اس جذبہ محبت کا پتہ دیتا ہے جو آپ میں پایا جاتا ہے۔

میرے والد صاحب شہید صاحب صباح الدین صاحب مرحوم کی شادی میں چند روکاؤں میں بیٹھیں حضور نے اپنی طرف سے آپ کا پیغام حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا دیا اور فرمایا کہ اس کا ذمہ میں لیتا ہوں اور نکاح میرے نکاح کے ساتھ ہوگا۔ سو آپ کے نکاح ہمراہ حضرت ام منہا صاحبہ کے موقع پر ہی والد صاحب مرحوم کا نکاح پڑھا گیا۔ حضور نے اس ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا۔ ہم سب بھائی بہنوں سے حضور کا سلوک بچوں کا سا رہا۔ خاص طور پر خاکسار کو حضور نے اپنا بیٹا بنا یا ہوا تھا۔ آپ فرمایا کرتے کہ

یہ میرا بیٹا ہے۔ والد صاحب مرحوم و مغفور کو آپ نے تحریری طور پر فرمایا کہ اس تمہارے لڑکے کو میں لینا ہوں۔

حضور اقدسؐ نے خاکسار کی پیدائش سے قبل ہی فرما دیا تھا کہ لڑکا ہوگا اور اس کے چھ بھائی اور ہونگے۔ پھر آپؐ نے سب کے نام تجویز فرمائے۔ محترم سید میر داؤد احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے میرے سامنے ڈکٹری منگوائی اور سات نام تجویز فرمائے۔ چار لڑکوں کی پیدائش کے بعد حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورؐ سے فرمایا کہ بھائیوں کے ساتھ ہمیں اچھی لگتی ہیں۔ دعا کریں کہ اب لڑکی پیدا ہو۔ حضورؐ نے کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ ہاں اب لڑکی ہوگی۔ ہم سات بھائیوں میں سے تین وفات پا گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہن عطا فرمائی میری ہمشیرہ کے پیدا ہونے پر حضورؐ نے فرمایا کہ "بس یہ آخری بچی ہے" اور ساتھ ہی اس کا نام امنا الآخر تجویز فرمایا۔ یہ واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق باللہ اور قبولیت دعا کا ایک چمکنا ہوا نشان ہے۔

شرفِ انسانیت اور حسن تربیت کی ایک مثال

محترمہ بیگم صاحبہ سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ انجیریہ فرماتی ہیں:

۱۹۵۷ء کی بابت ہے حضرت آبا جان (سیدنا مصلح موعودؑ) نجد میں مقیم تھے۔ ہم لوگ بھی ان دنوں وہیں تھے۔ میرا بچہ سید قمر سیان احمد جسے پیار سے بی بی کہتے ہیں جس کی عمر اس وقت تین سال تھی باہر بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں بچوں کا شور بلند ہوا اور بی روتا ہوا اندر داخل ہوا اور بچوں کی ایک قطار اس کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے داخل ہوئی۔ حضور صحن میں زمین پر تشریف فرماتے حضورؐ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ معلوم ہوا کہ بیت الخلاء کی صفائی کرنے والے خاکروب نے جبر کا نام صادق مسیح تھا۔ بی بی کے گلے میں بازو ڈال کر پیار سے اس کا کلا چوما تھا۔ اس پر بچوں نے اپنی معصومیت کے ساتھ بی بی کو چھیڑنا اور چڑانا شروع کر دیا۔

حضرت آبا جانؑ نے یہ دیکھ کر بی بی کو اپنے قریب بلایا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں خاکروب نے کس جگہ پیار کیا تھا۔ اس نے اپنے گال پر انگلی رکھ کر بتایا کہ اس جگہ پیار کیا تھا۔ حضورؐ نے بی بی کو اپنے ساتھ چٹا کر عین اسی جگہ اس کو چوما اور فرمایا بس اب چپ کر جانا میں نے تمہیں پیار کر لیا ہے۔ اور بچے جو بی بی کو چھیڑ رہے تھے حیران ہو کر خاموش ہو گئے۔

الہامات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

فٹنے میں اور ضرور ہیں۔ مگر تم جو اپنے آپ کو اتحاد کی رسی میں جکڑ چکے ہو غرض ہو جادو کہ انجام تمہارے لئے بہتر ہو گا تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہو گے اور اس کے فضل کی بارشیں انشاء اللہ تم پر اس زور سے برسیں گی کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔

”میں جب اس فتنہ (پیغام) سے گھبرایا اور اپنے رب کے حضور گرتا تو اس نے میرے قلب پر یہ یہ مصرعہ نازل فرمایا

شکرتہ مل گیا ہم کو وہ عمل بے بدل

اتنے میں مجھے ایک شخص نے جگا دیا اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مگر مجھے پھر غمزدگی آئی۔ اور اس غمزدگی میں اپنے آپ کو کہتا ہوں کہ اس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے۔ کیا ہو اگر قوم کا دل سنگِ خدا ہو گیا۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ دوسرا مصرعہ الہامی تھا یا بطور تفہیم تھا۔

(تفہیم الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۲ء جلد ۱ نمبر ۱۲)

”کل پھر میں نے اپنے رب کے حضور میں نہایت گہرا شکایت کی۔ کہ ملا میں ان غلط بیانیوں کا کیا جواب دوں۔ جو میرے خلاف کی جاتی ہیں اور عرض کی کہ ہر ایک بات حضور ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس فتنہ کو دور کر سکتے ہیں۔ تو مجھے ایک جماعت کی نسبت بتایا گیا کہ لیس مئز قتلہ یعنی اللہ تعالیٰ ضرور ضرور ان کو لٹوے ٹکڑے کر دیگا۔ پس اس کے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابتداء میں مگر انجام بخیر ہو گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنی دعاؤں میں کوتاہی نہ کرو۔

(تفہیم اخبار الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۲ء جلد ۱ نمبر ۱۲)

خلافت جو بلی کے سال ۱۹۱۲ء میں جلسہ لانہ کے موقع پر تقریر فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا۔ ”غیر مبائعین کے پاس دوسری بڑی چیز جتنا تھی۔ انہیں اس بات پر بڑا گھمبیر تھا کہ جماعت کا بچاؤ نہ فیصلہ ہوا۔ ان کے ساتھ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں دلوں میں گھر پر انعام نازل کیا کہ لیس مئز قتلہ۔ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور ٹکڑے کرے گا۔ چنانچہ خدا کی قدرت وہی خواجہ کمال الدین صاحب جن کے مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ ایسے گہرے تعلقات تھے کہ خواجہ صاحب اگر رات کو دن کہتے تو وہ بھی دن کہتے لگ جاتے۔ اور وہ ان کے رات کہتے تو بھی رات کہتے لگ جاتے۔ ان کی خواجہ صاحب کی وفات سے دو سال پہلے آپس میں وہ لڑائی ہوئی دریا پر دوسرے

اللہ تعالیٰ نے اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

کو مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا فرمایا۔ اور سلسلہ احمدیہ کی قیادت کے لئے اپنے

الہامات سے راہنمائی فرمائی۔ اخبار غیبیہ اور بعض اہم امور پر مشتمل بعض الہامات

قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں :

(ادارہ)

پراپسے ایسے تمامات لگائے گئے کہ حد ہو گئی۔ پھر سید محمد حسین صاحب اور ان کی انجمن کے دوسرے ممبروں میں احمدیہ بلد انگلش میں علی الاطلاق ہوئی۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کہہ دیا۔ ہم عورتوں کو پڑھ کر یہاں سے نکال دیں گے۔۔۔۔۔ غرض جس طرح الہام میں بتایا گیا تھا اسی طرح واقعہ ہوا۔ اور ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اسکی مقابلہ میں وہ پچیس سالہ نوجوان جسے یہ تحقیر سے بچ کر اترتے تھے اُسے خدا تعالیٰ نے ایسی طاقت دی کہ جب بھی کوئی فقرہ اُٹھتا ہے اُسی وقت وہ اُسے اسی طرح پھیل کر رکھ دیتا ہے۔ جس طرح مکھی اور مچھر کو مسل دیا جاتا ہے۔ اور کسی کی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ مقابلہ میں دیر تک ٹھہر سکے۔“

(خلافت راشدہ ۲۶۲/۶۶۲ء - شائع کردہ الشرح الاسلامیہ)

”میں ابھی سترہ سال کا تھا۔ جو کھیلنے کودنے کی عمر ہوتی ہے۔ کہ سترہ سال کی عمر میں خدا نے الہام میری زبان پر یہ کلمات جاری کئے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے ایک کاپی پر لکھ لئے۔ کہ ”اِنَّ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْا حَقِیْقَ الْمَدِیْنِ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ“ کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں قیامت تک ان لوگوں پر فوقیت اور غلبہ دے گا۔ جو تیرے منکر ہوں گے۔۔۔۔۔ سترہ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ نے مجھے وہ الہام کیا اور اُنج میری عمر سے اڑتالیسواں سال گزر رہا ہے۔ اس گزشتہ تیس اکتیس سال کے عرصہ میں دنیا نے اس الہام کی صداقت میں جو کچھ دیکھا وہ اتنا واضح ۱۰۰٪ ہے کہ اسکی بعد خدا تعالیٰ کی نصرت کے متعلق مجھے ایک منٹ کیلئے بھی شبہ نہیں ہو سکتا اور میں واضح سے واضح الفاظ میں دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کرنے کے لئے تیار ہوں کہ اگر ان مقابلوں میں مجھے شک پہنچ جائے یا میری قائم کی ہوئی باتیں قیل ہو جائیں تو یقیناً میں ہجرت کر دوں گا۔“

(خطبہ مجید فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۲۵ء، الفضل ۹ جولائی ۱۹۲۵ء، نمبر ۱۵، جلد ۲۵ ص ۵)

”اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے ہمیں ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔ ”گو لوگ نبی کے لفظ سے بھی گھبراتے ہیں۔ مگر میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر ہم میں نبی نہیں آیا تو مرنے کا مقام ہے۔ مجھے تو خود خدا تعالیٰ نے بغیر فرشتہ کے واسطہ کے بتایا ہے کہ تم میں نبی آیا ہے اور اُسندہ بھی آئیں گے۔“

(خطبہ مجید فرمودہ ۲۷ مئی ۱۹۱۲ء، الفضل ۲۷ مئی ۱۹۱۲ء، جلد نمبر ۱، نمبر ۲۵)

”باجہود اسکی کجاعت پر غلط فہمی نہ رہے۔ لیکن اس شرہ کی بنیادی ہوئی عمارت پر کوئی غالب نہ آسکا اور وہ

عمارت زلزل سے ٹھوڑی ہی۔ یوں بھی تو تفرقہ دہر ہو چکا تھا۔ لیکن خدا نے جلسہ سالانہ پر دیکھا دیا کہ جماعت کوئی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اسے مضبوط کر دیا۔ مجھے یہ یقین ہے اور غالباً یہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے الہام کیا یا نادر کو فی برد و مسلاماً۔ وہ آگ بجھ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے بھگتا دیا۔ اور کوئی تم میں تفرقہ نہیں ڈال سکے گا۔ کیونکہ دلوں کی حکومت خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

(الفضل، جنوری ۱۹۱۵ء، جلد ۲ ص ۵۸ ص ۵)

”حضرت صاحب کی وفات سے پہلے ایام کا ذکر ہے کہ ملک مبارک علی صاحب تاجور لاہور و در شام کو اس مکان پر آجاتے۔ جس میں حضرت صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور جب حضرت صاحب باہر سیر کو جاتے تو وہ اپنی انجمن میں بیٹھ کر ساتھ ہو جاتے تھے۔ مجھے سیر کے لئے حضرت صاحب نے ایک گھوڑی منگوا دی ہوئی تھی۔ میں بھی اسی پر سوار ہو کر جایا کرتا تھا اور سواری کی سڑک پر گاڑی کے ساتھ ساتھ گھوڑی دوڑاتا جاتا تھا۔ اور باتیں بھی کرتا جاتا تھا۔ لیکن جس رات حضرت صاحب کی بیماری میں ترقی ہو کر دوسرے دن آپ نے فوت ہو جانا تھا میری طبیعت پر کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا تھا۔ اس میں گھوڑی پر سوار نہ ہوا۔ ملک صاحب نے کہا میری گاڑی میں ہی آجائیں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ لیکن پیچھے ہی میرا دل افسردگی کے ایک گہرے گڑھے میں گر گیا۔ اور یہ مصرعہ میری زبان پر جاری ہو گیا کہ

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

ملک صاحب مجھے اپنی باتیں سناتے تو میں کسی ایک آدھ بات کا جواب دیتا۔ پھر اسی خیال میں مشغول ہو جاتا۔ رات کو ہی حضرت صاحب کی بیماری یکدم تمئی کر گئی اور صبح آپ فوت ہو گئے۔“

(تقدیر الہی ص ۱۸۹، تقریر جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۹ء)

”حضرت صاحب جب دشت میں پہنچے۔ اور دوسرے دن تک لوگوں کی آمد رفت شروع نہ ہوئی۔ تو حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں تحقیق حق کا جوش پیدا کرے۔ اس پر حضور کو یہ الہام ہوا۔ ”عَبْدُ مُکْرَمٌ“۔ اسکی بعد خدا نے لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے جو جو مسلمان کئے اور لوگوں میں جس طرح ہل چل مچی۔

اس کا خفیہ اذکار کرتا ہوں۔ حضرت صاحب کی تشریف آوری کا اعلان اخبارات میں ہوا۔ بعض مولوی صاحبان حضور سے مل کر سلسلہ کے حالات سے واقف ہو گئے۔ بعض ایڈیٹروں اور بعض علماء کو حضور کے خدام گھڑوں پر چاکر سلسلہ کی تبلیغ کرائے۔ اکثر لوگوں سے گفت و شنید بازاروں اور ہوٹلوں میں کی گئی۔ اور اسی طرح دشت میں

تھا کہ بھی ہوں گے۔ یہ عبارت قرآن کریم کی ایک آیت سے لی گئی ہے۔ جو حضرت مسیح ناصری کے متعلق ہے۔ مگر آیت میں دجا عل الذین ہے اور میری زبان پر ان الذین کے لفظ جاری کئے گئے ہیں۔
(الفصل جلد ۲، نمبر ۸، مجریہ ۱۴، جنوری ۱۹۳۵ء)



”وہ الہی بشارت جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے یہ ہے کہ:-
رات کو تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر نازل فرمایا۔ میں سو رہا تھا۔ کہ یکدم میری آنکھ کھلی۔ میں نے دیکھا ایک سیکنڈ کے اندر اندر وہ شعر کی دفعہ میری زبان پر اور قلب پر جاری ہوا۔ جو لوگ الہامی دنیا سے واقفیت رکھتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ ایک سیکنڈ میں بعض دفعہ اتنے تو اثر سے الہام نازل ہوتا ہے جسے دوسرے وقت بیان کرنے کے لئے کئی منٹ درکار ہوتے ہیں۔ ایک ہی سیکنڈ گزرا ہو گا۔ کہ کئی دفعہ یہ شعر میری زبان پر جاری ہوا۔“

”میں تیری پیادری نگاہیں دلبر اک تیغ تیز جس کٹ جاتا ہے سب بھگا اغم غبار کا
تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر میرے دل پر جاری کیا۔ اور اتنے زور سے اور اتنی جلدی جلدی میری زبان پر آیا کہ اس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اور جب میں بیدار ہوا تو یہ خواب کی حالت میں بھی نہیں چار دفعہ یہ شعر میری زبان پر آیا۔“

”میں تیری پیادری نگاہیں دلبر اک تیغ تیز جس کٹ جاتا ہے سب بھگا اغم غبار کا“
اللہ تعالیٰ کی پیادری نگاہیں ہی ہیں۔ جی کے دیکھ لینے کے بعد دنیا کا کوئی غم انسان کے دل میں باقی نہیں رہتا۔ اس شعر کا یہ بھی مطلب ہے۔ کہ جسے خدا تعالیٰ پیادری کی نگاہ سے دیکھ لے۔ اغیار کی عداوتوں اور شرارتوں سے اسے کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ اور یہ بھی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل محبت ہوتی ہے۔ وہ دشمنوں کی شرارتوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔
(الفصل ۱۰، راجح ۱۹۳۵ء، نمبر ۱۱، جلد ۲۲)



”تین چار روز کی بات ہے۔ میں پالم پور میں ہی تھا۔ اور صبح کی نماز کے لئے آنے کو تیار تھا۔ چار پاؤں سے پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ کچھ سستی کی سی حالت تھی۔ کہ جاگتے ہوئے میرے قلب پر یہ فقرہ نازل ہوا۔ ”تم گناہ سے افسردگی اور افسوس تو پیدا کر سکتے ہو۔ مگر ہمدردی نہیں۔“
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ اگست ۱۹۳۵ء، الفصل ۱۰، اگست ۱۹۳۵ء، نمبر ۱۱، جلد ۲۲)

احمدیہ کے متعلق عام چرچا ہو گیا۔ جماعت کی خدمت اسلام اور تبلیغ و اشاعت کے کام کو محبت کی نظر سے دیکھا اور شرق سے سنا گیا۔ جامعہ امویہ میں ہم لوگ جمعہ کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے جبکہ اذان ہو چکی تھی ہوئے۔ جہاں اکثر عوام اور بہت سے مولوی صاحب جمع تھے۔ پھر جامعہ امویہ میں خطیب نے ہمارے متعلق ذکر کر کے اور بھی شہرت کر دی۔ خطبہ جمعہ میں اس نے ہمارے متعلق اعلان کیا۔ گو مخالفت کی۔ اور سخت حسرت کیا۔ مگر بہ حال اشتہار دیدیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بہت سے لوگ اور کئی مولوی محض غلبہ جمعہ میں ہمارا ذکر سن کر ہوٹل میں آئے اور آج آٹھ اگست اتنے لوگ آئے۔ کہ ہوٹل میں کوئی کرسی باقی نہ رہی۔ اور اکثر لوگ کھڑے ہو کر گفتگو سنتے رہے۔ حافظہ روشن علی صاحب صبح سے تبلیغ میں الگ مشغول ہیں۔ حلب کے ایڈیٹر صاحب کو سلسلہ کے متعلق الترتیبہ دلائل دکھا چکے ہیں۔“ (الفصل ۱۰، ستمبر ۱۹۳۵ء، نمبر ۲۵، جلد ۱۲، صفحہ ۵)



”میں نے کئی دفعہ اپنی ایک ردیاسانی ہے۔ کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ایک چوڑے پکھڑے بچہ کی شکل میں آسمان کی طرف واقعہ اٹھائے کھڑے تھے۔ اور پرے میں نے حضرت مریم کو اترتے دیکھا۔ وہ کچھ اونچی چوڑے پکھڑی نہیں۔ مگر وہاں سے وہ ایک قدم نیچے اتریں۔ اور حضرت مسیح نے اوپر کی طرف قدم بڑھایا۔ حضرت مسیح ان کی طرف جھکے اور مریم ان پر جھک گئیں۔ اس وقت میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے
'LOVE CREATES LOVE'

”محبت محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ پس محبت محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر محبت پیدا کرنے کیلئے بھی سامان ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) احسان۔ (۲) احسان۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نے خدا تعالیٰ کا حسن بھی دیکھا یعنی اس کی صفات پر غور کیا۔ اور احسان بھی دیکھے۔ اپنے ساتھ خدا تعالیٰ کے تعلقات پر نظر کی مگر باوجود اس کے اس کے دل میں محبت نہ پیدا ہوئی۔ اس کے معلوم ہوا اس کی حالت اس بچہ کی سی ہے جو اپنی ماں کو محبت نہیں کرتا اور محبت کا مادہ اس میں سے مل گیا ہے۔“

(منہاج الطالبین صفحہ ۹، تقریر علیہ السلام ۱۹۳۵ء)



”جب میں ابھی بچہ تھا۔ اور خلافت کا کوئی دہم و گمان نہ تھا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی (إِنَّ الَّذِينَ اتَّبَعُوا فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)۔ یعنی تیرے ماننے والے مخالفوں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ اس وقت میں یہی سمجھتا تھا کہ یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے۔ کیونکہ میرے اتباع کا کوئی خیال بھی میرے ذہن میں نہ آتا

”اب بھی میں غصے والی پرہیزگار لڑکی تھی کہ میں نے پھر دعا کرنی شروع کر دی۔ دعا کرتے کرتے چند سینکڑوں کیلئے غنودگی کا ایک جھٹکا آیا۔ جیسا کہ اہام کے وقت غنودگی آتی ہے۔ کشتی حالت میں ایک بادشاہ میرے سامنے سے گزرا لگیا۔ پھر اہام ہوا “ABDICATED“

(الفصل ۴، جون ۱۹۲۵ء، جلد ۲۸ نمبر ۱۲۶)

آج سے پانچ دن پہلے اتوار کے روز اسی مسجد میں کھڑے ہو کر میں نے تمہیں اپنا یہ اہام سنا یا تھا۔ کہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ایک بادشاہ میری آنکھوں کے سامنے سے گزرا لگیا۔ اور پھر مجھے اہام ہوا کہ ایب ڈی کیلڈ (Abdicated)..... چنانچہ اس اہام پر اسی دن ہی گذرے تھے کہ غنودگی نے بیچ کے بادشاہ لیو پولد کو گمانگاہی طور پر معزول کر دیا۔“

(الفصل ۵، جون ۱۹۲۵ء، جلد ۲۸ نمبر ۱۲۶)

”میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ سلسلہ میرے زیادہ خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ یا الہی تو اپنا فضل کر اور میری دعا کو مانگیں سو گیا۔ صبح کے قریب کا وقت تھا کہ میرے سامنے ایک کانڈ لایا گیا۔ جس پر کچھ کھٹا تھا۔ میں نے اُسے پھینک دیا اور دیکھا کہ میں ہی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ رات کا وقت ہے۔ اور وہ ٹھیک طرح پڑھا نہیں جاتا۔ مگر میں نے کوشش کی۔ مگر ٹھیک طور پر پڑھا نہیں گیا۔ لیکن آخر پڑھا گیا اس پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔“

”اکھا داد ائمہ وظلما“

اسکی بعد یہ الفاظ میرے منی پر ادور زبان پر بھی نازل ہونے شروع ہوئے۔ اور بہت دیر تک ٹھہرے۔ یا معلوم نہیں کتنے غصے تک میری زبان پر یہ الفاظ جاری رہے۔ زبان بھی یہی الفاظ کہتی تھی اور دل میں بھی باور بار بار رہتا جاتے تھے۔..... اس پر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اکھا داد ائمہ وظلما کہ اللہ تعالیٰ نے احدیت کے کھنوں کو اور اسکی سایہ کو داغی بنانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فروردین ۱۳۰۵، جون ۱۹۲۵ء، جلد ۲۸ نمبر ۱۲۶)

”۲۹ رمضان المبارک کو حضرت تین کا دریں ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:-

چند روز پہلے مجھے اہام ہوا۔ ”موت حسن موت حسن“ فی وقت حسن“

”گذشتہ اتوار کو ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک عربی کاشعہ پڑھ رہا ہوں۔ اور خیال کرتا ہوں۔ اور کہ گویا مجھ پر اہام ہوا ہے۔ اور یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یہی شعر یا ایسا ہی کوئی دوسرا شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اہام ہوا تھا۔ جب آنکھ کھلی تو وہ شعر میری زبان پر تھا۔ مگر افسوس ایک مصرعہ یاد نہ گیا۔ دوسرا بھول گیا۔ وہ مصرعہ یہ ہے۔“

”ثانی الیق الروح کا الدخاين“

یعنی انسانی روح کی طرح تیری طرف آتی ہے۔ دوسرا مصرعہ مجھے یاد نہیں رہا۔ لیکن اس کا مطلب یہ تھا کہ تو جب اُسے چھو دیتا ہے۔ تو وہ سورج کی طرح یا سورج سے بھی زیادہ روشن ہوتی ہے۔“

(الفصل ۲، اگست ۱۹۲۵ء، جلد ۲۸ نمبر ۱۲۶)

”مصری صاحب کے اعلان کے بعد پانچ دن کی بات ہے۔ یعنی اتوار اور ہفتہ کی درمیانی شب کی۔ کہ میں جھاگ رہا تھا۔ اور کل طور پر بیدار تھا کہ یکدم غنودگی کی حالت طاری ہوئی۔ اور اپنی قہر کے ماتحت کچھ فقرے میرے دماغ پر نازل ہونے شروع ہوئے۔ پہلے ایک دو تو جلدی گزر گئے۔ مگر تیسرا یہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔“ اور بے اختیار زبان سے نکلا۔ مبارک ہو مبارک ہو۔ اور میرے دل پر یہ اثر ہے کہ یہ مبارک ہو مبارک ہو میرے نفس کی طرف سے ہے۔ اور پہلا حصہ اہامی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اس فتنہ کو دبانے کے لئے آ رہی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فروردین ۱۳۰۵، جولائی ۱۹۲۵ء، جلد ۲۸ نمبر ۱۲۶)

”ابھی چند روز پہلے مجھے اہام ہوا جو اپنے اندر دعا کا رنگ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ”اے خدا میں چاروں طرف سے مشکلات میں گھرا ہوا ہوں تو میری مدد فرما۔“ اور پھر اسکی

تین چار روز بعد اہام ہوا۔ جو گویا اس کا جواب ہے کہ ”میں تیری مشکلات کو دور کروں گا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا۔“

آخری الفاظ تباہ کر دوں گا یا تباہ کر دوں گا یا تباہ کر دوں گا صحیح طور پر یاد نہیں رہے۔“

(الفصل ۳، جولائی ۱۹۲۵ء، جلد ۲۸ نمبر ۱۲۶)

ذریعہ ایک ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ اور ذمہ داری بہت کم لوگ ادا کیا کرتے ہیں۔ بہر حال آج رات مجھے یوں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یوں مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ ”اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرو تو قیام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔“ گویا اسلامی فتوحات جو آئندہ ہونے والی ہیں ان میں عورتوں کی اصلاح کا بہت بڑا دخل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر اسکی فضل و کرم سے پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح ہو جائے۔ یا شاید قادیان کی عورتیں مراد ہوں تو ترقی اسلام کے سامان جیتا ہو جائیں گے۔ پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہم ایسا کریں تو پچاس فی صد مرد خدمت دین کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ کیونکہ باادقات مردوں کی قربانی میں عورتیں ہی روک بن کر کھڑی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح ہو جائے اور بجائے اس کے کہ اپنے مردوں کو خدمت دین سے روکیں ان کو ترغیب تحریص دلائیں کہ جاؤ اور اسلام کی خدمت کرو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کے ساتھ ہی پچاس فی صدی مردوں کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء ص ۳۲ جلد ۲۲ نمبر ۹۹)

”آج رات یہ الہامی فقرہ مجھ پر نازل ہوا۔ کہ ”اے خدا میرے دشمن سے انتقام لے“ فرمایا۔ اس وقت دشمن کے معنی میری سمجھ میں نہ آئے کہ اسکی مراد کوئی ایسا دشمن ہے جو سردار ہے اور جس کے ماتحت بعض اور لوگ بھی ہیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ اسکی مراد کون ہے۔ فرمایا اسی الہام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دشمن جسکے ماتحت اور لوگ بھی ہیں ایسی گرفت میں آجیلا ہے۔ واللہ اعلم اسکی مراد کون ہے“

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء ص ۳۲ جلد ۲۲ نمبر ۹۹)

”آج صبح اٹھا تو میرے دل پر الہامی طور پر یہ فقرہ جاری تھا۔ جسکے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کہ ”وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا“

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء ص ۳۲ جلد ۲۲ نمبر ۹۹)

۱۰۔ دوسرا الہام مجھے ذریعہ جماعت کے افراد پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ ان میں سے ہر شخص عورتوں اور بچوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔

”آج عصر کے بعد مجھے الہام ہوا کہ ”اینما تکنونوا یا دت بکم اللہ جمیعاً۔ اس الہام میں تشریح کا پہلو بھی ہے اور انداز کا بھی۔ تفرقہ جو ایک رنگ میں پہلے ہو گیا ہے۔ یعنی ہماری جماعتیں پاکستان کی طرف چلی گئی ہیں اور کچھ ہندوستان کی طرف۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ ان کے اکٹھا ہونے کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ اگر ہمارا قادیان ہندوستان کی طرف چلا جائے تو کم از کم جماعتیں ہم سے کٹ جاتی ہیں۔ کیونکہ ہماری جماعتوں کی اکثریت مغربی پنجاب میں ہے۔ اسکی دوستوں کو اس معاملہ میں خاص طور پر دعاؤں سے کام لینا چاہیے۔ جب کسی شخص کا کوئی بچہ بیمار ہوتا ہے تو اسے دعا کا کتنا احساس ہوتا ہے۔ اور یہ معاملہ تو کسی ایک شخص سے نہیں بلکہ جماعت کے لاکھوں آدمیوں کے تعلق رکھتا ہے اسلئے تمام دوستوں کو نہایت تفریح اور انکسار کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں ہماری مدد فرمائے۔ اور ایسے سامان پیدا فرمائے جو ہماری بہتری اور ترقی کا موجب ہوں۔“

(الفضل ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء ص ۲۵ جلد ۳۵ نمبر ۱۹)

”جب میں قادیان سے یہاں آیا تو اسکی ایک دن پہلے جبکہ میں دعائیں کر رہا تھا۔ میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ”وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا“ یعنی ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ اس الہام کو اللہ تعالیٰ نے عجیب رنگ میں پورا کیا ہے۔ آج ہی قادیان سے ایک دوست کا خط آیا۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ اگر ستمبر کو دشمن نے حملہ کی تیاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے بارش کے ذریعہ سے روک دیا۔ اسکی بعد پھر دوسرے دن میں اس وقت جب حملہ کی اطلاعیں آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعہ سے اسے پسپا کر دیتا رہا۔ اسی طرح انہی ایام میں ایک اور فقرہ میری زبان پر یہ جاری ہوا۔ بلجنت آیا تھی یعنی میرے نشانات روشن ہو گئے۔“

(الفضل جلد نمبر ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء)

”دوسرا الہام کل ہی ہوا۔ جو تجھ سے کچھ دیر پہلے مجھ پر نازل ہوا۔ اس کے الفاظ یہ تھے۔ ”ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ“۔ قادیان کے متعلق ہی دعا کر رہا تھا۔ کہ یدلک یہ الہام میری زبان پر جاری ہوا۔ اور پھر کافی دیر تک جاری رہا۔ قرآن کریم میں یہ آیت تین دفعہ آئی ہے مگر تینوں جگہ العزیز العظیم کے الفاظ آتے ہیں۔ لیکن جو الفاظ مجھ پر نازل ہوئے ان میں العزیز العظیم کی بجائے العزیز الرحیم کے الفاظ آئے ہیں یعنی ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ۔ اس الہام کے معنی تو ظاہر ہی ہیں۔ اور عبارت میں بھی کوئی پیچیدگی نہیں۔ مگر چونکہ آیت کا سیاق و سباق

بھی ایک نئے معنی پیدا کرتا ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم میں دیکھا کہ ذالک تقدیر العزیز العظیم کس سیاق و سباق میں آتا ہے۔ اس کے دیکھنے سے مجھے ایک عجیب بات معلوم ہوئی ہے۔ جس کی طرف پہلے میرا ذہن نہیں گیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ ذالک تقدیر العزیز العظیم قرآن کریم میں تین دفعہ آیا ہے۔ سورۃ النعام میں آیا ہے، سورۃ حم سجدہ میں آیا ہے اور سورۃ معارج میں آیا ہے۔ جب ان تینوں جگہوں کو ایک وقت دیکھا تو مجھے عجیب بات معلوم ہوئی کہ تینوں جگہ اس آیت سے پہلے نظام عالم کا ذکر آیا ہے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قانون کبھی نہیں بدلا کرتا ہے۔

(الفصل ۱۱، روبری، جلد ۱ ص ۸۷ نمبر ۸)



”ادھی رات کے قریب اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میں جاگ اٹھا اور دعائیں وغیرہ کرتا رہا۔ اسی حالت میں جبکہ میں جاگ رہا تھا اور غنودگی وغیرہ کی حالت نہیں تھی۔ مجھے ایک آواز آئی جو کافی بلند تھی کسی نے کہا ”السلام علیکم“ یہ آواز اس قدر واضح تھی اور اتنی بلند تھی کہ دایمہ کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں آسکا۔ کہ یہ کوئی کشتی یا الہامی آواز ہے۔ بلکہ وہ بالکل ایسی ہی آواز تھی۔ جیسے کوئی سمجھتا ہے۔ کہ اسے کوئی آواز دے رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ غالباً میری آنکھ کھل گئی ہے۔ نماز کا وقت ہے۔ اور کوئی شخص مجھے نماز کی اطلاع دینے کیلئے آیا ہے۔ میں نے وحی السلام کہا اور پوچھا کون ہے۔ مگر کون ہے کا کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے دوبارہ کہا کون ہے۔ مگر پھر بھی کوئی شخص نہ بولا۔ پھر میں نے سمجھا درحقیقت یہ الہامی آواز ہے۔ اور میں نے اسے ظاہر پر محمول کیا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس وقت ادھی رات ہے۔ اور اس وقت کسی کے آنے کا امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی قسم کے اسلام علیکم کا معاملہ میرے ساتھ پہلے بھی بعض دفعہ ہوا ہے۔ مگر نیم خوابی اور غنودگی کی حالت میں اسی قسم کا نظارہ میں نے پہلے دفعہ دیکھا ہے۔

ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ میرے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے۔ اور اسلام علیکم کے کہتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ غرض یہاں تو کوئی دفعہ ایسا ہوا ہے۔ اور نظاہر جاگنے کی حالت میں ہوا ہے۔ لیکن اس دفعہ اسلام علیکم اتنا واضح تھا۔ کہ شبہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی قسم کی غنودگی کی حالت ہو۔“

(الفصل ۱۶، روبری، جلد ۱ ص ۸۹ نمبر ۸)



”مجھ پر ایک غنودگی سی طاری ہو گئی۔ اس نیم غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا۔ کہ میں خدا تعالیٰ کے

مخاطب کر کے یہ شعر پڑھ رہا ہوں۔

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا میں نے اسی وقت سر چا شروخ کیا۔ کہ اس الہام میں مجھے ہونے سے کیا مراد ہے۔ اسی پر میں نے سمجھا کہ مراد یہ ہے۔ کہ اس وقت تو پانی دستیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں گرٹنے سے زمزم پھوٹ پڑا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کرے گا۔ کہ جس سے میں پانی باخود میسر آنے لگے گا۔ اگر پانی پہلے ہی مل جاتا۔ تو لوگ کہہ دیتے۔ کہ یہ دادی ہے اب دیکھا نہیں۔ یہاں تو پانی موجود ہے۔ پھر اس دادی کو بے ادب دیکھا۔ کہ مجھے کئے کیا معنی۔ اب ایک وقت تو پانی کے بغیر گزر گیا۔ اور باوجود کوشش کے میں پانی نہ مل سکا۔ آخر خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا کر دے گا۔ کہ جس سے میں پانی مل جاؤں گا۔ اس لئے فرمایا کہ

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا پاؤں کے نیچے سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اسماعیل قرآن دیا ہے۔ جس طرح وہاں اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں روٹنے سے پانی بہہ نکلا تھا اسی طرح یہاں خدا تعالیٰ میری دعاؤں کی وجہ سے پانی بہا دے گا۔“

(الفصل ۸، اگست ۱۹۴۹ء، جلد ۲ ص ۸۸ نمبر ۱۸)



”آج ۱۹ نومبر کو صبح کی نماز پڑھ کر دائیں طرف منہ کر کے لیٹا ہوا تھا۔ کہ کچھ جگہ سے ایک کشتی نظر آئی دیکھا کہ ایک کھلی جگہ میں ٹہل رہا ہوں۔ اور تمام جگہ میں چوہے نہیں ہیں چوہے نہیں ہیں چوہے نہیں ہیں۔ میں نے سمجھا کہ یہاں سے بھرا ہوا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میرے پاؤں تلے چوہے نہیں نہ روندی جائیں۔ اور پاؤں بچا کر اور خالی جگہ دیکھ کر سپر پاؤں رکھتا ہوں۔ اس وقت دل میں خیال آتا ہے۔ کہ یہ کیا جگہ ہے۔ اور اتنی چوہے نہیں کیوں ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی دل میں اس کا یہ جواب گزرتا ہے۔ کہ حضرت سلیمان کی دادی ہے۔ اور میں حضرت سلیمان کا مٹی میں ہوں اسپر وہ نظارہ حیات کا۔ اس نظارہ کے جاتے ہی مجھے خیال آیا۔ کہ حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کی وفات کے چند دن بعد مجھے الہام ہوا تھا۔ احمداؤ آل داؤد شکراً۔ کہ اسے دادی کی نسل شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ سو یہ نظارہ بھی اسی الہام کے تسلسل میں ہے۔“

(الفصل ۲۳، نومبر ۱۹۴۹ء، جلد ۲ ص ۲۶۹ نمبر ۳)



”۱۸ مارچ کو مجھے بہام ہوا۔ کہ

”سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھائیں گا“

جس وقت یہ الہام ہوا تھا میرے دل میں ساتھ ہی ڈالا جاتا تھا۔ کہ متوازی کا لفظ دونوں طرف کیسا تھا ہے اور دونوں طرف سے مراد یا تو دریائے سندھ کے دونوں طرف اور یا ریل اور سڑک دونوں طرف ہیں جو پاکستان کے مشرقی علاقوں کو ملتی ہے۔ اسی طرح میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ نشان ہمارے لئے مبارک اور اچھے ہونگے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر مبارک چیز اپنی شکل میں خوش کن بھی ہو۔ بعض دفعہ اخذاری نشان بھی خدائی سلسلہ کیلئے مبارک ہوتے ہیں۔ کیونکہ

ان کے ذریعہ سے لوگوں کی توجہ صداقت کے قبول کرانے کی طرف مبہم جاتی ہے۔ بہر حال اس اہام سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا بڑا نشان یا ایسے کئی نشان ظاہر ہوں گے جو کہ دریا سے سندھ کے جنوبی علاقوں یا شمالی علاقوں میں عموماً کیسا تھوڑے اور ڈالیں گے جس کی یہ معنی بھی بنتے ہیں کہ شمالی اور جنوبی سندھ یا بلوچستان تک انکا اثر جائیگا۔ اور اور دریا سے سندھ کے اس پار بھی۔ اور اس پار بھی یعنی ڈیرہ غازی خان۔ میانوالی۔ یکمیل پور اور صوبہ سندھ کے علاقوں تک بھی اس کا اثر جائیگا۔ یا ان علاقوں میں سے اکثر حصوں پر ان کا اثر پڑیگا۔ دونوں طرف سے شہر پڑتا ہے۔ کہ خدا نخواستہ اس کی طوفان کی طرف اشارہ نہ ہو۔ کیونکہ بنیادوں طرف ظاہر ہوئے نشان دنیا کی غنیا فی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے اسکی وضاحت نہیں فرمائی۔ ہمیں بھی اس انتظار میں رہنا چاہیے۔ کہ خدا تعالیٰ جس صورت میں چاہے نشان دکھائے۔ ہاں یہ ضرور بتایا گیا ہے۔ کہ یہ نشان ہمارے لئے کئی رنگ میں صابر ہوگا۔

(افضل ۲۹ مہینہ ۱۴۵۱ھ و ۲۵ جلد ۲۵ نمبر ۵)



”اسی طرح ایک اور دریا میں مجھے دکھایا گیا۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی عظمت اور شان کے متعلق ہی تھا۔ اسی اہام میں انگریزی کا ایک فقرہ بتایا گیا۔ میں تو بہت انگریزی نہیں جانتا اسکی شاید اسکی یاد رکھنے میں مجھے غلطی ہو گئی ہو۔ مگر وہ ایسا شاندار ہے کہ اب تک مجھے یاد ہے اور کم سے کم اکثر الفاظ وہی ہیں جو مجھے دریا میں سنائے گئے۔ کوئی میرے کان میں کہتا ہے:-

Heaven I tell thee in thy ears that the earth
would be shaken for three to one they don't
care for me for a thread.

Three to one کا یہ مطلب ہے کہ جو طرح شرطیں جسکو زیادہ یقین ہوتا ہے وہ اپنی بات کی تائید میں دوسری بھڑکی قوم کے مقابل میں زیادہ رقم شرط کے طور پر کھنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنی بات پر زور دینے کیلئے اس فقرہ کو استعمال کرتا ہے لیکن اس دریا کے دیکھنے کے وقت مجھے اس جملہ کے معنی معلوم نہ تھے۔ میں اس وقت سن رہی تھا۔ جب یہاں آیا تو انگریزی خوان اصحاب اسکی معنی پوچھے انہوں نے کہا میں تو معلوم نہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد میں نے یہی محاورہ ایک انگریزی اخبار میں پڑھا۔ ولایت میں گھوڑوں پر شرط لگاتے ہیں۔ کہ اگر ہمارے گھوڑے سے فلاں گھوڑا جیت گیا۔ تو ہم ایک کے مقابل میں تین دیں گے یا اسی طرح کچھ اور۔ غرض اس دریا کا مطلب یہ ہے کہ میرے کان میں آواز آئی کہ میں تیرے کان میں تجھے ایک بات بتاؤں اور وہ یہ کہ زمین ہلائی جائیگی۔ یہ سات آٹھ سال کی روایا ہے۔ لیکن ہے اسکی مراد موجودہ جنگ ہی ہے۔ کیونکہ لوگ میرے کلام کو بھول چکے ہیں۔ اور اس میں اس بات پر شرط لگانے کیلئے بھی تیار ہوں۔ اگر کوئی میرے کلام میں ایک چیز پیش کرے تو میں اسکی ملٹی پیش کر دوں گا کہ لوگ میری اتنی بھی پردہ نہیں کرتے جتنی تاکے گی۔“ (پیکر حیات لائے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء ذکر الہی ص ۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
روایا و کشفوف

”تین چار سال ہو گئے ہیں کہ قادیان میں طاعون بڑی سخت پڑی عصر کے وقت میں سنہ دیکھا کہ میری دان میں سخت درد ہوا ہے۔ اور مجھے بخار بھی تھا۔ میں کمرہ کے اندر چلا گیا اور اندر سے دروازہ بند کر کے چار پائی پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا تو سیخ موجود ہے یہ دوا دے گا کہ اپنی احاطہ کل صحت فی الدار۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو بھٹلایا نہیں کرتا۔ اور اب میں اپنے آپ میں طاعون کے آثار پاتا ہوں۔ لیکن میری عمر نے اپنے نفس کو یہ کھڑکسل دی کہ یہ تو خدا تعالیٰ کا وعدہ سیخ موجود کے ساتھ تھا اور یہ فیض اور برکات ان ہی کے زمانہ میں رہیں۔ اب وہ بھی اس دنیا میں نہیں ہیں نہ ہی وہ برکات ہیں۔ تو میں نے پھر دعا کی۔ میں جاگتا ہی تھا اور کمرے کی تمام چیزوں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے خدا کو دیکھا وہ ایک نور تھا جو میرے کمرے کے نیچے سے نکلی رہا تھا اور آسمان کی طرف کمرے کی چھت بھاڑ کر جا رہا تھا۔ اس کا نہ شروع تھا نہ ہی اس کا اتم تھا۔ لیکن اسی نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید اور بالکل سفید چینی کا پیالہ تھا۔ اور اس پیالہ میں دودھ تھا۔ اس نے وہ پیالہ مجھے پکڑا دیا۔ میں نے وہ دودھ پی لیا۔ میں جب دودھ پی چکا تو میں نے دیکھا کہ نہ تو مجھے کوئی درد تھا اور نہ بخار بلکہ میں اچھا بھلا تھا اور مجھے کوئی ذرہ بھر بھی تکلیف نہ تھی“

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء جلد ۱ نمبر ۱)

”حضرت خلیفہ المسیح کی زندگی کا واقعہ ہے کہ منشی فرزند علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں تم سے قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ان سے میری اس قدر واقفیت بھی نہ تھی۔ میں نے عذر کیا۔ مگر انہوں نے اصرار کیا۔ میں نے سمجھا کہ کوئی منشاء الہی ہے۔ آؤ میں نے ان کو شروع کر دیا۔ ایک دن میں پڑھا دیا تھا کہ میرے دل میں بجلی کی طرح دالا گیا کہ آیت دینا واجب فیہم رسولاً منہم الایہ۔ سورۃ بقرہ کی کلید ہے اور اس سورۃ کی ترتیب کا راز اس میں رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سورۃ بقرہ کی ترتیب پڑیے طور پر میری سمجھ میں آگئی۔“

(منصب خلافت ص ۷۔ تقریر فرمودہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۲ء)

”میں نے دیکھا کہ ایک پارسل میرے ہاں آیا ہے۔ محمد چراغ کی طرف سے آیا ہے۔ اس پر بھی ہے محمد احمد پر مشورہ اس کا معائنہ کرے۔ خیر اس کو کھولا تو وہ دوپوں کا بھل سا صندوق تھا ہو گیا۔ کچھ دن کتا ہے۔ کہ کچھ تم خود رکھو۔ کچھ حضرت صاحب کو دیدو۔ کچھ صدر انجن احمد کو دیدو۔ پھر حضرت صاحب کہتے ہیں کہ محمد کو بھتا ہے کہ ”کشتی رنگ میں آپ مجھے دکھائے گئے۔ اور چراغ کے معنی سعد مجھائے گئے۔ اور محمد چراغ کا یہ مطلب ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ سورج ہے اس کی طرف سے آیا ہے۔“

(تقریر فرمودہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۲ء۔ منصب خلافت ص ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقبل کو بعض دیگر اہم امور کے بارے میں دیا و کشف کے ذریعہ خبریں عطا کیں۔ یہ اخبار فیلیہ نہایت آب و تاب سے پوری ہوئیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض رویا و کشف آپ کے اپنے احوال میں ہر یہ تاریخ کے ساتھ ہیں۔ (۱۱)

منہ پھیر کر لیا دیکھتا ہوں کہ میری سختی صاحب دیا سلائی کی تیلیاں نکال کر اس کی ڈبیر سے جلدی جلدی رگڑتے ہیں۔ وہ نہیں جانتیں۔ پھر اور نکال کر ایسا ہی کرتے ہیں۔ اند چاہتے ہیں کہ جلد اس پھونس کو آگ لگا دیں۔ میں اس بات کو دیکھ کر دل میں بھاگتا ہوں کہ ان کو روکوں لیکن میرے پہنچنے پہنچنے انہوں نے آگ لگا دی تھی۔ میں اس آگ میں کود پڑا۔ اور اسے میں نے بجھا دیا۔ لیکن تین گڑیوں کے سرے جل گئے۔ یہ خواب میں نے اسی دن دوپہر کے وقت مولوی سید سرور شاہ صاحب کو سنائی۔ جو سنکر نہیں پڑے اور کہنے لگے کہ یہ خواب تو پوری ہو گئی ہے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری حد سماق صاحب نے چند سوالات کھڑے حضرت خلیفۃ المسیح کو دیے ہیں۔ جن سے ایک مشورہ پڑ گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو یہ روایا کھڑے دی۔ اور آپ نے وہ دفعہ پڑھ کر فرمایا۔ کہ خواب پوری ہو گئی ہے اور ایک کاغذ پر تفصیل واقعہ کھڑے دیا۔ کہ پڑھ لو۔ جب میں نے پڑھ لیا تو لے کر پھاڑ دیا۔ اس روایہ کے گواہ مولوی سید سرور شاہ صاحب ہیں۔ ان سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ روایا حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اور ان سوالات کے جواب میں بعض آدمیوں کا اتفاق ظاہر ہو گیا اور ایک خطرناک آگ لگنے والی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے فضل سے بجھا دی۔ ان کچھ گڑیوں کے سرے جل گئے اور ان کے اندر ہی اندر یہ آگ دہکتی رہی۔ اس خواب میں یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ یہ مہولس آخر جلا ہی دیا جائے گا۔ اور بعد میں ایسا ہی ہوا۔“

دبرکات خلافت ص ۳۹۔ تقریر جلسہ لاہور ۲۶ دسمبر ۱۹۱۲ء

ایک ناصر دین لڑکے کی پیشگوئی

”۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء کو ایک خط حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت مصلح موعودؑ) نے مفتی خیر الدین صاحب ملتان کی کوٹھا جسکے بعض فقرات کا نوٹوا الفضل مدرسہ ۸ مارچ ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا۔ اس خط کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرزند ارجمند بخشا وہ یہ پیشگوئی حضرت عارف مرزا صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کے ساتھ پوری ہوئی۔ خط کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

”تاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء دجروت انگریزی۔“ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا۔ جو دین کا ناصر ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا۔ والسلام خاکسار مرزا محمود احمد“

والفضل ۸ مارچ ۱۹۱۵ء صفحہ نمبر ۱۲ جلد ۲

”خدا تعالیٰ نے روایا میں مجھے مژدہ مژدہ کھڑے ہو کر کہا ہے کہ مسیح موعودؑ ہی تھے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء جلد ۳ نمبر ۴)

”قریباً تین چار سال کا عرصہ ہوا جو میں نے دیکھا۔ کہ میں اور حافظ روشن علی صاحب ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے گورنمنٹ برطانیہ نے افواج کمانڈران چیف مقرر فرمایا ہے۔ اور میں سابق کمانڈران چیف افواج ہند کے بعد مقرر ہوا ہوں۔ اور ان کی طرف سے حافظ صاحب مجھے مہر کا چارج دے رہے ہیں۔ چارج لیتے لیتے ایک امی میں نے کہا۔ کہ فلاں چیز میں تو نقص ہے۔ میں چارج کیونکر لے لوں۔ میں نے یہ بات کہی ہی تھی۔ کہ کچھ کی جھٹ بھٹی ہم جھٹ پر تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح ازل اس میں سے برآمد ہوئے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپ سر اور مور کے کمانڈران چیف افواج ہند ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ لارڈ کچر سے مجھے یہ چیز اسی طرح ملی تھی“

”حضرت مولوی صاحب کی وفات پر میری طبیعت اس طرف گئی۔ کہ یہ روایا تو ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی اور اسی میں بتایا گیا تھا۔ کہ مولوی صاحب کے بعد خلافت کا کام میرے سپرد ہوگا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح مجھے بلایا سر اور مور کے کمانڈر گئے۔ اور افواج کمانڈر کے مراد جماعت کی سرمداری تھی۔ کیونکہ انبیاء کی جماعتیں بھی ایک فوج ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ دین کو غلبہ دیتا ہے۔“

”اس روایہ کا جب غور سے مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ ایک ایسی زبردست شہادت معلوم ہوتی ہے۔ کہ جعفر خور کریم اسی قدر عظمت الہی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اس روایہ میں حضرت مسیح موعود کو لارڈ کچر کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ ازل کو سر اور مور کے نام سے۔ اور جب ہم ان دونوں افراد کے عہدہ کو دیکھتے ہیں۔ تو جس سال حضرت مسیح موعودؑ نے وفات پائی تھی۔ اسی سال لارڈ کچر ہندوستان سے رخصت ہوئے تھے۔ اور سر اور مور کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ مگر یہ بات تو کبھی تھی۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ کچر سال اور میں جیلینہ میں سر اور مور کے ہندوستان سے روانہ ہوئے ہیں۔ اسی سال اور اسی جیلینہ یعنی مارچ ۱۹۱۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہوئے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کام پر مقرر فرمایا۔“

”اس روایہ میں یہ جو دکھایا گیا ہے کہ چارج میں ایک نقص ہے۔ اور میں اس کے لینے سے انکار کرتا ہوں تو وہ ان چند آدمیوں کی طرف اشارہ تھا۔ کہ جنہوں نے اس وقت فساد کھڑا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس روایہ کے ذریعہ سے حضرت مولوی صاحب پر یہ اعتراض در کر دیا ہے جو بعض لوگ آپ پر کرتے ہیں کہ اگر حضرت مولوی صاحب اپنے زمانہ میں ان لوگوں کے اندرون سے لوگوں کو علی الاعلان آگاہ کر دیتے۔ اور اشارات پر ہی بات نہ رکھتے یا جماعت سے خاموش کر دیتے۔ تو آج یہ فتنہ نہ ہوتا۔ اور مولوی صاحب کی طرف سے قبل از وقت یہ جواب دیدیا کہ یہ نقص میرے زمانہ کا نہیں بلکہ پہلے کا ہی ہے۔ اور یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی بڑھ چکے تھے ان کے بگڑنے میں میرے کسی سلوک کا دخل نہیں۔ مجھ سے پہلے ہی ایسے تھے۔“ (دبرکات خلافت ص ۱۱۱ تا ۱۱۲)

”آج صبح حضرت رکش میں بیٹھ کر یہ کہتے تھے۔۔۔ فرمایا۔ ”آج میں نے ایک روایہ بھی ہے۔ کسی سے غیر میں لیا“

ذکر کرتا ہوں۔ اور کہا کہ بالفرض ہماری جماعت سے کوئی غلطی بھی ہو جائے تو بھی ”ہم عشقی ہیں۔ شقی نہیں“۔ مجھے ان الفاظ پر غور کر کے ایک لطف آتا ہے۔ صرف عین اڑانے سے عشقی سے شقی ہو جاتا ہے۔“

(الفصل ۱۸، ستمبر ۱۹۱۶ء ص ۲۳ نمبر ۲۳ جلد ۵)

”حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ آج میں نے عجیب رڈیا دی ہے۔ تمام یاد نہیں مگر آخری حصہ یاد ہے۔ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ کا موقع ہے اور میں بیکور سے رہا ہوں۔ جس کا آخری حصہ یہ ہے کہ میرا مقول ہے کہ دو قسم کے انسان دنیا میں ہوتے ہیں۔

اول وہ جنکی ذات خدا کو محبوب ہوتی ہے مگر ان کے کام محبوب نہیں ہوتے۔ دوم وہ جنکی ذات بھی محبوب ہوتی ہے اور ان کے کام بھی محبوب ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ جنکی ذات کو محبوب ہوتی ہے مگر کام محبوب نہیں ہوتا ان کی ذات کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے۔ مگر کام کی حفاظت نہیں کرتا۔ یعنی ان کا کام مٹ جاتا ہے۔ مگر دوسری قسم کے لوگ جن کی ذات اور کام دونوں محبوب ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی ذات کی بھی حفاظت کرتا ہے اور کام کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ اگر ان کی ذات پر کوئی حملہ کرے تو اس کو مٹا دیتا ہے۔ اگر ان کے کام کو کوئی مٹا چاہے تو وہ بھی ناکام رہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کو مراد دیتا ہے۔ ان دونوں قسموں کے لوگوں کی مثال میں میں نے کہا۔ کہ پہلی قسم کے لوگوں میں جنکی جنس ذات سے محبت تھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہیں۔ ان کی ذات سے خدا تعالیٰ کو محبت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص ان کی جنگ کا مرتکب ہو تو اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ لیکن ان کے کام ہمیشہ کے لئے نہ تھے۔ اس لئے ان کے کام کی حفاظت اللہ تعالیٰ نہیں کرتا۔ ایک وقت تک ان کا کام مفید تھا۔ حفاظت کی گئی۔ اب اس کی کوئی حفاظت نہیں۔ دوسری قسم میں میں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا۔ اور کہا کہ ان کی ذات اور کام محبوب ہے ان کی ذات کی بھی اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے اور ان کے کام کی بھی۔ اس لئے بعد میری آنکھ کھل گئی ہے“

(الفصل ۱۸، فروری ۱۹۲۱ء ص ۲۵ نمبر ۲۳ جلد ۸)

۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء کے دوسرے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی تقریر سے قبل حصہ کی ایک نظم پڑھی گئی جس کے متعلق حضورؐ نے حسب ذیل مختصر سی تقریر فرمائی :-

”داکٹر احمد حسین صاحب اس وقت میری ایک نظم پڑھیں گے۔ اس کے متعلق ایک واقعہ سننا چاہتا ہوں جو اس نظم کا محرک ہے۔ وہ ایک رڈیا ہے۔ جب میں کشمیر گیا ہوا تھا۔ تو میں نے وہاں ایک رات دیکھا۔ کہ میں ایک پیادہ کی طرف جا رہا ہوں۔ اور ایک شعر میری زبان پر جا رہا ہے۔ وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا۔ مگر اس کا مطلب یاد ہے۔ جو یہ ہے کہ گویا وہ طور پہاڑ ہے۔ اور میں اس مہفون کا شعر پڑھ رہا ہوں۔ کہ دیکھو طور پہاڑ

خدا جلوسہ کرے۔ میں اس جلوسہ کو خود دیکھتا ہوں۔ اور دوسروں کو دکھاتا ہوں۔“

(الفصل ۲۷، دسمبر تا جنوری ۱۹۲۲ء ص ۹ نمبر ۲۱)

”مجھے اتفاق کے طور پر بتایا گیا۔ کہ رمضان کا مہینہ نبیوں کا زمانہ ہے۔ اور اس کے چاند کو دی لوگ دیکھتے ہیں جو عقل و خرد رکھتے ہیں۔ اور مصائب اور تکلیفوں کے زمانہ میں نبی کا ساتھ دیتے ہیں۔ لیکن بچے والی عقل رکھنے والے اس چاند کی پرواہ نہیں کرتے اور اس کے نہیں دیکھتے کہ ہم کو روزے رکھنے پڑیں گے یعنی نبیوں کے ساتھ ہو کر مشقت اٹھانی پڑے گی۔ ہاں بعد جو نبی کی ترقی کا زمانہ ہوتی ہے اس کا انتظار کرتے ہیں۔ اور اس کے چاند کو دیکھنے کے مشتاق ہوتے ہیں“

(الفصل ۳، جون ۱۹۲۲ء جلد ۱ خطبات عیدین ص ۲۳)

”مجھے رڈیا میں بتایا گیا کہ میں انگلستان گیا ہوں اور ایک فاطمہ حریص کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں۔ اور اس وقت میرا نام ولیم فاتح رکھا گیا۔ میں جب شام میں بیمار ہوا اور میری بیماری بڑھتی گئی تو مجھے سب سے زیادہ خوف یہ تھا کہ کہیں میری شربت اعمال کی وجہ سے ایسے سامان پیدا ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی اور صورت میں بدل جائے اور میں انگلستان میں پہنچ ہی نہ سکوں۔ اور اس خوف کی وجہ تھی کہ میں اس خواب کی بناء پر یقین رکھتا تھا کہ انگلستان کی روحانی فتح صرف میرے انگلستان جانے کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں انگلستان پہنچ گیا ہوں۔ اور اب میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائیگا۔ دشمن ہمنے گا اور کہے گا کہ یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر ایک کر سکتا ہے۔ مگر اسکو ہمنے دو کیونکہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو نہیں دیکھ سکتا۔ اہل فہم کے متعلق سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی اور وہ مصححت الہی کے ماتحت اور رنگ میں پوری ہوئی تو سب ہندوستان میں اپنے سرخو کیا گیا۔ اس وقت کے فوجی صاحب بہادر کے دربار میں بھی اس کا ذکر ہوا اور انہوں نے بھی اس کے غلط ہونے کی تائید میں رائے دی۔ ان کے پیر خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چارہ اذیائے اس وقت دربار میں موجود تھے۔ اس بات کو سنکر جو ش میں آ گئے اور فرمایا کہ جو کہتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی ہے وہ غلط کہتا ہے۔ اہل فہم مرچکا ہے مجھے وہ مردہ نظر آتا ہے۔ دنیا کے کیرڈوں کو وہ زندہ نظر آتا ہے“

(الفصل ۲۷، اکتوبر ۱۹۲۲ء ص ۲۵ نمبر ۲۳ جلد ۱۲)

”ایک دفعہ میں نے رڈیا میں دیکھا کہ میں ایک دوست کو کھارہا ہوں کہ درخش نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ مگر

یوں ہم اسے گناہ نہیں کہتے۔ لیکن ایک انسان جن کی زندگی پر لاکھوں انسانوں کی زندگی کا مدار ہو۔ اگر وہ اپنی زندگی کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ گناہ کرتا ہے۔“

(منہاج الطالبین ص ۷۸ تقریر جلد ۱۹۲۵ء)

”تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں نے ایک روایا دیکھی کہ میں خطبہ پڑھ رہا ہوں جس میں کہنا ہوں کہ میں اپنے بچوں کی محنت کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس وقت جو بوجھ عمارے کندھوں پر ہے اس کے ہزار گنے زیادہ بوجھ ان کے کندھوں پر ہوگا۔ پس ہماری آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں وہیں کی کوئی نیا کی زبردست طاقتیں اور قوتیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گی کہ اب احادیث کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ مگر خدا تعالیٰ اسی پر راضی نہ ہوگا۔ وہ جماعت کو اور بڑھاتا جائیگا۔ جب تک لوگ یہ نہ کہہ اٹھیں کہ دنیا میں احادیث ہی ایک مذہب ہے۔“

(منہاج الطالبین ص ۶۶ - تقریر جلد ۱۹۲۵ء)

”آج جب صبح کی نماز پڑھ کر میں نے سلام پھیرا تو معاذ میں طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ اس پر میں نے کہا کہ ہمارا اندازہ غلط ہے۔ اس دفعہ بھی لوگ ہمارے اندازہ سے زیادہ ہی آئیں گے۔ یہ ہوتے ہیں سکنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائیں اور پھر لوگ کم آئیں۔ بادشاہ کے آئے پر تو لوگ آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ آج جلسہ گاہ شہادت دے رہا ہے۔ اس بات کی کہ باوجود جلسہ گاہ کے پہلے کی نسبت زیادہ وسیع ہونے کے اب زیادہ آدمیوں کی گنجائش نہیں۔ اور یہ ہمارے لئے نشان ہے۔ کیونکہ دوسرے مجالس میں دینی فوائد ہیں اور یہاں دینی نقصان ہیں۔ ان مجالس میں لوگ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور یہاں آئے پر دوسرے لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ ہمارا معاملہ دوسرے لوگوں سے بالکل الگ ہے۔“

(الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۲۵ء ص ۵۵ نمبر ۵ جلد ۱۱)

”ایک روایا یاد آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جبکہ میری عمر ۱۲ سال کی ہوئی دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا اقامت کا دن ہے اور خدا کے حضور لوگوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک مضبوط خوبصورت جوان کی شکل میں کسی پر بیٹھا ہے۔ دائیں طرف حضرت خلیفہ اول اور دوسرے کئی لوگ بیٹھے ہیں۔ میں محو انہی میں ہوں۔ دکان ایک دائیں طرف کوٹھڑی ہے۔ ایک بائیں طرف۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور ایک شخص پیش کیا گیا جو بہت مضبوط اور تنومند تھا۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔ یاد نہیں آیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے کچھ پوچھا یا نہیں۔ اور اگر پوچھا تو میں نے نہیں سنا۔ مگر بغیر اس کے کہ وہ جواب دیتا اس کے چہرہ کی رنگت متغیر ہونے لگی۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ اسے کوٹھڑی ہو گیا ہے پھر اس کے جسم

گوشت پوست پیپ جھٹکے لگا۔ آخر سر سے لے کر پیر تک وہ پیپ ہو گیا۔ اس پر فرشتوں نے کہا۔ یہی جہنمی ہے اؤ اسے جہنم میں پھینکیں۔ چنانچہ اسے بائیں طرف کی کوٹھڑی میں پھینک دیا گیا۔ پھر ایک اور شخص لایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سوال نہیں کیا۔ یا مجھے یاد نہیں رہا۔ اس کا چہرہ چمکنے لگا۔ اور اس کا سارا جسم نور بن گیا۔ اس پر فرشتے بغیر خدا کے حکم کے کہنے لگے کہ یہ جہنمی ہے۔ چلو اسے جنت میں لے جائیں۔ چنانچہ اسے جنت میں لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا تم اپنی پیٹھوں کی طرف دیکھو جس کے پیچھے پختہ دیوار ہو وہ جہنمی ہے۔ اور جس کے پیچھے دیوار کچی ہو وہ دوزخی ہے۔ یہ کہنا اللہ تعالیٰ نے دکان پھر دکھائی نہ دیا۔ اور ہم پر اتنی ہیبت طاری ہو گئی کہ کوئی ڈر کے مار سے اپنے پیچھے نہ دیکھتا۔ ہر ایک ڈرنا کہ نہ معلوم اسے کیا نظر آئے۔ جب اسی حالت میں عرصہ گزر گیا تو حضرت خلیفہ اول نے مجھے کہا تم میرے پیچھے دیکھو میں تمہارے پیچھے دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ اور میں نے ڈرتے ڈرتے ان کے پیچھے دیکھا اور انہوں نے میرے پیچھے دیکھا۔ اندیکم میں نے جھکا کہا آپ کے پیچھے کچی دیوار ہے۔ انہوں نے کہا آپ کے پیچھے کچی دیوار ہے۔ میرے نزدیک ایک دوسرے کے پیچھے دیکھنے کے معنی یہی ہیں کہ ایمان کی تکمیل ایک دوسرے کی مدد سے ہو سکتی ہے۔“

(الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء ص ۵۲ نمبر ۵ جلد ۱۱)

”ایک روایا دیکھا کہ میں لاہور گیا ہوں۔ اور کالجوں کے تمام طلباء میں دہریت پھیل رہی ہے۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا کے متعلق مجھ سے سوال کرتے ہیں۔ میں دل میں خیال کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے قرآن سکھاتا ہے۔ اور ہر اعتراض کا جواب سمجھاتا ہے۔ یہ کہہ کر جو اس وقت کو شش کر رہا ہے کہ سوالات کہہ کر خدا تعالیٰ کی ہمتی کو مشتبہ کر دے۔ اسے اس وقت کیا جواب دے گا۔ جو تسلی بخش ہو۔ میں اب جو بوجھ چٹا ہوا ہوں۔ کہ اس عرصہ میں یکدم ایسا معلوم ہوا کہ آسمان سے میرے قلب پر ایک کھڑکی کھلی ہے جس سے مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہ ان کو اب میں سمجھا سکتا ہوں اس کے تھوڑی دیر کے بعد ان کا پیغام آیا کہ ہماری تسلی ہو گئی ہے۔ اور ہم سب آپ سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتے۔“

(الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۵ء ص ۸۷ نمبر ۸)

”میرے راستہ میں ایک دفعہ ایک سخت مشکوٰۃ پیش آئی۔ ایسی کہ نگرہ میری کہ بھکی جاتی تھی۔ اور میں مجھتا تھا کہ اس رند کو کوٹھڑی کے کھڑی سامان مقصود ہیں۔ میں نے دعا کی۔ مگر جب نتیجہ میں دیر ہوئے تو میں نے عہد کیا کہ اس وقت تک کہ دعا قبول ہو زمین پر سویا کر دے گا۔ چار پائی پر نہ لیوں گا۔ چنانچہ میں زمین پر سویا۔ اُدھی رات کے قریب میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ عورت کی شکل میں مجھے رُخ والا بچھا

جسے آدم پیدا ہوا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ جب فرانس نے لگا تو برطانیہ نے خیال کیا کہ اگر فرانس صلح نہ کرے۔ تو کچھ نہ کچھ مزاحمت اس کی طرف سے ہوتی رہے گی۔ اس کے جہاز بھی لڑتے رہیں گے۔ نوآبادیاں بھی جنگ کو کسی نہ کسی صورت میں جاری رکھیں گی۔ لیکن اگر وہ صلح کر لے تو اس کے جہاز بھی جو مٹی کوں جائیں گے۔ نوآبادیاں بھی مل جائیں گی اور اس صورت میں جرمنی کے حملہ کا سازا زد رہا۔ پڑ گیا۔ اور اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت برطانیہ نے وہ کام کیا جس کی نظیر آج تک جب سے دنیا پیدا ہوئی کوئی نہیں ملتی۔ یعنی اس نے فرانسیسی حکومت کو تار دیا کہ دونوں ملکوں کی حکومت ایک کر دی جائے اور فرانس کا برطانیہ سے الحاق کر دیا جائے۔ حکومت ایک ہو یا ریمینٹیں ملادی جائیں۔ خوراک کے ذخائر اور ذخائر انہ بھی ایک ہی سمجھا جائے۔ اور یہ وہ تحریک ہے جو مجھے خواب میں دکھائی گئی تھی۔“

(المفضل جلد ۲۸، صفحہ ۱۴۶، جلد ۲۸)

”جب یادوری مارٹی کلاک والا مقدمہ تھا۔ تو اس وجہ سے کہ وہ ایک انگریز پادری تھا۔ اور وہ افسر بھی جب کے روبرو مقدمہ پیش تھا۔ انگریز اور پادری متش آدمی تھا۔ آپ نے بہت سے لوگوں کو دعا کیلئے کہا۔ گھر میں والدہ صاحبہ سے بھی کہا۔ میری عمر اس وقت ۱۰۰۴ سال کی ہو گی۔ مجھے بھی آپ نے دعا کیلئے فرمایا۔ میں نے اس بات ایک روڈیا میں دیکھا۔ کہ

”میں اس گلی سے آ رہا ہوں جو ہمارے گھر کے مشرق کی طرف ہے۔ اور جو کہ مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر کی طرف چلی جاتی ہے۔ ہمارے گھر کی پرانی گلی دہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ میں آ رہا ہوں۔ اور آگے پولیس کے سپاہی کھڑے ہیں وہ مجھے اندر جانے سے روکتے ہیں۔ مگر میں چلا گیا ہوں۔ ہمارے گھر میں ایک تہ خانہ ہوا کرتا تھا جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے گرمیوں میں آرام کیلئے بنوایا تھا۔ اس کی کھڑکیاں گلی میں لمبی کھلتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خیال سے کہ کچھ اندر جا کر کھیلنے میں اندازہ گیری ہوئے سے سانب بچھو وغیرہ کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس کی سیدھیان نصف تک بند کرادی تھیں۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اس جگہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا ہوا ہے اور آپ کے سامنے اپنے آپ رکھ رہے ہیں اور وہاں آبیوں کا ڈھیر لگا دیا گیا ہے۔ پھر دیا سونی سے آگ لگاتے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر میں خواب کی حالت میں ہی گھبراتا ہوں۔ اور اس سپاہی کو وہاں سے ہٹاتا چاہتا ہوں۔ مگر وہ سر سے سپاہی مجھے روکتے ہیں۔ اتنے میں میری نظر اوپر اٹھی تو ایک عبارت ہوئے لفظوں میں لکھی ہوئی نظر آئی۔ جو یہ تھی کہ

”خدا کے بندوں کو کون ہلا سکتا ہے“

پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے یا تو میں نے اپنے ہٹا دیے۔ یا وہ خود بخود ہٹ گئے۔ اور حضرت

ہوں۔ آیا اس کے ہاتھ میں ایک باریک سی چھڑی تھی جو درخت کی تانہ لٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے سر پر کچھ بچے بھی لگے ہوئے ہیں۔ چہرہ سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے غصہ ہے۔ اور پیار کی جھلک بھی نظر آتی ہے میرے نزدیک آکر اور چھڑی کو گھماتے ہوئے اس منہل سے مجھے کہا کہ چار پائی پر لیٹتا ہے یا نہیں؟ پھر اس نے مجھے آہستہ سے چھڑی ماری چاہی جیسے اس شخص کو تنبیہ کرتے ہیں جس کے متعلق پیار کا غلبہ ہوتا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ چھڑی مجھے لگی یا نہیں مگر میں معاذ کر چار پائی پر چلا گیا اور اس کے ساتھ میری آنکھ کھل گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ میں چار پائی کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے بعد دوسرے ہی دن وہ بات جس کا مجھے فکر تھا خدا تعالیٰ کے فضل سے حل ہو گئی۔“

(المفضل جلد ۲۸، صفحہ ۱۴۶، فردی ۱۹۳۵ء)

”میں نے ایک دفعہ روڈیا میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھے سے سوال کرتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں مختلف مسائل کا تکرار ہوا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ میں اسے یہ جواب دیتا ہوں کہ قرآن کریم میں کوئی تکرار نہیں لفظ تو الگ رہے قرآن کریم میں تو تکرار اور تکرار کا بھی تکرار نہیں۔ جو تکرار ایک جگہ استعمال ہوئی ہے اس کی غرض دوسری جگہ آنے کی پہلی زیر سے مختلف ہے۔ اور جو تکرار ایک جگہ استعمال ہوتی ہے۔ دوسری جگہ آنے والی زیر سے اس کے معنی مختلف ہیں۔“

(المفضل جلد ۲۸، صفحہ ۱۴۶، تقریر طبعی ۱۹۳۵ء)

”میں نے روڈیا میں دیکھا کہ میں ایک کمری پر بیٹھا ہوں اور منہ مشرق کی طرف ہے۔ میرے سامنے حکومت برطانیہ کی خفیہ خط و کتابت پیش کی جا رہی ہے۔ ایک کے بعد دوسری چھٹی میرے پاس آتی ہے۔ یہ چھوٹا انگریز حکومت کی طرف سے فرانسیسی حکومت کے نام ہیں۔ ایک چھٹی میرے سامنے آتی۔ جس میں حکومت برطانیہ نے فرانسیسی حکومت کو لکھا ہے کہ ہمارا ملک سخت خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ جرمن اس پر حملہ آور ہو چکا ہے۔ اور قریب ہے کہ اسے مغلوب کر لے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ انگریزی حکومت اور فرانسیسی حکومت کا الحاق کر دیا جائے۔ یہ سچی بات کہیں بہت گھبراہٹ اور قریب تھا کہ میری آنکھ کھل جاتی کہ یکدم ایک آواز آئی کہ یہ چھ ماہ پہلے کی بات ہے۔

میں خیال کرتا تھا کہ میری فرانسیسی کے تھما حصہ کو لے کر انگلینڈ پر حملہ کر دیا گیا۔ اور اس حملے کے انگلستان کو خطرہ ہے۔ گھر جا چکا۔ تو وہ فرانسیسی سے درخواست کر گیا کہ ہماری حکومت اور اپنی حکومت کو ملادو میں اس کی بھی سمجھنا تھا۔ کیونکہ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جو ملک مغلوب ہونے لگتا ہے۔ وہ دوسرے سے امداد کی درخواست کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میرے اس رویہ کو عجیب و غریب رنگ میں پورا کیا۔ کہ

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لے آئے۔

پس خدا تعالیٰ پر کسی تکلیف کا آثار و کار وہ لاپنے بندوں پر بھی ایسے مصائب نہیں آنے دیتا۔ لیکن جو لوگ جھوٹے دعوے کرتے ہیں ان کے ساتھ ضرور ایسے سامان لگے ہوتے ہیں کہ جو ان کی خدائی کے دعوے کو باطل کر دیں۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۴۱ء۔ الفضل ۳ جولائی ۱۹۴۱ء)



”اسی طرح مجھے بتایا گیا کہ تارائی ہے کہ امریکہ نے برطانیہ کی امداد کیلئے اٹھائیس سو ہوائی جہاز دیا ہے۔“
یہ خبر بھی ایسی تھی کہ جسے کوئی انسانی دماغ وضع نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں ایک طرف تار کا لفظ تھا دوسری طرف امریکہ کا لفظ تھا۔ تیسری طرف اٹھائیس سو ہوائی جہازوں کا ذکر تھا۔ میں نے یہ خواب بھی پودھری محض نظر انداز کیا صاحب کو کھلکھلایا دی تھی اور انہوں نے کئی ذرا کے آگے اسے بیان کر دیا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ کسی نے مجھے اطلاع دی کہ باہر سے فون آیا ہے۔ میں گیا اور امرتسر کے دفتر سے پتہ لگایا کہ کہاں سے فون آیا ہے۔ بتایا کہ شملہ سے۔ میں نے کہا کنکشن لا دو۔ تھوڑی دیر کے بعد چوہدری فخر اللہ خاں صاحب کی آواز آئی جو خوش اور خوشی سے کالمپ رہی تھی۔ انہوں نے کہا مبارک ہو۔ میں نے کہا خیر مبارک مگر یہ تو بتائیں یہ مبارک کیسی ہے۔ انہوں نے کہا آپ کو یاد ہے۔ آپ نے فلاں جہیز میں ایک جیٹھی تھی جس کا معنوں یہ تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ امریکہ سے تارائی ہے کہ امریکہ نے اٹھائیس سو ہوائی جہاز انگریزوں کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا مجھے یاد ہے۔ وہ کہنے لگے پھر آج یہ خواب پوری ہوگئی ہے۔ اور امریکہ سے انگریزوں کی مانند تارائی ہے کہ امریکہ نے اٹھائیس سو ہوائی جہاز انگریزوں کو دیئے ہیں۔“ (الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۴۱ء صفحہ ۹۰ نمبر ۱۵۴ جلد ۲۵)



”۱۹۴۱ء میں مجھے قادیان سے نکلنے کی خبر گئی اور مجھے دکھایا گیا کہ لڑائی ہو رہی ہے۔ گولیاں چل رہی ہیں۔ اور ہم کسی نے مرکز کی تلاش میں کسی دوسری جگہ لگے ہیں۔ حالانکہ ۱۹۴۱ء میں کسی کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ہمیں قادیان سے ہجرت کرنی پڑے گی۔ اور ایک نیا مرکز ہمیں بتا دے گا۔“
(سیر روحانی جلد دوم صفحہ ۶۵)



”مجھے یاد ہے۔ میں بہت چھوٹا تھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور اس نے ایک تقریر شروع کی جس میں کہا کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کے لئے بطور آئینہ ہے وہ اس میں اپنی شکل دیکھتا ہے۔ اور پتہ لگاتا ہے کہ اس میں نقص ہے یا خوبی ہے اور جیسی اسے اس میں شکل نظر آتی ہے ویسا ہی وہ آئینہ کو سمجھتا ہے۔ جس طرح عورتیں سنگار کیلئے اور شکل دیکھنے کیلئے آئینہ استعمال کرتی ہیں۔ مگر اس وقت تک وہ صحیح صحیح شکل دکھاتا ہے۔ مگر جب وہ خراب ہو جاتا ہے۔ چاندی اور جاتی ہے اور وہ شکل کو بگاڑ دکھاتا یا بالکل نہیں دکھاتا اور بجائے حسن ظاہر کرنے کے

بد صورت اور بد نما دکھاتا ہے تو وہ اُسے اٹھا کر زمین پر مارتی ہے (دیہ کہتے ہوئے فرشتہ نے بھی اپنا ہاتھ اڑھایا اور وہ اسی آئینہ کو اس کی ہاتھ میں تھا زمین پر دسے مارا۔ وہ چھن کر کے چٹکنا پود ہو گیا اور وہ چھن کی آواز بھی میرے کان میں پڑی) اور اس فرشتہ نے کہا کہ میری آئینہ جسے عورت اپنا حسن دیکھنے کے لئے استعمال کرتی تھی۔ مگر ہر جانے پردہ اسے پور چور کر دیتی ہے۔ یہی حال بندہ اور اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جب انسان کا دل صاف آئینہ کی طرح نہیں رہتا۔ وہ اسے بے پردائی سے زمین پر پھینکتا اور چکن پور کر دیتا ہے۔“

(خطبہ علیہ القعر فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۴۳ء۔ الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء جلد ۳۱ نمبر ۲۳۸)



”میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الدعا میں بیٹھا دعا کر رہا ہوں کہ یکدم مجھے پڑا ہر کیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیم تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر پڑا ہر کیا گیا کہ اس وقت میں اور بھی کئی ابراہیم ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اڈل کے متعلق بتایا گیا کہ آپ بھی ابراہیم ہیں اور آپ کا نام مجھے ابراہیم اڈم بتایا گیا۔ اڈم ایک بادشاہ تھے، جو بادشاہت چھوڑ کر تقویٰ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ پس مجھے بتایا گیا کہ حضرت خلیفۃ اڈل ابراہیم اڈم ہیں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ ایک ابراہیم تم بھی ہو۔“
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ جولائی ۱۹۴۳ء۔ الفضل ۴ مارچ ۱۹۴۳ء)



”ایک دفعہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ایک اور شخص کے ساتھ فرما رہے تھے اتھد قتی ولا تو من حی۔ اسے تو میری تصدیق تو کرنا ہے مگر میری بات نہیں مانتا۔ گویا یہ ایک حدیث ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی۔ لوگ تو احادیث کے متعلق یہ بحثیں کیا کرتے ہیں کہ یہ احادیث ہیں۔ یہ تو ان سے۔ خدا کے راوی ثقہ ہیں۔ خدا کے نہیں مگر یہ وہ حدیث ہے جو میں نے رسول کریم سے خود سنی کہ اتھد قتی ولا تو من حی یعنی تو میری بات کو تو چما بھٹتا ہے۔ مگر اس پر عمل نہیں کرتا۔“

(الفضل ۱۰ مئی ۱۹۴۳ء تا ۶ جلد ۲۲)



”جب غیر مبائعین کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دربار کو گھنٹا یا جانے لگا تو اس وقت میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور اُس نے مجھے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔ میں نے رد کیا میں پہاڑیوں پر سے گزرتا ہوں۔ گزرتے گزرتے ایک مقام پر میں نے خدا تعالیٰ کا بہت جلوہ دیکھا اس وقت میں نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا پایا اور خدا تعالیٰ نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یقین دلایا۔ الفاظ مجھے یاد نہیں۔ مگر مفہوم یہی تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی تھے۔“

(الفضل ۱۰ مئی ۱۹۴۳ء صفحہ ۹۱ جلد ۳۲)

”میر محمد حاکم صاحب کی وفات سے پہلے جب میں لاہور گیا ہوا تھا۔ تو بدھ کے دن میں نے ایک رو دیا دیکھا۔ جو اسی دن میں نے لاہور کے بعض دوستوں کو سنا دیا۔ دوسرے دن جمعرات کو ہم واپس آگئے تھے، اور اسی شام کو وہ بیمار ہو کر دوسرے دن وفات پا گئے۔ میں اس روز کھانا کھا کر لیٹا ہی تھا کہ نیم غنودگی کی سی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی۔ اور میں نے دیکھا کہ حضرت ام المومنین کہہ رہی ہیں۔ کہ ”تالے کیوں نہ کھولے گئے“

اور میں ان کو جواب دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ کسی کی طاقت ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کی طاقت کے تالے کھول سکے۔ چنانچہ آتے ہی میر محمد اعلیٰ صاحب بیمار ہو گئے اور وفات پا گئے۔ حضرت ام المومنین کا یہ فرمانا کہ ”تالے کیوں نہ کھول لئے“ بتاتا تھا کہ کوئی ایسا واقعہ ہو گا جس کا ان کے ساتھ تعلق ہو گا، اور جس میں ہمیں ناکامی ہوگی۔ میں نے بھی یہی کہا تھا کہ ”کس کی طاقت ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کی اجازت کے تالے کھول سکے“

چنانچہ دعاؤں اور علاج وغیرہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا، اور میر صاحب انتقال کر گئے۔

(فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۳ء۔ الفضل ۲۵ جون ۱۹۴۳ء۔ حصہ جلد ۳۲)

”ایک دفعہ میں نے رویا میں دیکھا کہ جیسے فوجی سپاہیوں کی قطار ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت لوگ ایک قطار میں کھڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کو پرہیزگار رہے۔ میں بھی اسی جگہ ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک لکیر کھینچی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو لوگ اس لکیر سے آگے گزریں گے وہ جنتی ہوں گے میں بھی بڑھتے بڑھتے اسی لکیر سے گزر گیا تو یکدم میرے منہ سے نکل گیا۔ میں بھی پہلا ہی پہنچ گیا اور یہ کہتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔“

(الفضل ۱۰ مئی ۱۹۴۳ء۔ ۶ تا ۱۱ جلد ۳۲)



”حضرت مولوی شیر علی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-
”مفتوح حب ایک دفعہ سندھ کے سفر سے تشریف لائے اور جماعت کے دوست حضور کے استقبال کیلئے مولیٰ کو تشریف لے گئے اور حضور موڑے اتر آئے اس وقت حضور نے فرمایا کہ میں نے راستہ میں ریل میں کھلی عصا کے متعلق ایک نظارہ دیکھا ہے۔ جس میں بتایا گیا کہ میرا نام کھلی عصا ہے۔ میرے سامنے فرشتوں یا آدمیوں کے گروپ آئے۔ ہر پہلو گروپ حرفت کا تھا۔ دوسرا حصہ کا اسی طرح تمام حروف گروپس کی شکل میں میرے سامنے نمودار ہوئے اور مجھے بتایا گیا کہ یہ میرا نام ہے۔“

(مخاکار۔ دستخط شیر علی مفتوح فی الفضل فروری ۱۹۴۵ء)



وچند ہی عید احمد غلام ایم۔ اے پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس روم سے چھپوا کر دفتر مجلہ المجاہد روم ضیاء اسلام پریس روم لکھا۔